معاشرے میں پھیلے فواحش

ایک جائزہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف

جمشید عالم عبدالسلام سلفی

ناشر

مکتبۃ السلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر (یوپی) انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

©جملہ حقوق بحق مؤلف وناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.....معاشرے میں پھیلے فواحش ایک جائزہ

تالیف.....جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر.....مکتبة السلام انتری بازار، شہرت گڑھ سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

کمپوزنگ.....ابو ہمام

سن اجراء.....۲۰۲۱ء

صفحات.....۲۴۸

.....

.....

جاری کردہ

مکتبة السلام انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ 8

مقدمہ: انسانی زندگی میں سیرت و کردار کی اہمیت 12

باب اوّل: فواحش اور اس کی حرمت و مذمت 39

فصلِ اوّل: فواحش کی توضیح و وضاحت 40

لغوی مفہوم 40

اصطلاحی مفہوم 41

اہلِ علم کے اقوال 42

کتاب و سنت سے چند مثالیں 45

فصلِ دوم: ظاہری و باطنی فواحش کی توضیح 48

فصلِ سوم: فواحش سے اجتناب کا شرعی حکم 51

باب دوم: فواحش اور اس کے مظاہر 61

تمہید: 62

فصلِ اوّل: معاشرے میں شرک کا پھیلاؤ 64

شرک کی مذمت 64

شرک: مفہوم اور حقیقت 66

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت 75

عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے 77

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انعاماتِ الٰہی.....80
شرک کے مظاہر.....84
قبروں اور اہلِ قبور کی حد درجہ تعظیم.....86
غیب کے دعوے داران اور ان کی قدردانی.....92
فصلِ دوم : جنسی بے راہ روی.....95
بدکاری کے نقصانات.....96
خود احتسابی.....100
نکاح کی ترغیب.....101
بے حیائی کا پھیلاؤ.....103
محرمات سے نکاح کی حرمت.....104
بوڑھے زانی.....105
قحبہ گری.....109
دواعیِ زنا کی حرمت.....110
زنا قابلِ سزا جرم ہے.....111
ماعز اسلمی اور غامدیہ کا واقعہ.....115
ایک یہودی اور یہودن کو سزائے رجم.....116
زانی لونڈی اور غلام کی سزا.....117
سزائے زنا کا انکار عقل و فطرت کے خلاف.....119
تہمتِ زنا کی سزا.....120

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جرمِ لواطت اور ہم جنس پرستی 121
سحاقت ایک بدترین جرم 124
غیر فطری وضع سے شہوت کی تکمیل 125
حصولِ لذت کا ایک غیر فطری طریقہ 130
افشائے راز 131
مُشت زنی 133
خواہشِ نفس پر کنٹرول رکھنے کا فائدہ 136
جوانی کی حفاظت کریں 137
بدکاری سے بچنے والوں کی خوبی 138
فصلِ سوم : عریانیت اور بے پردگی 142
ایک نبوی پیش گوئی 143
آیاتِ حجاب 146
غضِ بصر اور حفاظتِ فروج 148
اظہارِ زینت کی اجازت اور اس کے حدود 153
چہرے کا پردہ 155
جِلباب اور نقاب 161
پازیب کی آواز 163
وہ لوگ جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں 163
فتنۂ آواز 166

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورت کا مسکن.....168
جاہلی تبرج سے ممانعت.....169
حجاب میں تخفیف.....170
صحت پر عریانیت کا منفی اثر.....171
شیطانی چال.....172
فصلِ چہارم : اختلاطِ مرد و زن.....175
مرد و عورت کا دائرۂ عمل.....176
مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط.....179
ایک عبرت ناک واقعہ.....183
غیر محرم کو چھونا.....185
راستے میں اختلاط سے بچنے کی تاکید.....187
مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ.....188
مخلوط معاشرت کی صورتِ حال.....191
بے غیرتی اور دیّوثیت.....196
فصلِ پنجم : خود نمائی اور فیشن پرستی.....200
عمدہ لباس کا استعمال.....200
بری ہیئت اختیار کرنا.....203
قزع کی ممانعت.....204
اسلامی لباس.....206

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرد و زن کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا 208
تبدیلیِ جنس 210
تزئین کاری کی چند حرام صورتیں 213
ورزش اور ایکسر سائز کے نام پر بے حیائی 216
فصلِ ششم : سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ 218
معاشرے کی بگاڑ میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا کردار 219
لہو الحدیث کی بہتات 223
گانا بجانا اور موسیقی 226
جنسیات پر مشتمل فحش لٹریچر 230
فحش ویڈیوز کا بڑھتا ہوا سیلاب 233
تنہائی کے لمحات میں گناہوں کا صدور 237
جاہل مفتیوں کی بھرمار 240
سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے مثبت اور افادی پہلو 242
خاتمہ : فواحش سے بچاؤ کی احتیاطی اور انسدادی تدابیر 247
① کتاب و سنت کی پیروی 248
② نمازوں کی پابندی اور ذکر و اذکار کا اہتمام 249
③ اخلاص و للّٰہیت اور تقویٰ شعاری 250
④ اچھوں سے قربت اور بروں سے کنارہ کشی 252
انسدادِ فواحش کی تدابیر 253

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد و علىٰ آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين .

اما بعد:

ایک مسلمان جب اپنے رب کی اطاعت و فرماں برداری کرتے ہوئے اس کے حکموں کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے اور اپنے رسول کی اتباع و پیروی کرتا ہے تو یقینی طور پر اس کی دنیوی زندگی مسرت و شادمانی میں گزرتی ہے اور پھر آخرت میں بھی اس کے لیے یقینی کامیابی ہوگی۔ لیکن جوں ہی وہ رب کی نافرمانی کرتا ہے، اپنے رسول کے فرامین سے منھ پھیرتا ہے اور گناہوں کی ڈگر پر چل نکلتا ہے تو حزن و ملال، مصائب و آلام، فتن و آزمائش اور تکالیف و پریشانیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور پھر ایسی روش اپنا کر وہ یقینی طور پر دنیا کی بربادی کے ساتھ اپنا آخرت بھی تباہ کر لیتا ہے۔

ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی فواحش اور بے حیائی سے متعلق بھی بہت زیادہ بے احتیاطی پائی جاتی ہے، کھلے عام لوگ فواحش و منکرات کے مرتکب ہو رہے ہیں، مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور مسلمان عورتوں کا غیر محرم مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے، جب کہ اس طرح کے فواحش اور بے حیائی کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ افرادِ معاشرہ کی اسی بے احتیاطی اور بداعمالی کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بہت سی نت نئی بیماریاں جنم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لے چکی ہیں اور آئے دن لوگ اپنی بد اعمالی کی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتوں، پریشانیوں اور آزمائشوں کا شکار ہو رہے ہیں اور لاعلاج بڑی بڑی بیماریاں معاشرے میں پھیل رہی ہیں پھر بھی لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، معصیات سے رکنے اور گناہوں سے توبہ واستغفار کرنے کے بجائے اسی میں اور بھی مست ومگن ہیں۔

اللہ رب العالمین کا بے پایاں شکر و احسان اور انعام و اکرام ہے کہ پیشِ نگاہ کتاب آپ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے اندر سماج و معاشرے میں پھیلے فواحش سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے اور معاشرے میں پھیلے فواحش کی مختلف صورتوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں فواحش کی تفصیلی وضاحت کے بعد سب سے بڑی بے حیائی اور گناہِ عظیم شرک کی ہلاکت وسنگینی کو بیان کیا گیا ہے نیز معاشرے میں شرک اور بد کاری کے پھیلاؤ کی قبیح صورتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی عریانیت و بے حجابی، مرد و عورت کے آزادانہ میل جول اور دورِ جدید کی بے حیا کثافتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

دراصل میں نے 2005 ہی میں اس مضمون کو ترتیب دیا تھا اور فضیلۃ الشیخ رفیق احمد رئیس سلفی حفظہ اللہ کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ مجلہ "نداء الصفا" کے کئی شماروں میں بالاقساط یہ مضمون شائع بھی ہوا تھا۔ اور اب دوبارہ اپنے چھوٹے بھائی عزیزم حافظ محبوب عالم عبد السلام سلفی (مدیر مکتبۃ السلام) اور بعض دیگر احباب کے اصرار و ترغیب پر میں نے اسے نئے سرے سے ترتیب دیا ہے اور اس میں ضروری ترمیم و تہذیب کے ساتھ ساتھ کافی کچھ حذف و اضافہ سے کام لیا ہے۔ عزیزی موصوف سلمہ اللہُ تعالیٰ ووفقہ لما یحب ویرضاہ نے اس کی ترتیب و تہذیب اور اس کی تیاری میں کافی محنت صرف کی ہے، کئی کئی بار پروف پڑھ کر زبان و بیان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باریکیوں کو کافی حد تک درست کر دیا ہے۔ نیز طرزِ استدلال اور اسلوبِ بیان میں کافی کچھ ترمیم و اضافہ کر کے اس سے فائدہ اٹھانا آسان کر دیا ہے، جس سے اس کی خوبیاں دو چند ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین!

کتاب کی تیاری میں بنیادی کوشش یہ کی گئی ہے کہ فواحش کی حرمت اور اس سے متعلق دیگر باتوں کی وضاحت کتاب و سنت کے دلائل کی روشنی میں کی جائے اور بے جا طور پر عقل و قیاس کے گھوڑے نہ دوڑائے جائیں۔ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبویہ کی تشریح و وضاحت اور ان سے استدلال کرتے وقت مشہور کتبِ تفسیر و شروحِ حدیث کو سامنے رکھا گیا ہے۔ بطور خاص قرآنی آیات کی تفسیر و تفہیم کے لیے فضیلۃ الشیخ حافظ عبد السلام بُھٹوی، حافظ صلاح الدین یوسف حفظہما اللہ اور شیخ عبد الرحمان کیلانی رحمہ اللہ کی تفسیروں سے کافی استفادہ کیا گیا ہے، ساتھ ہی علامہ ابن جریر طبری، حافظ ابن کثیر اور شیخ عبد الرحمان سعدی رحمہم اللہ کی مہتم بالشان تفاسیر سے بھی کافی استفادہ کیا گیا ہے اور جابجا ان کے حوالے بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز احادیث کو ان کے مراجعِ اصلیہ یا پھر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتابوں سے نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جب کہ احادیث کی مکمل تخریج نہیں کی گئی ہے، بلکہ صرف صحیحین کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے اگرچہ وہ حدیث کئی کتبِ احادیث میں موجود ہی کیوں نہ ہو، اور اگر متدل حدیث کتبِ سنن وغیرہ کی روایت ہے تو ماسوا چند جگہوں کے صرف کسی ایک کتابِ حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث سے نقل کردہ احادیث کی صحت سے متعلق ماضی قریب کے محدث کبیر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیقات سے استفادہ کیا گیا ہے اور زیادہ تر انھیں کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے، بطور خاص شیخ رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف "سلسلة الاحاديث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الصحیحة" سے احادیث کی تصحیح و تشریح کے لیے کافی مدد لی گئی ہے۔ فلله الحمد والشكر وله الثناء الأعلىٰ

اللہ رب العالمین جزائے خیر عطا فرمائے فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمان ضیاء اللہ مدنی حفظہ اللہ کو جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات و مشغولیات سے وقت نکال کر کتاب کو از اول تا آخر پڑھا، اپنے مفید ملاحظات اور مشوروں سے نوازا نیز پوری دقتِ نظری سے نظرِ ثانی اور مراجعہ کی ذمہ داری نبھائی۔ فجزاه الله جزاء خيرا

کتاب کو معنوی اور صوری ہر لحاظ سے بہتر اور عام فہم بنانے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے پھر بھی بحیثیت انسان اور میری اپنی علمی کم مائیگی کے باوصف غلطیوں کا امکان موجود ہے، اس لیے قارئینِ کرام اور بالخصوص اہلِ علم سے بصد احترام گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کہیں کوئی کمی و کوتاہی اور غلطی نظر آئے تو ضرور باخبر کریں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ اللہ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ رب العالمین میرے تمام معاونین و مساہمین کو ان کے حسنِ تعاون اور حسنِ عمل کا بہترین بدلہ عنایت فرمائے، ہمیں اخلاص اور حسنِ عمل کی دولت سے مالا مال فرمائے، میری اس ادنیٰ سی کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور تمام قارئین کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، اسے میری میرے والدین، اولاد اور دیگر سبھی معاونین و متعلقین کے اجر و ثواب کا ذریعہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین تقبل يا ذا الجلال والإكرام!

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

طالبِ دعا

جمشید عالم عبد السلام سلفی

2020/03/01

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

انسانی زندگی میں سیرت و کردار کی اہمیت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران : ١٠٢) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء : ١) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الأحزاب : ٧٠-٧١)

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

قرآن کریم میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى﴾ ترجمہ: ”اور جو کوئی بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں آئے گا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔ ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ (ہمیش) رہیں گے، اور یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا۔" [طٰہٰ: ۷۵-۷۶]

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ﴾ ترجمہ: "بے شک اس نے فلاح پالی جس نے پاکی حاصل کرلی۔" [الاعلیٰ:۱۴]

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ ترجمہ: "یقیناً وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اسے (یعنی اپنے نفس کو) پاک کیا، اور یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔" [الشمس:۹-۱۰]

اللہ رب العزت کے مذکورہ بالا فرامین سے معلوم ہوا کہ انسانوں میں سے جس نے اپنے آپ کو فاسد عقائد و خیالات، کفر و شرک کی گندگی، اخلاقِ رذیلہ اور برے اعمال و کردار سے پاک و صاف کرلیا، یقیناً اس نے کامیابی حاصل کرلی اور اس کے لیے ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والی جنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی مکارمِ اخلاق کی تکمیل، عقائدِ حسنہ و اعمالِ صالحہ کی توضیح و تبلیغ اور نفوس کو اخلاق و کردار کی کوتاہیوں، شرک و توہمات کی آلائشوں اور ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک و صاف کرنا تھا، نیز بیش تر عبادات کا مقصود بھی تطہیر و تزکیہ ٹھہرایا گیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ)) ترجمہ: "یقیناً بہتر اخلاق کو پورا کرنے کے لیے میری بعثت ہوئی ہے۔" [1]

جس دور میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اس وقت پوری دنیا شرک و توہمات کے گرداب میں گھری ہوئی تھی، لوگ فواحش و منکرات اور شرم ناک افعال و اعمال کے

[1] مسند احمد: ۸۹۵۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:۴۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوگر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح فرمائی، ان کے اندر انسانی عظمت وبلندی کو بیدار کیا، نفوس کو شرک و معصیت اور رذالت و گندگی سے پاک و منزہ فرمایا۔ معاشرے کی صالحیت کے لیے عزت کی محافظت، کردار سازی، اخلاق کی بلندی، ذہن ودماغ اور اطوار وعادات کی پاکیزگی پر خاصا زور دیا، جس کی تاثیر سے عرب کی وہی وحشی واجڈ قوم اس قدر مہذب وسلیقہ مند ہوئی اور اسی منتشر وبدحال معاشرہ میں امن وسکون، الفت ویگانگت اور طہارت وپاکیزگی کی ایسی فضا قائم ہوئی کہ چشمِ فلک نے ویسا ماحول اور ویسی شخصیات کا آج تک مشاہدہ نہیں کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمانہ جس قدر گزرتا گیا لوگوں کے اندر اخلاقی گراوٹ پیدا ہونے لگی، بے حیائی وعریانیت عام ہوگئی، بدعات وخرافات کا زور بڑھا اور آج جب کہ ہم پندرہویں صدی ہجری میں سانس لے رہے ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے ہوئے تقریباً چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے، دنیا ترقیوں کی معراج پر ہے، نت نئی ایجادات واختراعات ہو رہی ہیں، رہنے سہنے کے لیے ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں، کہنے کو تو یہ دور ترقی یافتہ دور ہے، علمی تفوق وبرتری کا دور ہے، سائنسی تحقیق وریسرچ کا دور ہے، مگر دورِ حاضر میں بیش تر ممالک کے اندر اور خود مسلم سماج ومعاشرے کے اندر زمانۂ جاہلیت کی وہی قدیم بیماریاں پھر سے لوٹ آئی ہیں، اخلاقی حدبندیاں پامال ہو رہی ہیں، عفت وعصمت سرِبازار نیلام ہو رہی ہے، خواہشِ نفس کی طلب میں آرام کوشی، شراب نوشی، ہم جنس پرستی، بے حجابی، لہوولعب اور فواحش ومنکرات کی بہتات ہے اور ہر کوئی ایک دوسرے سے تخویف وبے اعتمادی کا شکار ہے۔ ایسے پُرفتن اور نازک دور میں نفوسِ انسانی کے تزکیہ وتطہیر کی بڑی ضرورت ہے۔ اوپر کی آیات میں دل ونفس کو اخلاقِ رذیلہ اور شرک ومعصیت کی آلودگیوں سے پاک وصاف رکھنے والوں کے لیے فوز وفلاح کی بات کہی گئی ہے اور بطور انعام ہمیشگی والی پُرآسائش جنت دینے کی بشارت دی گئی ہے، اس لیے ہمیں ہر طرح کی ظاہری وباطنی آلودگیوں سے پاک ومطہر ہو کر مستحقِ جنت بننے کا ثبوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انعام و اکرام سے نوازنے کے لیے تیار ہے بس کوشش اور طلب کی ضرورت ہے۔

آج معاشرے کے اندر "فواحش" کا جو پھیلاؤ ہے اس کا سبب لوگوں کے اندر سے غیرت و حمیت، شرم و حیا، تقدس و عزتِ نفس اور حسنِ اخلاق کا فقدان اور اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ کھلم کھلا فواحش کے مرتکبین، خواہشِ نفس کے غلام اور شیطانِ لعین کے پیرو ہوتے ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بہت بڑی رکاوٹ ہے، کیوں کہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے فواحش و منکرات اور برے اعمال و افعال سے اجتناب و دوری اختیار کرنا لازمی شرط ہے۔ کامل تزکیہ، مکمل طہارت، اخلاق و کردار کی صالحیت، فکر و نظر کی بلندی اور عظمت و وقار کی بازیابی اعمالِ حسنہ کی تعمیل اور برے اعمال سے اجتناب و دوری کے ذریعہ ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اخلاق کی بلندی و عمدگی کا حصول اور اخلاقی گراوٹ سے اجتناب و دوری اختیار کرنا انسان کا لازمی فریضہ ہے، کیوں کہ انسان اس کے بغیر نہ کمالِ انسانیت کو پا سکتا ہے اور نہ اس کی زندگی میں استحکام و مضبوطی آسکتی ہے، بلکہ ایسا شخص انسانیت سے عاری ڈھلمل یقین سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی انسان کی حقیقت و حیثیت کی پرکھ اس کے عادات و اطوار سے کی جاتی ہے۔ انسان جتنا ہی اعلیٰ اخلاق اور عمدہ خصائل و عادات کا مالک ہوگا اتنا ہی مہذّب اور ذی مرتبت سمجھا جائے گا۔ ایک تہذیب یافتہ اور بااخلاق شخص کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی بے ہودگی اور ناشائستہ حرکات و سکنات سے دور اور کنارہ کش ہوگا۔ کذب و افترا، بے حیائی و فحاشی، بری عادات و اطوار، گالی گلوچ، کینہ و کپٹ، غیبت و چغل خوری اور ہر طرح کی برائیوں سے گریز پا ہوگا، بلکہ اخلاقِ حسنہ کا خوگر اور نیکیوں کی طرف مائل ہوگا۔ پروفیسر عطیہ الابراشی کے بقول:

"مہذب آدمی عدل و انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا، شر کی طرف کبھی مائل نہیں ہوتا، نہ محبت میں مبالغہ کرتا ہے، نہ دشمنی میں انتہا کو پہنچتا ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ برائیوں کا ذکر کرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اچھائیوں کو بھول جائے۔ وہ کسی پر حسد نہیں کرتا، ناگوار باتوں کو گوارا کرلیتا ہے، غم کی پروا نہیں کرتا کہ اس سے کسی کو مفر نہیں، موت سے گھبراتا نہیں کہ وہ بہر حال آنی ہے۔" [1]

اس کے بالمقابل بداخلاق، وحشی اور غیر مہذب شخص میں ہر طرح کی برائیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہیں، بدخو و بدکردار ہوا کرتا ہے اور ہمیشہ نت نئی برائیوں کے کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایسا شخص لباسِ حیا سے ننگ و عاری ہوتا ہے اور بے حیا ہونے کی وجہ سے جو جی میں آتا ہے کر گزرتا ہے، اسے نہ کسی ملامت کا اندیشہ ہوتا ہے اور نہ وہ اللہ سے خوف کھاتا ہے۔ جیسا کہ نبوی فرمان ہے:

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))

ترجمہ: "بے شک پہلی نبوتوں کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ ہو تو جو جی میں آئے وہ کرو۔" [2]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ)) "جس چیز میں فحش یعنی بے حیائی ہوگی وہ اسے عیب دار بنادے گی اور جس چیز میں حیا ہوگی وہ اسے خوب صورت بنادے گی۔" [3]

موجودہ دور کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ شرم و حیا سے عاری شخص اپنے آپ کو سب سے مہذب ترین انسان سمجھتا ہے اور اپنے برے کرتوت کو صحیح و درست ثابت کرنے کے لیے مہذب و مثقف لیبل کا استعمال کرتا ہے، جب کہ ناموں کی تبدیلی سے کسی بھی شے کی حقیقت و حیثیت بدلا نہیں کرتی ہے۔ درحقیقت حیا ایک ایسی ایمانی صفت ہے، جو انسان کو نیکی کی طرف مائل کرتی ہے، شریفانہ عادات و اطوار کو اپنانے پر ابھارتی ہے، اسے مہذب اور باسلیقہ بناتی ہے اور برائیوں

]1[فلسفۂ تعلیم و تربیت ص: ۸۳]2[صحیح بخاری: ۶۱۲۰، ۳۴۸۴، ۳۴۸۳

]3[جامع ترمذی: ۱۹۷۴، سنن ابن ماجہ: ۴۱۸۵، مسند احمد: ۱۲۶۸۹، السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیز اخلاق سے گری ہوئی خلافِ مروّت کاموں سے روکتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ علما کے حوالے سے حیا کے متعلق لکھتے ہیں:

”قَالَ العلماءُ: حَقِيقَةُ الحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى تَرْكِ القَبِيحِ، وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيرِ في حَقِّ ذِي الحَقِّ. وَرَوَيْنَا عَنْ أَبي القاسم الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: الحَيَاءُ: رُؤْيَةُ الآلاءِ – أيْ النِّعَمِ – ورُؤْيَةُ التَّقْصِيرِ، فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمَّى حَيَاءً“

”علما کہتے ہیں کہ حقیقت میں حیا ایسے کردار کا نام ہے، جو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور صاحبِ حق کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کمی و کوتاہی سے روکے۔ ہم نے ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ: نعمتوں اور کوتاہیوں کو دیکھ لینے کا نام حیا ہے، چناں چہ ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والی حالت کو حیا کہتے ہیں۔“ [1]

اسی لیے احادیث میں حیا کو ایمان کا جزو، اسلام کا اخلاق اور سراپا خیر ہی خیر قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح ایمان کی وجہ سے مومن شخص برائیوں سے دور رہتا ہے اور اس کا ایمان اسے برائیوں سے روکنے کا سبب بنتا ہے، اسی طرح حیا بھی انسان کو فواحش و منکرات اور معاصی و سیئات سے دور رکھتی ہے۔ بلکہ حیا اور ایمان کو ایک دوسرے کا قرین قرار دیا گیا ہے کہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں، ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا متقاضی ہے اور ایک کا نہ پایا جانا دوسرے کے نہ پائے جانے کو مستلزم ہے، یعنی اگر انسان کے اندر ایمان پائی جاتی ہے تو اس میں حیا بھی ہو گا اور اگر ایمان نہیں ہے تو حیا بھی نہیں ہو گا، اسی طرح انسان اگر حیا کے جوہر سے متصف ہے تو ایمان بھی اس کے اندر ہو گا اور اگر حیا نہیں ہے تو ایمان بھی اس کے اندر نہیں ہو گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ – أَوْ: بِضْعٌ وَسِتُّونَ – شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)) ”ایمان کے ستر سے زائد یا

[1] ریاض الصالحین مع ترجمہ و فوائد ۱/ ۵۷۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ساٹھ سے زائد شعبے ہیں، اور ان میں سب سے افضل "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرنا ہے اور سب سے چھوٹا کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔ اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔" [1]

حیا قابلِ تعریف ایمانی وصف ہے، یہ اپنے ساتھ خیر ہی خیر لے کر آتی ہے اور اس کی وجہ سے کسی حیادار شخص کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) ترجمہ: "حیا سے بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے۔" [2]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا گزر ایک انصاری آدمی کے پاس سے ہوا اس حال میں کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا، اسے ملامت کر رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعْهُ، فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)) ترجمہ: "اسے چھوڑ دو، کیوں کہ حیا ایمان سے ہے۔" [3]

سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو میدان میں بغیر تہ بند کے غسل کرتے ہوئے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ))

"یقیناً اللہ عزوجل حیادار اور پردہ پوشی کرنے والا ہے، حیا اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے، لہذا جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرے تو چاہیے کہ وہ پردہ پوشی کرے۔" [4]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))

---

[1] صحیح مسلم: ۳۵ [2] صحیح بخاری: ۶۱۱۷، صحیح مسلم: ۳۷

[3] صحیح بخاری: ۶۱، ۶۱۱۸، صحیح مسلم: ۳۶ [4] سنن ابو داؤد: ۴۰۱۲، سنن نسائی: ۴۰۶، السراج المنیر ۲/ ۱۳۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والی ہے۔ اور بد کلامی ظلم سے ہے اور ظلم جہنم میں لے جانے والی ہے۔“ [1]

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ)) ”حیا اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں، جب کہ بد کلامی اور کثرتِ کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں۔“ [2]

امام ترمذی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث میں وارد الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَالْعِيُّ : قِلَّةُ الْكَلَامِ، وَالْبَذَاءُ هُوَ: الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ، وَالْبَيَانُ هُوَ: كَثْرَةُ الْكَلَامِ مِثْلُ هَؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيُوَسِّعُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لَا يُرْضِي اللَّهَ“

”الْعِيُّ کا معنی کم گوئی اور الْبَذَاءُ کا معنی فحش گوئی کے ہیں، نیز الْبَيَانُ کا معنی کثرتِ کلام ہے، مثلاً وہ مقررین جو لمبی تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کی تعریف میں ایسی فصاحت بگھارتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں ہے۔“]3[

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اسْتَحْيُوا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ. قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنَّ الِاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبِلَى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ))

ترجمہ: ”اللہ سے حیا کرو، جیسا اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ایسا نہیں ہے، بلکہ اللہ سے حیا کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم سر اور اس میں جتنی

]1[جامع ترمذی: ۲۰۰۹، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۴۹۵]2[ترمذی: ۲۰۲۷، مسند احمد: ۲۲۳۱۲، السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۴

]3[ایضاً جامع ترمذی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور پیٹ اور اس کے متعلق جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو، اور یہ کہ تم موت اور بوسیدہ ہو جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب وزینت کو ترک کر دے، پس جس کسی نے ایسا کیا تو اس نے اللہ سے ایسے حیا کیا جس طرح اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔" [1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) ترجمہ: "ہر دین کے لیے ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔" [2]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الحياءَ والإيمانَ قُرِنا جَميعًا، فإذا رُفِعَ أحدُهُمَا رُفِعَ الآخَرُ)) ترجمہ: "بے شک حیا اور ایمان دونوں ساتھ ساتھ ہیں، جب ان دونوں میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔" [3]

اوپر کی سطور میں ذکر کردہ احادیثِ نبویہ سے معلوم ہوا کہ حیا ایمان کا جزو ہے، حیا کے بغیر انسان کمالِ ایمان کی لذت سے آشنا نہیں ہو سکتا، حیا وہ صفت ہے جو انسان کو نیکیوں کی راہ پر گامزن کرتی ہے، برائیوں سے متنفر اور اس سے گریزاں رہنے کی تاکید کرتی ہے، لیکن حیا کی صفت اگر شرعی امور کی تعلیم و تعلم اور اس کی ادائیگی میں آڑے آئے اور انسان کو اوامر وواجبات کی ادائیگی سے روک دے اور شرم وحیا کو بنیاد بنا کر انسان اپنے عمدہ خصائل وعادات کا اظہار نہ کر سکے تو وہ قابلِ مذمت ہے اور اسے حیا نہیں بلکہ خجالت اور بزدلی کہتے ہیں اور اس طرح کا معاملہ انسان کے اندر مروّت، خود اعتمادی اور جرأت نہ پائے جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حق کے اظہار و

[1] جامع ترمذی: ۲۴۵۸، السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۳ [2] سنن ابن ماجہ: ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۹۴۰

[3] مستدرک حاکم، شعب الایمان للبیہقی، بحوالہ: السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استفسار اور دینی امور کو جاننے کے سلسلے میں حیا آڑے نہیں آنا چاہیے، بلکہ بلا جھجک حق کو جاننا چاہیے اور حق کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ))

ترجمہ: ”انصار کی عورتیں کتنی اچھی عورتیں ہیں کہ حیا انھیں دین کی سمجھ حاصل کرنے سے نہیں روکتی۔“ [1]

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)) ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً اللہ حق بات سے حیا نہیں کرتا، کیا عورت پر غسل ہے جب وہ محتلم ہو؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اگر وہ منی کو دیکھے۔“ [2]

اللہ رب العزت کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ اس نے ہم انسانوں کو ایسی فطرت و طبیعت ودیعت کر رکھی ہے، جو ہمیں برائیوں سے آگاہ و متنبہ کرتی ہے، فواحش و منکرات کو انجام دینے سے بچاتی ہے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دلاتی ہے۔ یعنی کہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ برائیوں سے دور رہے، بے حیائی کے قریب نہ جائے اور حسنات کی طرف مائل ہو۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کسی روک ٹوک اور احساس کے بغیر شعوری یا غیر شعوری طور پر روز افزوں برائیوں میں لت پت ہوتا چلا جائے، جس کی وجہ سے اس کی قوتِ حس اور ضمیر ہی مردہ ہو جائے اور برائیاں اسے خوبی معلوم ہوں۔

سیدنا سمعان بن نواس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بِر اور اثم (نیکی اور برائی) کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

]1[صحیح مسلم: ۳۳۲، ورواہ البخاری فی کتاب العلم باب الحیاء فی العلم معلقا]2[صحیح بخاری: ۶۱۲۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”نیکی اچھے اخلاق کو کہتے ہیں اور گناہ وہ ہے، جو تیرے سینے میں کھٹک پیدا کرے اور تجھے یہ ناگوار ہو کہ لوگ اس سے باخبر ہوں۔“ [1]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ”پس آپ یک سو ہو کر اپنا منھ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ [الروم:۳۰]

آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقی طور سے ہر انسان کی فطرت، توحید و اسلام اور اطاعتِ الٰہی کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس میں اچھائیوں کے قبول کرنے کی خو پائی جاتی ہے یہ اور بات ہے کہ ماحول کی خرابی، تربیتِ صحیحہ کے فقدان اور مسلسل گناہوں کی آلائش میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے انسانی فطرت کی آواز دب جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ))

ترجمہ: ”ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“ [2]

مطلب یہ کہ بچہ جیسا ماحول اور جیسی تربیت پاتا ہے وہ اسی میں ڈھل جاتا ہے۔ اگر اس کی اچھی تربیت کی جاتی ہے تو وہ اچھی خوبیوں کا مالک ہوتا ہے اور اگر غلط ڈھنگ سے اس کی تربیت کی جاتی ہے تو وہ برائیوں کا عادی اور خوگر ہو جاتا ہے۔

الغرض انسان کو اپنی فطرت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ہمہ وقت حسنِ اخلاق اور افعالِ حسنہ کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اسی کو اپنی عادت بنا لینی چاہیے۔ کتاب و سنت میں جن

]1[صحیح مسلم:۲۵۵۳]2[صحیح بخاری:۱۳۵۸، ۴۷۷۵، صحیح مسلم:۲۶۵۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اچھائیوں کا حکم دیا گیا ہے انھیں بجالایا جائے اور اسی کو ترجیح دی جائے نیز جن برائیوں سے روکا گیا ہے ان سے دور رہا جائے، یہی حسنِ خلق کا مطلب ہے۔

حسنِ اخلاق کو اپنانے کے سلسلے میں ہمارے لیے ہمارے رہبر و رہنما اور اسوہ و قدوہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ و بہترین اور قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ قرآنی شہادت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے عمدہ و بلند ترین مرتبہ پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ "اور بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر ہیں۔" [القلم:۴]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبوی اخلاق کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

((أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ الْقُرْآنَ)) ترجمہ: "کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ (قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا۔" [1]

مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کا عملی نمونہ تھے اور پورا کا پورا قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ سیرت و اخلاق کا عمدہ نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، وَلَا: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: أَلَّا صَنَعْتَ؟)) "میں نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا، نہ کبھی یہ کہا: یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اور نہ یہ کہا: تم نے کیوں نہیں کیا؟" [2]

یہ حسنِ اخلاق اور عمدہ کردار کی بلند ترین مثال ہے کہ اس قدر لمبی مصاحبت اور ہم نشینی کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انھیں اُف تک نہیں کہا، ڈانٹنا تو دور کی بات ہے، جب کہ وہ ابھی بچے تھے اور روز مرہ کے معمولات میں ضرور ان سے بھول چوک ہوتی رہی ہوگی۔ اور اس قدر عمدہ اخلاق و کردار کے وصف سے متصف ہوتے ہوئے بھی نبی کریم

[1] صحیح مسلم:۷۴۶ [2] صحیح بخاری:۶۰۳۸ وغیرہ، صحیح مسلم:۲۳۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اپنے اخلاق کی درستی کے طلب گار رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی دعائے استفتاح میں یہ جملہ بھی ہوا کرتا تھا:

((.....وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.....)) ".....اور اخلاقِ حسنہ کی طرف میری رہنمائی فرما، صرف تو ہی اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے، اور اخلاق قبیحہ کو مجھ سے دور فرمادے، صرف تو ہی مجھ سے برے اخلاق کو پھیر سکتا ہے۔....." [1]

نیز حسنِ اخلاق سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے درج ذیل دعا کیا کرتے تھے :

((اللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي)) ترجمہ: "اے اللہ! تو نے میری تخلیق اچھی فرمائی ہے اس لیے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنادے۔" [2]

لہٰذا ہمیں بھی اپنے نبی کی اتباع کرنی چاہیے، اور اپنے اخلاق کو نبوی اخلاق و کردار کے مطابق درست رکھتے ہوئے اس کی درستی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

انسانی زندگی میں پاک وصاف سیرت و کردار کی بڑی اہمیت ہے، جس کا اخلاق و کردار جس قدر بلند ہوگا وہ اُتنا ہی معتبر اور ذی وقار ہوگا۔ روز مرہ کی زندگی میں جہاں اور دیگر وسائلِ حیات ماند پڑ جاتے ہیں وہاں کردار کی بلندی کام آتی ہے۔ کہتے ہیں زبان شیریں ملک گیری زبان ٹیڑھی ملک بانکا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا. وَكَانَ يَقُولُ) : ((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا)) ترجمہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً بد گو تھے اور نہ بہ تکلف بد گوئی کرنے والے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے: "تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو تم میں اخلاق میں سب سے اچھے ہوں۔" [3]

1][صحیح مسلم:۷۷۱]2[مسند احمد:۳۸۲۳، السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۵]3[صحیح بخاری:۳۵۵۹، ۶۰۳۵، صحیح مسلم:۲۳۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُونَ)) "یقیناً میرے نزدیک (دنیا میں) تم میں سب سے زیادہ محبوب، اور قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے، جو سب سے اچھے اخلاق والے ہیں، اور (دنیا میں) میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور فضول بولنے والے، زبان دراز اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔" صحابہ نے عرض کیا: ہم نے "ثرثارون" (باتونی/فضول بک بک کرنے والوں) اور "متشدقون" (لمبی چوڑی گفتگو کرنے والوں) کو تو جان لیا، مگر یہ "متفیھقون" کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تکبر کرنے والے۔"[1]

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ عَزَّ وجلَّ كَرِيمٌ يُحِبُّ الكَرَمَ وَمَعالِيَ الأَخْلاقِ وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا)) "یقیناً اللہ عزوجل مہربان ہے، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور برے (گھٹیا) اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔"[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ)) ترجمہ: "یقیناً مومن اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے صائم اور قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔"[3]

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ

[1] جامع ترمذی: ۲۰۱۸، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۷۹۱ [2] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۱۳۷۸ [3] سنن ابو داؤد: ۴۷۹۸، الصحیحۃ: ۷۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَسَّنَ خُلُقَهُ)) ”میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے لڑائی جھگڑا چھوڑ دیا اگرچہ وہ حق پر ہو، اور اس شخص کے لیے جنت کے بیچوں بیچ میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اگرچہ وہ ہنسی مذاق ہی میں ہو، اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے اپنے اخلاق کو اچھا کیا۔“ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)) ترجمہ: ”مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے، جو ان میں سب سے بہتر اخلاق والا ہے۔“ [2]

مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے اچھا، ایمان میں سب سے کامل اور روزِ قیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا، جو لوگوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے، اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، عفو و درگزر اور صبر و تحمل سے کام لے، کسی بھی حال میں تہذیب و شائستگی کا دامن نہ چھوڑے، جو خود اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے، جس کے اخلاق و کردار سب سے اچھے ہوں، جس کے عادات و اطوار کتاب و سنت کے مطابق ہوں۔ اور ایسا شخص اپنے حسنِ اخلاق و کردار کے ذریعے بڑے بڑے معرکے سر کر لیتا ہے اور اپنے حسنِ کردار کے ذریعہ اپنے مخالف کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیتا ہے، اور جب اخلاق بگڑتا ہے تو دوست بھی دشمن بن جاتے ہیں۔ اسی لیے لوگوں کو حسنِ اخلاق سے پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ))

ترجمہ: ”اللہ سے ڈرو، جہاں کہیں بھی رہو، اور برائی (ہو جانے) کے بعد نیکی کرو، نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“ [3]

1] سنن ابو داؤد: ۴۸۰۰، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۷۳

2] سنن ابو داؤد: ۴۶۸۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۸۴

3] جامع ترمذی: ۱۹۸۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۱۳۷۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْشِ السَّلَامَ وابْذُلِ الطَّعَامَ وَاسْتَحْيِ مِنَ اللهِ استحياءَك رجُلاً مِن أهلِكَ، وَإِذَا أسأَتَ فَأَحْسِنْ، ولْتُحَسِّنْ خُلُقَكَ ما اسْتَطَعْتَ)) ترجمہ: ''سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ اور اللہ سے اس قدر حیا کرو، جتنا کہ تم اپنے گھر کے ایک فرد سے کرتے ہو۔ اور جب تم سے برائی ہو جائے تو فوراً نیکی کرو۔ اور تم سے جس قدر ہو سکے اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ۔'' [1]

دعوتی میدان میں بھی خواہ تکلم و خطابت کے ذریعے ہو یا تحریر و نگارش کے ذریعے ہو، مدعو کو جس قدر زبان و بیان کی حلاوت، سیرت و کردار کی بلندی اور اخلاق کی عمدگی سے متاثر کیا جا سکتا ہے، اِس کے بالمقابل اور دیگر وسائل اُتنا زود اثر نہیں ہوتے۔ کردار کی پختگی، انسانی شخصیت میں چار چاند لگا دیتی ہے اور اخلاق و کردار کی پستی، شخصیت کی وجاہت کو زمیں بوس کر دیتی ہے۔ انسان کو جو عزت و سربلندی حاصل ہوتی ہے اس میں کردار کا نمایاں رول ہوتا ہے۔ آدمی دنیاوی ترقی کے منازل چاہے جس قدر طے کر لے، اوج و بلندی کے جس مقام پر بھی پہنچ جائے، مگر سیرت و کردار کی درستی کے بغیر اس کی ظاہری کامیابی کی کوئی وقعت و حیثیت نہیں ہوتی۔ آدمی کا اخلاق و کردار، اس کی شخصیت کی پہچان ہے، اس کی زندگی کا قیمتی گوہر ہے، اس کے بلند ترین حوصلوں کی تکمیل کا عمدہ ذریعہ ہے اور اس کی حقیقی حیثیت کو متعین کرنے کا بے نظیر پیمانہ ہے۔

اِس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی شخصیت کو معتبر و باوقار بنائیں اور ہر طرح سے اپنی سیرت و کردار کو بلند کرنے کے لیے کوشاں رہیں، اخلاقی گراوٹ سے بچیں، لوگوں کے ساتھ بھلائی کریں، خندہ پیشانی سے ملیں، اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں، سخت کلامی سے پرہیز کریں، مسکراہٹ اپنا شیوہ بنائیں، کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو ہمیشہ کے لیے ہماری شخصیت میں گہن لگا دے، معمولی معمولی باتوں پر آپس میں بغض و عداوت کی فضا نہ قائم

[1] اخرجہ البزار، دیکھیے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۵۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کریں، فواحش و منکرات کے قریب نہ جائیں، ہر طرح کی معاشرتی برائی، درشت مزاجی، بدکلامی، فحش گوئی سے دور رہتے ہوئے اِن صفات سے متصف لوگوں سے بھی ربط و تعلق نہ رکھیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بأموالِكُمْ، ولكنْ يَسَعُهم مِنْكُم بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الخُلُقِ))

ترجمہ:"یقیناً تم لوگ اپنے مالوں کے ذریعہ لوگوں میں رسائی نہیں حاصل کر سکتے ہو، لیکن خندہ روئی اور حسنِ اخلاق کے ذریعہ ان کے یہاں رسائی حاصل کر سکتے ہو۔" [1]

عام طور پر انسانوں میں اخلاقی گراوٹ، فحش گوئی اور فحش کاری کی وجہ سے آتی ہے اور شریعتِ اسلامیہ نے ان دونوں سے اور ان کے اسباب و دواعی سے بھی منع فرمایا ہے۔ گویا انسان کا کردار صرف دو چیزوں سے بگڑتا ہے: ایک زبان اور دوسرے شرم گاہ، ہر طرح کی برائی کا صدور اِنہی دونوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اس لیے ان دونوں کی حفاظت انتہائی ناگزیر ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں ان دونوں پر کنٹرول حاصل ہے اور وہ ان کی حفاظت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اگر ہم ان دونوں پر کنٹرول رکھ لیں تو ہر طرح کی برائی سے بچ جائیں گے۔ زبان کے غلط استعمال اور شرم گاہ کی بے راہ روی سے بچیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت کی حقیقی کامیابی بھی یقینی طور پر محفوظ ہو جائے گی۔ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

((مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ)) ترجمہ:"قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسنِ خلق سے بڑھ کر وزنی کوئی اور چیز نہیں ہوگی، اور بے شک اللہ فاحش اور بدگو سے نفرت کرتا ہے۔" [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل انسانوں کو جنت میں لے جانے کا بہ کثرت سبب بنے گا؟ آپ نے فرمایا: ((تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) "اللہ کا خوف اور اچھے اخلاق۔"

1] مسند ابویعلیٰ و بزار، بحوالہ: السراج المنیر ۲/ ۱۰۷۶ 2] جامع ترمذی: ۲۰۰۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۷۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیز پوچھا گیا کہ کون سا عمل لوگوں کو جہنم میں لے جانے کا بہ کثرت سبب بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْفَمُ وَالْفَرْجُ)) ''منھ اور شرم گاہ۔'' [1]

یعنی جنت میں جانے کا بہ کثرت سبب جہاں اللہ کا خوف وڈر اور حُسنِ اخلاق بنے گا، وہیں بداخلاقی اور بدفعلی جہنم میں جانے کا بہ کثرت سبب بنے گی۔ کیوں کہ جن کے زبان کاٹا نکاٹوٹ جاتا ہے، ان کے دیدے کا پانی بھی مر جاتا ہے اور پھر کترنی زبان پر بند لگانا مشکل ہی نہیں محال ہو جاتا ہے اور جن کے شہوانی ہوس کی آگ جل اٹھتی ہے پھر وہ بجھائے نہیں بجھتی اور انسان کارِ بد کا عادی مجرم بن جاتا ہے۔ تو پھر ان دونوں کو بے لگام چھوڑنا جہنم میں جانے کا بہ کثرت سبب کیوں کر نہ بنے؟ مومن کے صفات اور خوبیوں کی وضاحت کرتے ہوئے، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ)) ترجمہ: ''مومن طعن و تشنیع کرنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا و فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔'' [2]

انسانوں کو زبانی آفات و بلیات سے محفوظ و سالم رکھنے ہی کے لیے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں بار بار اس بات کی یاددہانی کرائی گئی ہے کہ ہر انسان کے ساتھ نگراں فرشتے ہوتے ہیں، جو انسان کے منھ سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو ریکارڈ کرتے رہتے ہیں اور چھوٹے بڑے تمام اعمال کو لکھتے رہتے ہیں، علاوہ ازیں بروزِ محشر اللہ تعالیٰ انسان کے اعضاء کو قوتِ گویائی عطا فرمائے گا اور انسان کے خود اپنے اعضا اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

● ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾

ترجمہ: ''حالاں کہ بے شک تم پر نگہبان (مقرر) ہیں۔ جو بہت معزز ہیں، اعمال لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں، جو کچھ تم کرتے ہو۔'' [الانفطار: ۱۰-۱۲]

]1[جامع ترمذی: ۲۰۰۴، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۹۷۷]2[جامع ترمذی: ۱۹۷۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۲۰

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

● ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ ترجمہ: ”اور کسی ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو جس کے بارے میں تمھیں کوئی علم نہ ہو، کیوں کہ یقیناً کان، آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک سے اس کے متعلق باز پرس ہو گی۔“ [الاسراء:۳۶]

● ﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ترجمہ: ”آج ہم ان کے منھوں پر مہر لگا دیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔“ [یٰسین:۶۵]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالَ: قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ، يَقُولُ يَا رَبِّ: أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلَى، قَالَ: فَيَقُولُ: فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي، قَالَ: فَيَقُولُ: كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا، وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ، فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِي، قَالَ: فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ، قَالَ: ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ: فَيَقُولُ: بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا، فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ))

ترجمہ: ”ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ہنسے، اور آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (قیامت کے دن) اپنے رب کے ساتھ، بندے کی گفتگو سے ہنسا ہوں۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ (اللہ) فرمائے گا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ کہے گا: مجھے اپنی ذات کے خلاف اپنے سوا کسی اور کی گواہی منظور نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر اللہ فرمائے گا: آج کے دن تیرے خلاف تیری ہی گواہی اور کراماً کاتبین کی گواہی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر اس کے منھ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا: ”تم بولو!“ آپ نے فرمایا: تو وہ اس کے سبھی اعمال کے بارے میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بولیں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر بندہ اور اس کے اعضا کے مابین بولنے کی اجازت دی جائے گی۔ تو وہ بندہ اپنے اعضا سے کہے گا: دور ہو جاؤ، تمھاری بربادی ہو، میں تو تمھارا ہی دفاع کیا کرتا تھا۔" [1]

اِس لیے ضروری ہے کہ کجی و انحراف سے دور رہ کر اللہ رب العالمین کا تقویٰ اختیار کیا جائے، حق و صداقت پر مبنی سچی و سیدھی بات کی جائے، فحش گوئی اور کذب بیانی سے دوری اختیار کی جائے، زبان کو لگام دیا جائے اور سچوں کی رفاقت و ہم نشینی اختیار کی جائے۔ کتاب و سنت میں بارہا ان باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو۔" [الاحزاب:۷۰]
- ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔" [التوبۃ:۱۱۹]

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور اوپر کی ذکر کردہ احادیثِ نبویہ میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی جو بات کہی گئی ہے، وہ بہت ہی اہم ہے۔ اگر آدمی تقویٰ اختیار کر کے متقی بن جائے تو فواحش و منکرات اور ہر طرح کی پھیلی برائیاں جڑ ہی سے ختم ہو جائیں گی اور انسان ان کا مرتکب ہی نہیں ہو گا۔ تقویٰ نام ہے، دل کی اس کیفیت کا کہ آدمی اپنے ہر عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہے اور اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی گزارے اور دنیا کے بجائے آخرت کی حقیقی زندگی کو اپنے پیشِ نگاہ رکھے۔ جناب طلق بن حبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"التقویٰ أن تعمل بطاعة الله رجاء رحمة الله علیٰ نور من الله، وأن تترك معصية الله علیٰ نور من الله تخاف عقاب الله" "تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ تو اللہ کی اطاعت، اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے، اور اللہ کی نافرمانی، اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق ترک کر دے، اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔" [2]

---

[1] صحیح مسلم:۲۹۶۹ [2] تفسیر ابن کثیر ۱/۱۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ کے بارے میں ایک عربی شاعر عبد اللہ ابن المعتز کہتے ہیں : ؎

خَلِّ الذُّنوبَ صَغِيرَها و كَبِيرَها ذاكَ التُّقىٰ

واصنَعْ كماشٍ فَوقَ أَرْ ضِ الشَّوكِ يَحْذَرُ مَا يَرىٰ

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصىٰ

"چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے۔ ایسے رہو جیسے کانٹوں والی راہ پر چلنے والا انسان بچ بچا کر چلتا ہے۔ چھوٹے گناہ کو بھی ہلکا نہ جانو، بے شک پہاڑ کنکروں ہی سے بنتا ہے۔"

دنیا و جہان کی کامیابی کے لیے زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ بے حیائی سے بچتے ہوئے شرم گاہوں کی حفاظت کرنا اور شہوانی خواہشات پر کنٹرول رکھنا بھی ضروری ہے۔ کامیابی سے ہم کنار ہونے والے مومنین کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ "یقیناً کامیابی حاصل کرلی ایمان والوں نے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو لغویات سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور وہی جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور ان (کنیزوں) کے جو اُن کی ملکیت میں ہیں، تو یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ البتہ جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔" [المومنون:۱-۷]

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ)) "جو شخص مجھے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز یعنی شرم گاہ کی اور اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان کی ضمانت دے دے تو میں اسے جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں۔" [1]

[1] صحیح بخاری: ۶۸۰۷، ۶۴۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) "جس کو اللہ نے اس زبان کی شر سے بچالیا، جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جسے اس شرم گاہ کے شر سے بچالیا، جو اس کے دو پیروں کے درمیان ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔" [1]

زبان و شرم گاہ کے غلط استعمال یعنی فواحش سے بچنے پر زبانِ نبوی سے کتنی عظیم بشارت دی گئی ہے کہ اگر بندہ ان کی گمراہیوں اور ان کے فتنوں اور آزمائش سے اپنے آپ کو بچالے تو زبانِ نبوی سے اس کے لیے دخولِ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس! کہ آج ہمارے معاشرے میں فواحش و منکرات کی بہتات ہے اور کم ہی لوگ ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی تاریخ اور ان کی قوم کے احوال کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ ہر نبی کی قوم اپنے اپنے نبیوں کو ہر ممکن طریقے سے تکلیف و اذیت دینے کی کوشش میں لگی رہی اور اس کے لیے کوئی لمحہ فروگزاشت نہیں کیا، اُنھیں مجنون، پاگل، دیوانہ، ساحر اور مسحور جیسے برے القاب و خطابات سے نوازا، مگر انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار کا یہ پہلو نمایاں رہا ہے کہ وہ سیرت و کردار، خوش اخلاقی اور بلند کرداری کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے، ان کی زندگی کا کوئی بھی لمحہ ایسا نہیں گزرا کہ ان سے قول و کردار میں کسی طرح کی کمی اور سقم آیا ہو، اور یہ حقیقتِ واقعہ ہے کہ لاکھ دشمنی کے باوجود قوم والوں کی طرف سے ان کی سیرت و کردار پر انگشت نمائی نہیں کی گئی۔ مگر بڑے دکھ و افسوس کی بات ہے کہ اس انبیائی وصف کی پیروی کرنے سے ہماری اکثریت محروم نظر آرہی ہے، ہم نے عزت و آبرو کی حفاظت صرف خواتین کے ساتھ خاص کر لیا ہے اور عام طور پر مردوں کے لیے دوسرا معیار رکھتے ہیں، مردوں کی بے راہ روی چنداں مضرِ اخلاق نہیں سمجھتے اور ان کی اخلاقی گراوٹ کو بسر و چشم قبول کر لیتے ہیں۔ اور اگر کسی دنیا دار اور بہ ظاہر کسی بڑی شخصیت کے اندر اخلاقی گراوٹ پائی جاتی ہے تو ہم اس کے

[1] جامع ترمذی: ۲۴۰۹، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۵۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخلاق و کردار کی اصلاح اور اس کے غلط رویے کی نکیر و تردید کرنے یا اس کے برے کرتوتوں کو برا سمجھنے کے بجائے خوب خوب اس کی آؤ بھگت کرنے لگتے ہیں، اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور اس کے علم و ہنر سے خائف ہو کر یا انتظامی امور میں اس کی مہارت کے تلے دب کر یا اس کی بارعب شخصیت سے مرعوب ہو کر یا محض معمولی دنیوی فائدے کی خاطر اس کی ساری بد کرداریوں سے صرفِ نظر کر لیتے ہیں اور ایک طرح سے ایسے بد کردار لوگوں کے معاون بن جاتے ہیں۔جب کہ ہماری شرعی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی وسعت و طاقت کے مطابق ہاتھ یا زبان کے ذریعے برائی کو روکیں اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم ایسوں کی برائی کے متعاون تو نہ بنیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہم نے حصولِ دنیا کو اپنا مطمحِ نظر بنا لیا ہے، ہمارے نزدیک کامیاب وہی ہے، جو زیادہ سے زیادہ دنیا حاصل کر لے۔وہی عزت دار ہے، جس کا دامن مال و منال سے بھرا ہو، بھلے ہی وہ بدکردار ہی کیوں نہ ہو، ہم نے بہتیرے ایسوں کو ہی عملاً اپنا سربراہ تسلیم کر لیا ہے، جو بدکرداری میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ ظاہری وضع قطع میں نظر آنے والے ہمارے بہتیرے سفید پوش شرم وحیااور حسنِ اخلاق کے معاملے میں اس قدر پستی کا شکار ہوتے ہیں کہ معمولی معمولی بات پر بھی رسہ کشی شروع کر دیتے ہیں اور سب و شتم کی بے لگام دھونی چھوڑ دیتے ہیں، اپنی درشت مزاجی، بدکلامی، بے حیائی اور زبان کی سختی کو احقاقِ حق کا نام دے لیتے ہیں، متانت و سنجیدگی اور حلاوت و شیرینی تو دور کی بات، سیدھے منھ بات کرنا گوارا نہیں کرتے، بات بات پر جھڑکنے اور غیظ و غضب کے بے محابا اظہار کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔اور اگر بھولے سے ہم اپنا سیرت و کردار درست اور روشن رکھتے بھی ہیں تو اپنے مفاد کی خاطر یا اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے بدکرداروں کی پُشت پناہی اپنا لازمی وطیرہ بنا لیتے ہیں۔

ہمارا سماجی ڈھانچہ اور آپسی ماحول اس قدر پراگندہ ہے اور لوگوں کی ذہنیت اس حد تک بگڑ چکی ہے کہ ہمارے اس بگڑے ہوئے ماحول میں ایک بِن بیاہی ماں بننے والی کنواری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوشیزہ کی عفت و عصمت اس کے جاہ و حشمت اور ظاہری وضع قطع کی وجہ سے بے داغ سمجھی جاتی ہے اور وہیں ایک عفت و عصمت کی پیکر خاتون کو اس کی غربت و افلاس کی وجہ سے اپنے رخسار پر لگے معمولی خراش کے لیے اپنی بے گناہی کا ثبوت فراہم کرنا پڑ رہا ہے۔

ہمارے نزدیک وہی محبوب، عفت و عصمت کا پیکر اور باحیا ہوتے ہیں، جو عادی قسم کے فاحش و بدکار ہوتے ہیں۔ نیک و بد کے درمیان امتیاز کا ہمارا پیمانہ صرف وضع قطع رہ گیا ہے، شخصیت کے اندر ظاہری وضع قطع میں کوئی کمی یا خامی ہے تو ہم انھیں قبول نہیں کر سکتے ہیں، مگر کسی کا وضع قطع اگر درست ہے، وہ مالی حیثیت سے مضبوط ہے اور کاسہ لیسی کے ہنر سے بہرہ ور ہے تو پھر وہ کتنا ہی بڑا بے حیا اور بدکردار کیوں نہ ہو، ہم اسے ہاتھوں ہاتھ لینے کے لیے تیار رہتے ہیں، اور انھیں اپنا مربی و اگوا بنانے کے لیے اُتارو ہو جاتے ہیں۔ افسوس کہ سیرت و کردار کی درستی، اخلاق و کردار کی بلندی اور حسنِ اخلاق کی باتیں صرف کتابوں اور زبان و تقریر کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں، اور عملی طور پر معیارِ عفت و عصمت، صرف اور صرف دولت و شہرت اور وضع قطع کی حد تک سمٹ کر رہ گیا ہے۔

ہمیں اپنے معیارِ زندگی، سوچ و فکر کے زاویے اور عفت و عصمت کے نظریے کو بدلنے کی ضرورت ہے، عزت و آبرو اور عفت و عصمت کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اگر زبان و شرم گاہ کی حفاظت میں کوتاہی ہوگی یا اسے بے لگام چھوڑ دیا گیا تو پھر یہی دونوں اعضا فتنہ و فساد کا شکار ہو کر جہنم میں جانے کا باعث بنیں گے، ظاہری چمک دمک اور مال و جائداد کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں میں اگرچہ اعتبار حاصل ہو جائے، مگر آسماں کی عدالت میں دھر لیے جائیں گے۔ یہاں لوگوں کو بے وقوف بنا کر اگرچہ اپنی ہوسِ بے جا کو ٹھنڈا کر لیں، مگر جب الٰہی پکڑ ہوگی تو پھر کوئی جائے پناہ اور فرار کی راہ نہ ہوگی۔

تحفظِ عصمت کی خاطر اسلام نے کسی کی دل آزاری کے طور پر اسے برے القاب سے پکارنے، اس کے ساتھ ہنسی و تَخَوّل کرنے نیز طعن و تشنیع، غیبت و چغل خوری، لغو گوئی و فحش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کلامی، فسق و فجور، کبر و نخوت، بُغض و کینہ، سب و شتم، بلاوجہ تجسس، حسد اور بد گمانی جیسے قبیح افعال و اعمال سے منع فرمایا ہے، تاکہ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے، کسی کے دامنِ عصمت کو داغ دار کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رہے اور آبگینۂ عصمت کو تار تار کرنے کی کوئی سبیل نہ بچے۔ اس سلسلے میں سورہ حجرات کی درج ذیل آیات بڑی اہمیت کی حامل ہیں، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور اپنے لوگوں پر عیب نہ لگاؤ، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت گمان کرنے سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں، اور ٹوہ میں نہ لگو، اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ سو تم خود اس کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔“ [الحجرات:۱۱-۱۲]

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں اہلِ ایمان کو عام معاشرتی آداب سکھائے گئے ہیں اور سماجی و معاشرتی اصلاح کی خاطر مندرجہ ذیل چھ چیزوں سے روکا گیا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❶ کسی کا مذاق اڑانا۔ ❷ کسی پر عیب لگانا۔ ❸ کسی کو برے لقب سے پکارنا۔
❹ کسی سے بدگمان ہونا۔ ❺ کسی کی جاسوسی کرنا۔ ❻ کسی کی غیبت کرنا۔

مذکورہ برائیوں میں سے پہلی تین برائیاں آپسی مجلسوں میں ایک دوسرے کے سامنے ظاہر ہوتی ہیں اور دوسرے فریق کو اس کا علم بھی ہوتا ہے، جب کہ بعد کی تین برائیوں کا تعلق بھی دوسرے بھائیوں سے ہے، مگر وہ اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔ یہ ساری برائیاں انسان کو بد اخلاقی پر ابھارتی ہیں اور ان کے اندر خساست، بزدلی اور کمینگی پیدا کرتی ہیں، اس سے آپس میں اختلاف و نزاع اور دشمنی پیدا ہوتی ہے، جس سے آپسی الفت و محبت ناپید ہو جاتی ہے، بلکہ بسا اوقات ان برائیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان جنگ و جدال اور قتل و غارت بپا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سیرت و کردار کو سنوارنے کے لیے ضروری ہے کہ بد اخلاقی کے ان مظاہر سے دوری اختیار کی جائے اور اپنی سیرت و کردار کو اس طرح کی رذالتوں سے پاک و صاف رکھا جائے۔ ہمیں اپنی زندگی میں سدھار پیدا کرنے، اپنے آپ کو کتاب و سنت کی روشن تعلیمات کے مطابق ڈھالنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی سیرت و کردار کو حرزِ جاں بنا کر اپنے اندر پائی جانے والی اخلاقی گراوٹ کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

رب العالمین! ہمیں ہر طرح کی فواحش و منکرات اور زبان و شرم گاہ کی آفات و بے لگامی سے بچا، ہمیں اپنی نعمتوں والی جنت کا مستحق بنا، ہماری عزت و آبرو کی حفاظت فرما، ہمیں زبان و شرم گاہ کی گمراہیوں سے محفوظ رکھ، بروں کی صحبت سے دور رہنے اور ان کی پُشت پناہی کرنے سے بچا اور صالحین کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا إتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا إجتنابه. آمین تقبل یا رب العالمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

فواحش اور اس کی حرمت و مذمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ اوّل: فواحش کی توضیح ووضاحت

فواحش کے لیے قرآن کریم میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

(۱) فَاحِشَةٌ یاالْفَاحِشَةُ (۲) الْفَوَاحِشَ (۳) الْفَحْشَاءُ۔

نیز احادیث میں اس کے لیے زیادہ تر الفُحش، فَاحِش اور متفحش جیسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔

لغوی مفہوم

ان کا اصل مادہ فَحُشَ/فَحَشَ یَفْحُشُ فُحْشاً وفَحَاشَةً ہے۔ جس کا لغوی معنٰی ہے قول و فعل کا انتہائی برا ہونا، قابلِ مذمت ہونا، بدزبان ہونا۔

اور فاحشة، فاحش کی تانیث ہے، جس کے معنٰی بُرا اور قابلِ نفرت قول یا فعل، قول یا جواب میں حد سے گزرنا، شرم ناک حد تک پہنچا ہوا بخل، گندی بات، گندا کام، بدکاری، گندا دہنی، حد سے بڑھی ہوئی بدی، انتہائی مذموم حرکت، ایسی بے حیائی جس کا اثر دوسروں پر پڑے اور قبیح گناہ کے ہیں۔ اور فواحش اس کی جمع ہے۔

نیز سراء اور ضراء کی طرح "فَحْشاءُ" اسم مصدر ہے، جس کے معنٰی بھی انتہائی مذموم حرکت، غیر شریفانہ کام، بدکاری و بدفعلی اور گناہ کے ہیں۔ نیز ہر وہ چیز جس کا ذکر باعثِ شرم و عار اور سننا انتہائی قبیح ہو، اس پر بھی "فَحْشاءُ" کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسی طرح بدزبان اور بے حیا و بے شرم کو "متفحش" کہتے ہیں، قول یا جواب میں حد سے تجاوز کرنے والے کو "رجل فاحش" کہتے ہیں اور "فاحش متشدد" بخل میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے شخص کے لیے بولتے ہیں۔ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”ويعنى بالفاحشةِ: الفعلةُ القَبيحةُ الخارجةُ عما أذِن اللهُ عز وجلَّ فيه. وأصلُ الفُحشِ: القُبحُ، والخُروجُ عَنِ الحدِّ والمِقدارِ في كلِّ شيءٍ. ولذلك قِيلَ للطويل المُفْرِطِ الطُّولِ: إنه لفاحشُ الطُّول، يُرادُ به: قبيحُ الطولِ، خَارجٌ عنِ الْمِقْدارِ المُستَحسن. ومنه قيل للكلامِ القبيحِ غيرِ القصدِ: كلامٌ فاحشٌ، وقيل للمتكلمِ به: أَفْحشَ فِي كلامِه، إذا نَطَقَ بفُحشٍ“ ”فاحشة سے مراد اللہ عزوجل کے حکم سے باہر کرنے والا قبیح فعل ہے۔ فحش اصل میں قبح وخرابی، اور ہر چیز میں مقدار وحد سے نکلنے کو کہتے ہیں۔ اسی لیے ”إنه لفاحش الطول“ حد سے زیادہ لمبے شخص کے لیے بولا جاتا ہے، یعنی وہ قابلِ تعریف مقدار سے نکل کر قبیح حد تک لمبا ہے۔ اسی سے غیر مقصود قبیح کلام کے لیے ”كلامٌ فَاحِشٌ“ بولا جاتا ہے۔ اور جب کوئی فحش کلامی کرتا ہے تو اس کے لیے ”أَفْحَشَ فِي كلامِه“ بولا جاتا ہے۔“ [1]

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی طور پر فواحش ان اقوال و افعال کو کہتے ہیں، جو قباحت میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوں۔ چناں چہ تمام طرح کی بے حیائی اور سیئات و قبائح کو فواحش کہا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر قوتِ شہوانیہ کی بے اعتدالی اور حدودِ الٰہی سے تجاوز کی وجہ سے جن گناہوں کا صدور ہوتا ہے، اُنھیں فواحش کہا جاتا ہے، خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی۔ موجودہ دور کی جدید اختراعات کہ جس میں حیا باختگی پائی جاتی ہو اور جدید تہذیب کے اندر پائی جانے والی عریانیت و بے حیائی، اخلاق سوز رسائل و جرائد اور مغرب کی درآمد شدہ آزادرَو کثافتیں بھی فواحش میں داخل ہیں۔

کتاب و سنت کے اندر فواحش کا اطلاق زنا، لواطت، محرمات سے نکاح، بے حیائی کی تشہیر، تہمت تراشی، برہنگی، بے حجابی، اللہ کی معصیت، قبیح قول و فعل، بری ہیئت، بخل، بدزبانی، گالی گلوچ، فحش بیانی، بات چیت اور جواب میں حد سے آگے بڑھنے وغیرہ پر کیا گیا ہے۔

]1[جامع البیان ٦/ ٦١

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اہلِ علم کے اقوال

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"الفُحشُ، والفَحشاءُ، والفَاحشةُ: ما عظُم قُبحُه، من الأفعالِ، والأقوالِ" "فحش، فحشاء اور فاحشہ ان اقوال یا افعال کو کہتے ہیں جو قباحت میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوں۔" [1]

علامہ جرجانی رحمہ اللہ "فَحْشاء" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الفَحشاء: هو ما ينفرُ عنه الطبع السليم، ويستنقصه العَقْل المستَقيم" "فحشاء: اسے کہتے ہیں، جسے طبعِ سلیم ناپسند کرے اور عقلِ سلیم جسے ناقص قرار دے۔" [2]

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ سورۂ بقرہ کی آیتِ کریمہ: ﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [۲/۱۶۹] کے تحت سوء اور فحشاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سوء اور فحشاء سے گناہ مراد ہیں، انھیں سوء اس لیے کہا گیا ہے کہ عقل مند آدمی کو رنجیدہ کرتے ہیں اور فحشاء اس لیے کہ وہ انھیں قبیح سمجھتا ہے، یا شریعت انھیں قبیح سمجھتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سوء تمام برائیوں کو عام ہے اور فحشاء ان کبیرہ گناہوں کو کہا جاتا ہے، جو برائی میں حد سے بڑھ گئے ہوں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سوء ان گناہوں کو کہتے ہیں، جن پر شرعی حد جاری نہیں ہوتی ہے اور فحشاء ان گناہوں کو کہتے ہیں، جن پر حد جاری ہوتی ہے۔" [3]

علامہ عبد الرحمٰن ناصر السعدی رحمہ اللہ "فَحْشاءُ" کے متعلق لکھتے ہیں:

"وهو كل ذنب عظيم استفحشه الشرائع والفطر، كالشرك بالله، والقتل بغير حق، والزنا، والسرقة، والعجب، والكبر، واحتقار الخلق، وغير ذلك من الفواحش"

"ہر وہ عظیم گناہ، جسے شریعت اور فطرت برا سمجھیں۔ جیسے: شرک باللہ، قتلِ ناحق، زنا، چوری، خود پسندی، تکبر و غرور اور مخلوق کو ذلیل و حقیر سمجھنا وغیرہ فواحش میں داخل ہیں۔" [4]

---

[1] المفردات فی غریب القرآن ص:۶۲۶ [2] معجم التعریفات للجرجانی ص:۱۳۹

[3] انوار التنزیل ص:۸۹ بحوالہ قاموس القرآن ص:۳۷۸ [4] تیسیر الکریم الرحمٰن ۱/۶۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبد العزیز محمد السلمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''الفواحش: جمع فاحشة، و هي ماعظم جرمه وذنبه كالكبائر التي بلغت الغاية فی الفحش وذلك كالزنا، واللواط، والكبر، والعجب، والرياء، والنفاق'' ''فواحش فاحشۃ کی جمع ہے، اور وہ گناہ جو اپنے جرم و معصیت میں بڑھے ہوئے ہوں فواحش ہیں۔ جیسے کبائر جو فحش کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں، اور جیسے: زنا، لواطت، غرور و تکبر، خود پسندی، ریا اور نفاق وغیرہ۔'' [1]

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ''فَحْشَاءُ'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فحشاء سے مراد بے حیائی کے کام ہیں۔ آج کل بے حیائی اتنی عام ہوگئی ہے کہ اس کا نام تہذیب، ترقی اور آرٹ قرار پا گیا ہے۔ یا تفریح کے نام پر اس کا جواز تسلیم کرلیا گیا ہے۔ تاہم محض خوش نما لیبل لگا لینے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ اسی طرح شریعتِ اسلامیہ نے زنا اور اس کے مقدمات کو رقص وسرود، بے پردگی اور فیشن پرستی کو اور مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط اور مخلوط معاشرت اور دیگر اس قسم کے خرافات کو بے حیائی قرار دیا ہے، ان کا کتنا بھی اچھا نام رکھ لیا جائے مغرب سے درآمد شدہ یہ خباثتیں جائز قرار نہیں پا سکتیں۔'' [2]

نیز فرمانِ الٰہی: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ ''وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں، مگر چھوٹے گناہ (جس کے وہ مرتکب ہو جائیں)'' [النجم:۳۲] کے تحت فواحش کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فواحش، فاحشۃ کی جمع ہے، بے حیائی پر مبنی کام جیسے: زنا، لواطت وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں جن گناہوں میں حد ہے وہ سب فواحش میں داخل ہیں۔ آج کل بے حیائی کے مظاہر چوں کہ بہت عام ہوگئے ہیں، اس لیے بے حیائی کو ''تہذیب'' سمجھ لیا گیا، حتی کہ اب مسلمانوں نے بھی اس ''تہذیبِ بے حیائی'' کو اپنا لیا ہے۔ چناں چہ گھروں میں ٹی وی،

[1] الانوار الساطعات ۱/۳۱۹ [2] قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر ص:۷۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وی سی آر وغیرہ عام ہیں، عورتوں نے نہ صرف پردے کو خیرباد کہہ دیا ہے بلکہ بن سنور کر اور حسن وجمال کا مجسم اشتہار بن کر باہر نکلنے کو اپنا شعار اور وطیرہ بنالیا ہے۔ مخلوط تعلیم، مخلوط ادارے، مخلوط مجلسیں اور دیگر بہت سے موقعوں پر مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط اور بے محابا گفتگو روز افزوں ہے، دراں حالیکہ یہ سب "فواحش" میں داخل ہیں، جن کی بابت یہاں بتلایا جارہا ہے کہ جن لوگوں کی مغفرت ہونی ہے، وہ کبائر وفواحش سے اجتناب کرنے والے ہوں گے نہ کہ ان میں مبتلا۔" [1]

شیخ عبدالرحمان کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"فحش کے معنیٰ ہر وہ قول یا فعل ہے، جو قباحت اور برائی میں حد سے بڑھا ہوا ہو۔ (مفردات) اور اس لفظ کا اطلاق عموماً ایسے اقوال و افعال پر ہوتا ہے، جو زنا یا اس جیسی دوسری شہوانی حرکات کے قریب لے جاتے ہوں نیز سب بے حیائی کے کام اور اقوال اس میں شامل ہیں۔ مثلاً برہنگی، عریانی، لواطت، محرمات سے نکاح، تہمت تراشی، گالیاں بکنا، پوشیدہ جرائم کی تشہیر، بدکاریوں پر ابھارنے والے افسانے اور ڈرامے اور فلمیں، عریاں تصاویر، عورتوں کا بَن سنور کر منظرِ عام پر آنا، مرد وزن کا آزادانہ اختلاط، عورتوں کا اسٹیج پر ناچنا اور تھرکنا اور ناز وادا کی نمائش سب کچھ فحشاء کے زمرے میں آتا ہے۔" [2]

مولانا مودودی رحمہ اللہ "فواحش" کی تشریح ووضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فواحش کا اطلاق ان تمام افعال پر ہوتا ہے، جس کی برائی بالکل واضح ہے۔ قرآن میں زنا، عملِ قومِ لوط، برہنگی، جھوٹی تہمت اور باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کو فحش افعال میں شمار کیا گیا ہے۔ حدیث میں چوری، شراب نوشی اور بھیک مانگنے کو مِن جُملۂ فواحش کہا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے تمام شرم ناک افعال بھی فواحش میں داخل ہیں اور ارشادِ الٰہی یہ ہے کہ اس قسم کے افعال نہ علانیہ کیے جائیں نہ چھپ کر۔" [3]

1] قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر ص: ۱۴۹۶ 2] تیسیر القرآن ۲/ ۵۴۵ 3] تفہیم القرآن ۱/ ۵۹۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت سے چند مثالیں

پیچھے یہ بات آچکی ہے کہ "فحشاء" کا اطلاق شدید بخل پر بھی ہوتا ہے۔ کلام عرب میں اس کی نظیر پائی جاتی ہے کہ حد سے زیادہ بخیل شخص کو "فاحش متشدد" بولا جاتا ہے۔[1] چناں چہ قرآن کریم میں بھی فحشاء کا اطلاق بخل پر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ "شیطان تمھیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور شرم ناک کام کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمھیں اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔" [البقرۃ:۲۶۸]

بیش تر مفسرین کے نزدیک یہاں آیتِ کریمہ میں وارد لفظ "فَحْشَاء" سے انتہائی قبیح درجے کا بخل مراد ہے یعنی کہ شیطان شرم ناک حد تک بخل کی ترغیب ولالچ دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مفلسی و محتاجی کا خوف دلا کر بخل کرنے پر اکساتا رہتا ہے۔ علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"هذا إجماع من المفسرين أن الفحشاء هنا البخل" "مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں فحشاء سے مراد بخل ہے۔"[2]

قرآن کریم میں فواحش کا اطلاق بدزبانی، کج خلقی اور خاوند کی مخالفت و نافرمانی وغیرہ کے لیے بھی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے لیے

[1] المفردات فی غریب القرآن ص:۶۲۶ [2] طریق الھجرتین ص:۳۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، اور نہ انھیں اس لیے روکے رکھو کہ تم نے جو کچھ انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر یہ کہ وہ صریح بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو، پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تمھیں ایک چیز ناگوار ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔" [النساء:۱۹]

زمانۂ جاہلیت میں عورتوں پر جہاں مختلف قسم کے مظالم ڈھائے جاتے تھے، وہیں شوہر کے انتقال کے بعد دیگر ورثاء بیوہ عورت کو شئ موروث کی طرح سمجھتے تھے، اس کی کوئی عزت و تکریم نہیں ہوتی تھی اور گھر کے وارث مرد اسے متنوع قسم کی تکالیف سے دوچار کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس صریح ظلم سے سختی کے ساتھ منع کیا، عورتوں پر ظلم کرنے کو حرام ٹھہرایا اور معاشرے میں اُن کی عزت و تکریم کو بحال کیا۔

اسی طرح کسی شخص کو اس کی بیوی ناپسند ہوتی تھی تو اسے صحیح دستور کے مطابق طلاق دینے کے بجائے طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے تاکہ وہ عورت حقِ مہر وغیرہ دے کر مرد سے خود ہی گلوخلاصی حاصل کرلے، اسلام نے عورت کو اس ظلمِ عظیم سے بھی چھٹکارا دلایا اور اس طرح کے افعال و حرکات کو حرام و ناجائز ٹھہرایا۔ ہاں اگر عورت "فَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ" "صریح بے حیائی" کی مرتکب ہو تو ایسی صورت میں اسے خلع لینے پر مجبور کرنے کی اجازت دی گئی۔ آیتِ کریمہ میں وارد "فَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ" سے مراد بدکاری کے ساتھ ساتھ بدزبانی، نافرمانی اور کج خلقی وغیرہ کے بھی ہیں۔ حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ، علامہ ابن کثیر اور ابن جریر طبری رحمہما اللہ کے حوالے سے مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عکرمہ اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہما نے "بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ" سے مراد سرکشی اور نافرمانی لی ہے، مگر ابن جریر رحمہ اللہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اسے عام رکھا جائے اور یہ فحش کلامی، بدخلقی، ایذا رسانی، زنا اور اس قسم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ رذائل کو شامل ہو، اور مطلب یہ ہو گا کہ اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو تم اسے خلع لینے پر مجبور کر سکتے ہو، تاکہ وہ لیا ہوا مال واپس کر دے۔" [1]

احادیث میں جہاں بدزبانی، ناشائستہ حرکت وہیئت، گداگری، زنا، چوری اور شراب نوشی وغیرہ پر فواحش کا اطلاق کیا گیا ہے، وہیں کسی کی تکلیف دہ بات کے جواب میں تعدی وزیادتی اختیار کرنے پر بھی "فحش" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّ يَهُودَ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ)) قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ، رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)) وفي رواية لمسلم: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((مَهْ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ))

ترجمہ: "کچھ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: "تم پر موت آئے" تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اللہ کا غضب نازل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ٹھہرو اے عائشہ! تمھیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے اور سختی و فحش کلامی سے بچنا چاہیے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: "کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟ میں نے ان کی بات اُنہی پر لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول کی جائے گی اور میرے حق میں ان کی بددعا قبول نہیں کی جائے گی۔" اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ٹھہرو اے عائشہ! کیوں کہ اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں فرماتا۔" [2]

حدیث میں وارد لفظ "فحش" سے مراد "التعدي بزيادة القبح فى القول والجواب" ہے، یعنی قول اور جواب میں حد سے تجاوز کر جانا۔ جیسا کہ شارحینِ حدیث نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔

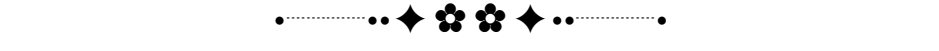

1] تفسیر القرآن الکریم ۱/ ۳۴۹ 2] صحیح بخاری: ۶۰۳۰، صحیح مسلم: ۲۱۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ دوم: ظاہری و باطنی فواحش کی توضیح

اِثم یعنی گناہ کے متعلق اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ﴾ ترجمہ: ”اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کے کام کر رہے ہیں اُنھیں ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔“ [الانعام:۱۲۰]

ظاہری اور باطنی گناہ کے تعلق سے علما نے لکھا ہے کہ ظاہر گناہ وہ ہیں جو ہاتھ پاؤں سے کیے جائیں۔ جیسے چوری، زنا وغیرہ۔ اور چھپے گناہ جن کے کرنے کا دل میں عزم ہو، یا جو عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں۔ جیسے کفر و شرک اور نفاق وغیرہ۔ یا جن گناہوں کا نقصان عام لوگوں پر واضح ہو، وہ ظاہر گناہ کہلاتے ہیں اور جن کے نقصان سے چند مخصوص آدمیوں کے سوا دوسرے واقف نہ ہوں، وہ باطن گناہ کہلاتے ہیں۔ [1] بہر حال یہ آیتِ کریمہ علانیہ اور پوشیدہ تمام طرح کی معصیتوں اور گناہوں کو شامل ہے اور ہر ایک کو ترک کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے، چناں چہ علانیہ اور پوشیدہ سبھی گناہوں کے قریب نہ جانا اور انھیں چھوڑ دینا انسانی فریضہ ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں فواحش کی ظاہری اور باطنی دونوں صورتوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے قریب بھی جانے سے روکا گیا ہے۔ سطورِ ذیل میں ظاہری و باطنی فواحش کی وضاحت قدرے تفصیل سے پیش کی جا رہی ہے، تاکہ ہم اپنے آپ کو ان سے دور رکھ کر اپنے اخلاق و کردار کو سنوار سکیں۔ وباللہ التوفیق

ظاہری فواحش سے مراد بے حیائی کے وہ تمام مظاہر ہیں، جسے کھلم کھلا کیا جاتا ہے، خواہ ان کا تعلق حرکاتِ قلب ہی سے کیوں نہ ہو۔ اور باطنی فواحش سے مراد وہ فواحش ہیں جو پوشیدہ و چھپے

[1] دیکھیے: تفسیر القرآن الکریم ۱/۵۷۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

طور پر کیے جاتے ہیں یا یہ کہ اس سے مراد وہ گناہ ہیں، جن کا تعلق دل سے ہے۔ مثلاً شرک، زنا، عملِ قوم لوط، ہم جنسیت، ڈاکہ زنی، قتل، مرد وزن کا بے باکانہ اختلاط اور عریانیت وبے پردگی کے عام مظاہر وغیرہ ظاہری فواحش ہیں، نیز پوشیدہ طور پر بدکاری کا ارتکاب کیا جائے یا گرل وبوائے فرینڈ سے چھپے طور پر رسم وراہ بڑھائی جائے وغیرہ تو یہ باطنی فواحش ہیں۔ اسی طرح تکبر وغرور، خود پسندی، ریاکاری، جاہ وحشمت کی چاہت اور نفاق وغیرہ کہ جن کا تعلق دل سے ہے، یہ سب باطنی فواحش ہیں۔ اور یہ تمام صورتیں خواہ ظاہراً کیے جائیں یا باطناً حرام ہیں۔ ظاہری و باطنی فواحش کے تعلق سے علامہ عبد الرحمٰن ناصر السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ أي: لاتقربوا الظاهر منها والخفي، أو المتعلق منها بالظاهر والمتعلق بالقلب والباطن“ ”(جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں) یعنی جو ظاہری فواحش ہیں اور جو پوشیدہ فواحش ہیں، ان کے قریب نہ جاؤ۔ یا یہ کہ جو ظاہر سے متعلق ہوں اور جو قلب وباطن سے متعلق ہوں، ان کے قریب نہ جاؤ۔“ [1]

”﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ أي: الفواحش التي تتعلق بحركات البدن، والتي تتعلق بحركات القلوب كالكبر والعجب والرياء والنفاق و نحو ذلك“ ”(جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں) یعنی وہ فواحش جن کا تعلق حرکاتِ بدن سے ہے اور وہ فواحش جو حرکاتِ قلوب سے متعلق ہیں۔ جیسے تکبر، خود پسندی، ریا اور نفاق وغیرہ۔“ [2]

ظاہری وباطنی فواحش کی تشریح کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”علانیہ فحش باتوں سے مراد بعض کے نزدیک طوائفوں کے اڈے پر جا کر بدکاری اور پوشیدہ سے مراد کسی ”گرل فرینڈ“ سے خصوصی تعلق قائم کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک اوّل الذکر سے مراد محرموں سے نکاح کرنا ہے، جو ممنوع ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کسی ایک صورت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام ہے اور ہر قسم کی ظاہری بے حیائی کو شامل ہے۔ جیسے فلمیں، ڈرامے،

[1] تیسیر الکریم الرحمٰن ۱/ ۳۵۳ [2] ایضاً ۱/ ۳۶۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ٹی وی، وی سی آر، فحش اخبارات ورسائل، رقص وسرود اور مُجروں کی محفلیں، عورتوں کی بے پردگی اور مردوں سے ان کا بے باکانہ اختلاط، مہندی اور شادی کی رسموں میں بے حیائی کے کھلے عام مظاہر وغیرہ۔ یہ سب فواحش ظاہرہ ہیں۔اعاذنا اللہ منھا" [1]

خلاصہ کلام یہ کہ فحش و بے حیائی کے سارے کام خواہ علانیہ کیے جائیں یا لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر خلوت میں کیے جائیں، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور ان کے قریب جانا بھی حرام ہے، اسی طرح جن گناہوں کا تعلق حرکاتِ بدن سے ہے وہ بھی حرام ہیں اور جن کا تعلق حرکاتِ قلب سے ہے وہ بھی حرام ہیں۔ اللہ ہم سبھوں کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی فواحش سے محفوظ رکھے۔ آمین!

]1[قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر ص:۴۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ سوم: فواحش سے اجتناب کا شرعی حکم

اسلام نے ہر طرح کی اخلاقی گراوٹ سے روکا ہے اور بلند اخلاقی کی تعلیم دی ہے۔ چناں چہ اس ضمن میں تمام طرح کی علانیہ و پوشیدہ فواحش کو حرام قرار دیا ہے، بلکہ اس کے قریب بھی جانے سے منع کیا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ”کہہ دو میرے رب نے تو صرف حرام کیا ہے فواحش کو جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں، اور گناہ کو، اور ناحق زیادتی کو، اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے، اور یہ کہ تم اللہ پر ایسی بات کہو جس کو تم نہیں جانتے۔“ [الاعراف:۳۳]

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں پانچ طرح کے گناہوں کا تذکرہ ہوا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ سبھی گناہوں کی حرمت کو محیط ہیں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو اس آیتِ کریمہ کی ضمن میں نہ آتا ہو، خواہ ان کا تعلق ظاہرِ اعمال سے ہو یا باطنِ اعمال سے ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ کے اندر ظاہری و باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے تاکہ بندے فحش اعمال و افعال و اقوال سے بچیں اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فواحش کے قریب بھی نہ جانے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ ترجمہ: ”کہہ دو آؤ میں پڑھوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ وہ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور مفلسی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمھیں رزق دیتے ہیں اور انھیں بھی، اور فواحش کے قریب نہ جاؤ، جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، مگر حق کے ساتھ، یہ باتیں ہیں جن کا اس نے تمھیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“ [الانعام:۱۵۱]

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں فواحش کے قریب نہ جانے کی بات کہی گئی ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فواحش کی طرف لے جانے والے اسباب و مقدمات اور وسائل کے بھی قریب نہ جایا جائے۔ فواحش اور اسبابِ فواحش سے روکنے کے لیے یہ انتہائی بلیغ اسلوب ہے۔ فواحش کے قریب نہ جانے کی ممانعت میں فواحش کے قریب کرنے والے اسباب و وسائل اور دواعی بھی شامل ہیں۔ مثلاً عریانیت و بے حجابی، مرد و زن کا باہمی اختلاط، بد نگاہی، نکاح سے قبل مخطوب اور مخطوبہ کے درمیان شہوت انگیز گفتگو، غیر محرموں کے ساتھ خلوت و ہم نشینی، فحش لٹریچر و مناظر اور فحش گفتگو وغیرہ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ)) ترجمہ: ”اللہ سے زیادہ باغیرت کوئی نہیں ہے، اسی غیرت ہی کی وجہ سے اس نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ سے زیادہ مدح پسند بھی کوئی نہیں ہے۔“ [1]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھوں تو میں سیدھی تلوار سے بطور حد اس کی گردن مار دوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا:

[1] صحیح بخاری:۷۴۰۳، ۵۲۲۰، صحیح مسلم:۲۷۶۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ وَاللَّهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي، وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ)) ترجمہ: ”کیا تم لوگ سعد کی غیرت پر تعجب کر رہے ہو؟ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اللہ سے زیادہ عذر کسی کو محبوب نہیں ہے، اسی لیے اللہ نے بشارت دینے والوں اور ڈرانے والوں کو مبعوث فرمایا، اور اللہ سے زیادہ کوئی تعریف کو پسند کرنے والا نہیں، اسی لیے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔“ [1]

نیز اللہ تعالیٰ نے فواحش سے رُکنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ ترجمہ: ”بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“ [النحل:۹۰]

قرآن کریم کی یہ انتہائی جامع آیتِ کریمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر بندوں کو تین باتوں کا حکم دیا ہے اور تین باتوں سے منع فرمایا ہے، یعنی کہ عاداتِ حسنہ اور عاداتِ قبیحہ کو یکجا طور پر ذکر فرمایا ہے۔ ہر طرح کی اچھی عادت اور خیر کا تعلق عدل، احسان اور قرابت داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے میں مضمر ہے اور قرآن نے ان کا حکم دے کر اچھے اخلاق کو اپنانے کی ترغیب دی ہے۔ نیز ہر طرح کی بد خلقی، بری عادت اور شر کا تعلق فواحش، مُنکَر اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب میں مضمر ہے اور قرآن نے ان سے منع کر کے بری عادات سے دور رہنے اور ان سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری:۷۴۱۶، صحیح مسلم:۱۴۹۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"إنّه ليس مِن خُلُقٍ حسنٍ كان أهل الجاهلية يعملون به ويَسْتَحْسِنونه إلا أمَر الله به، وليس مِن خُلُقٍ سيِّءٍ كانوا يتعايرونه بينهم إلا نهَى اللهُ وقدَّم فيه، وإنما نهَى عن سَفاسفِ الأخلاقِ ومَذامّها" ترجمہ: "یقیناً جاہلیت والوں میں جو بھی اچھی عادتیں تھیں، جسے وہ اپناتے اور مستحسن سمجھتے تھے، اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور جو بھی بری خصلتیں پائی جاتی تھیں، جسے وہ برا سمجھتے تھے، اللہ نے اسے بیان فرما کر اس سے روک دیا ہے۔ نیز بد خلقی اور اس کی برائی سے منع فرما دیا ہے۔" [1]

عام طور پر فواحش کا صدور اور ارتکاب شیطان کی اتباع و پیروی کی وجہ سے ہوتا ہے، قرآن کریم میں شیطان کی اتباع و پیروی سے منع کیا گیا ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ شیطان فواحش و منکرات اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کا حکم دیتا ہے اور وہ انسان کا کھلا دشمن ہے، اس لیے اس کی پیروی سے بچا جائے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۞ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: "اے لوگو! زمین میں جو کچھ حلال اور طیب چیزیں ہیں، انھیں کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمھیں برائی اور بے حیائی ہی کا حکم دے گا اور یہ کہ تم اللہ کی نسبت وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے۔" [البقرۃ:۱۶۸-۱۶۹]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَى مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

1] جامع البیان ۱۴/ ۳۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿عَلِيمٌ﴾ ترجمہ: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، اور جو شخص شیطان کے قدموں کی پیروی کرے گا تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں ہی کا حکم دے گا، اور اگر تم پر اللہ اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی ایک بھی شخص کبھی پاک نہ ہوتا، مگر اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے، اور اللہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔“ [النور:۲۱]

مذکورہ بالا قرآنی آیات میں اللہ رب العالمین نے شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، کیوں کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہونے کی وجہ سے اسے ہر طرح کی فواحش و منکرات ہی پر ابھارتا ہے، جب کہ فواحش و منکرات اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ گویا فواحش کے ارتکاب سے بچنے کے لیے شیطانی چالوں سے ہوشیار رہنے اور اس کی راہوں سے دوری اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

فواحش کی حرمت کی شدت اور اس کی قباحت و شناعت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ فواحش کا ارتکاب کرنے والی مطلقہ عورتوں کو اسلام نے طلاق کے بعد عدت گزارنے سے پہلے ہی گھر سے نکالنے کی اجازت دے رکھی ہے، جب کہ عام حالات میں مطلقہ عورت کے لیے عدت کے ایام خاوند کے گھر میں گزارنا ضروری ہے۔ اس سے فواحش کے سلسلے میں اسلام کے مزاج کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فواحش کا ارتکاب کتنا سنگین جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾

”انھیں تم ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں، مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔“ [الطلاق:۱]

یہاں ”فَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ“ ”کھلی بے حیائی“ سے مراد زنا ہے، ساتھ ہی اس سے سرکشی، بدزبانی، بدخلقی، نامناسب رویہ اور ایذا رسانی جیسی جملہ رذائل کو بھی مراد لیا گیا ہے، کیوں کہ یہ لفظ نکرہ ہونے کی وجہ سے عام ہے، جب کہ اس کے بالمقابل لام تعریف کے ساتھ ”الْفَاحِشَةَ“ کا اطلاق اکثر و بیش تر خاص زنا پر ہوتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہوا کہ اگر عورت زنا کے ماسوا بھی مذکورہ امور میں سے کسی کام کا مظاہرہ کرے، جس سے خود خاوند اور اس کے گھر والوں کو تکلیف پہنچے تو ایسی صورت میں اس مطلقہ عورت کو گھر سے نکالنا جائز ہو گا، بلکہ صریح بے حیائی کے ارتکاب کی صورت میں عورت کو خلع لینے پر مجبور بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت نمبر انیس میں اس بات کی صراحت موجود ہے اور گذشتہ صفحات میں اس آیتِ کریمہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسی طرح امہات المومنین ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے:

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا﴾ "اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی (عمل میں) لائے گی اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔" [الاحزاب:۳۰]

چوں کہ امہات المومنین کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے، اس لیے اگر ان سے کسی طرح کی کوئی غلطی ہوتی ہے تو عام لوگوں کی سزاؤں کی بہ نسبت وہ دوگنے سزا کی مستحق ہوں گی۔ اس سے ایک تو ان کی عظمت و فضیلت کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے فواحش کی مذمت ظاہر ہوتی ہے کہ بفرضِ محال اگر ان سے اس کا صدور ہوتا تو انھیں دوگنا عذاب دیا جاتا۔ حالاں کہ حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ ان سے اس طرح کی کوئی حرکت سرزد ہوئی ہی نہیں اور ان پاکیزہ ہستیوں سے فحاشی کا ارتکاب ممکن ہی نہیں ہے، بلکہ دیگر انبیائے سابقین کی بیویاں بھی زنا جیسے گناہ سے پاک تھیں۔ جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام سے شرک کا صدور ممکن نہیں ہے، بلکہ محال ہے، کیوں کہ شرک کی بیخ کنی ہی کے لیے ان کی بعثت ہوئی تھی، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق فرمایا کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع و برباد ہو جائیں گے۔ [دیکھیے: سورۃ الزمر آیت نمبر:۶۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ مذکورہ الٰہی فرمان بطورِ شرط کے واقع ہوا ہے، جس کا حقیقت میں وقوع پذیر ہونا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اس طرح کی شرط کے ساتھ مشروط اور بہت سی آیات آئی ہوئی ہیں کہ جن کا وقوع نہیں ہوا۔

قرآن کریم میں محض تہمت سے متعلق جھوٹی خبر کو "الْفَاحِشَةُ" کہا گیا ہے اور اہلِ ایمان کے اندر اس کی تشہیر و اشاعت کی آرزو رکھنے والوں کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس سے آپ فواحش سے متعلق اسلام کے مزاج اور منشا کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو فواحش سے کس قدر نفرت ہے اور محض اس طرح کی خبروں کا پھیلانا ہی جرمِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: "بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" [النور:۱۹]

ذرا تصور کریں کہ فحاشی پر مشتمل جھوٹی خبروں کی تشہیر و اشاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے کہ اس پر دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے! تو پھر فواحش کا ارتکاب عند اللہ کتنا بڑا جرم ہو گا؟ جو لوگ دن و رات فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر اس کی تشہیر بھی کرتے ہیں، انھیں اپنی آخرت کی تباہی اور دنیا میں اللہ کے عذاب سے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیے۔ آج دنیا میں جو قتل و غارت اور بدامنی پھیلی ہوئی ہے اور نت نئی وباؤں، مصیبتوں اور بیماریوں کا جو طوفان بپا ہے، کیا یہ اللہ کا عذاب نہیں ہے؟ جو محض اس کی معصیت اور نافرمانی کی وجہ سے بندوں پر نازل ہو رہا ہے۔ موجودہ دور میں ہمارے معاشرے کے اندر اشاعتِ فواحش کی بہت ساری صورتیں پائی جاتی ہیں، سطورِ ذیل میں اس کی چند صورتوں کا ذکر کیا جارہا ہے تاکہ ہم اُن سے بچنے کی کوشش کریں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- پاک دامن مسلمان مردوں اور عورتوں پر زنا کی تہمت لگا کر معاشرے میں اس کی تشہیر و اشاعت کرنا اور مختلف طرح کی تہمتیں تراش کر لوگوں میں اسے عام کرنا اور اس برائی کو روکنے کے بجائے عام محفلوں میں اس سے لطف اندوز ہونا۔
- تہذیب و ثقافت اور آرٹ کا نام دے کر ناچ گانوں اور مرد و عورت کی عریاں تصاویر کے ذریعہ بدکاری کو عام کرنا۔ زناکاری، قومِ لوط کی بدفعلی اور ہم جنس پرستی کو معاشرے میں پھیلانا۔ موجودہ دور میں انٹرنیٹ کی دنیا نے بدکاری کی تشہیر کو بہت عام کردیا ہے۔ عریاں تصاویر تو اپنی جگہ بدکاری کے مناظر کو فلما کر معاشرے میں خوب خوب تشہیر کی جاتی ہے، جو کہ اشاعتِ فواحش کی انتہائی بدترین شکل ہے۔
- مرد و خواتین کا اپنی نجی محفلوں میں یا دوست و احباب کے درمیان زن و شو کی ناگفتنی باتیں سرِ عام بیان کرنااور آپسی تعلقات پر مشتمل فحش کہانیوں، ناولوں اور افسانوں کو معاشرے میں پھیلانا۔ شہوت انگیز غزلوں اور گانوں کے ذریعہ شہوانی خواہشات کو بڑھاوا دینا، ناچ گانوں کی محفلیں سجانا، مزاح کی آڑ میں فحش باتوں کو فروغ دینا۔ سینما، ٹیلی ویژن، تھیٹروں، فلموں اوراخبارات کے ذریعہ مرد وعورت کے نازیباحرکات اور عریاں تصاویر کو عام کرنا۔
- عورتوں کا عام شاہ راہوں پر اپنی نمائش کرنا اور غیر مردوں کے سامنے اپنے اعضا اور حسن کا اظہار کرنا، مخلوط مجلسیں سجانا، دکانوں اور تجارتی مراکز میں سیلر کی حیثیت سے عورتوں کا بَن سنور کر گراہکوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور ان سے بے محابا لچر گفتگو کرنا۔ وغیرہ

اشاعتِ فواحش کی مذکورہ بالا صورتیں ہمارے معاشرے میں بہ کثرت پائی جاتی ہیں بلکہ بہت سے مغرب زدہ لوگ اسے تہذیب و ثقافت کا جزو لاینفک مانتے ہیں۔ حالاں کہ فواحش کی یہ سبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صورتیں اور مظاہر ایسے شیطانی ہتھکنڈے ہیں، جن کے ذریعہ شیطان اور اس کے چیلے، انسانوں کو شکار کرتے ہیں اور لوگوں کو ان چیزوں میں ملوث کر کے انھیں شرم وحیا سے عاری بنا دیتے ہیں، اور بڑے بڑے فتنوں میں مبتلا کر کے ان کے دین وایمان کو چھین لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کی حیا باختہ تہذیب و ثقافت سے دوری اختیار کریں، بے حیائی سے بچیں اور اسلامی تہذیب و ثقافت نیز اسلامی طرزِ معاشرت اور حیا و اخلاقِ حسنہ کو اپنائیں، خود بھی ان اوصاف سے متصف ہوں اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی ان اوصافِ حمیدہ کا خوگر بنائیں۔

زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب کے بہت سے لوگ عریانیت اور برہنگی کو معیوب نہیں سمجھتے تھے، بلکہ خانۂ کعبہ کا طواف بھی ننگے ہو کر کرنے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے تھے اور انھوں نے اپنے اس شرم ناک فعل کو مذہبی تقدس کا درجہ دے رکھا تھا کہ اپنی فطری حالت میں خانۂ کعبہ کا طواف کرنا الٰہی حکم ہے اور ایسا کیوں کر درست ہو گا کہ جن کپڑوں میں ہم گناہ کریں اسی میں طواف بھی کریں؟ حالاں کہ اللہ رب العالمین کو اس طرح کی بے حیائی سخت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شرم ناک فعل اور کھلی بے حیائی کی تنکیر فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً قَالُوا۟ وَجَدْنَا عَلَيْهَآ ءَابَآءَنَا وَٱللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ''اور جب وہ کوئی شرم ناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ بے شک اللہ کبھی بے حیائیوں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو، جو تم نہیں جانتے؟'' [الاعراف:۲۸]

احادیثِ نبویہ میں بھی فواحش و بے حیائی اور فحش گوئی و بدزبانی سے روکا گیا ہے اور یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فواحش کے مرتکبین کو سخت ناپسند کرتا ہے، نیز بے حیائی انسان کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((إِيَّاكُمْ والفُحْشَ والتفحُّشَ، فإنَّ الله لا يُحِبُّ الفاحِشَ وَالْمُتفَحِّشَ .....)) ”بے حیائی اور بدزبانی سے بچو! کیوں کہ بے شک اللہ بے حیا و فحش گو اور بدزبان و بدکردار کو پسند نہیں کرتا ہے۔“ [1]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو، فلاں قبیلے کا یہ بُرا آدمی ہے۔ اور جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ آپ نے ارشاد فرمایا، اور پھر آپ نے اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا:

((أَيْ عَائِشَةُ، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ تَرَكَهُ – أَوْ وَدَعَهُ – النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)) ”اے عائشہ! بے شک اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدترین آدمی وہ ہے، جسے اس کی بد کلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔“ [2]

کتاب و سنت میں فواحش اور اس کے مرتکبین کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کے قریب بھی جانے سے روکا گیا ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اس کی کچھ تفصیل پیش کی گئی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین کی اتباع کریں اور فواحش کے ارتکاب نیز اس کی تشہیر و اشاعت سے دور رہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

[1] رواه ابن حبان في صحيحه: ٥١٧٧-٦٢٤٨، واحمد: ٦٤٨٧، والحاكم واللفظ له، وديكهيے: صحيح الترغيب والترهيب: ٢٦٠٣

[2] صحيح بخاري: ٦٠٥٤، صحيح مسلم: ٢٥٩١

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

فواحش اور اس کے مظاہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمہید :

ہمارے معاشرے میں بہت سی ایسی برائیاں پائی جاتی ہیں، جن کا اسلامی تعلیمات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، بلکہ بہت سی رواج پذیر باتیں، لوگوں کے رویے اور طور طریقے کتاب و سنت کی تعلیمات کے صریح مخالف ہیں، جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بدامنی کا شکار ہے اور آپسی الفت و محبت عنقا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی اصلاح اور اسے امن و شانتی کا گہوارہ بنانے کے لیے افرادِ معاشرہ کا صحیح اور صالح ہونا ضروری ہے۔ افرادِ معاشرہ جب صالح ہوتے ہیں اور ان میں نیکیوں کے اپنانے اور نیکیوں کے پھیلانے کی خو پائی جاتی ہے تو معاشرہ بھی صالح، پاکیزہ اور امن و امان کا گہوارہ ہوتا ہے۔ فواحش و منکرات سے پاک معاشرے میں پنپنے والی روحیں بھی پاک و صاف ہوتی ہیں اور لوگوں کے اندر ایک دوسرے کے دکھ درد کو سمجھنے اور اس کا مداوا کرنے کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ اور جب افرادِ معاشرہ کی زندگی میں خلل واقع ہوتا ہے اور لوگ اپنی ذہنی غلامی، عملی کوتاہی اور فکری بگاڑ کی وجہ سے کثافت کو حضارت سمجھنے لگتے ہیں، پھر تو برائیاں عام ہو جاتی ہیں، نیک و بد کی تمیز مٹ جاتی ہے، معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے، آپسی الفت و محبت، نفرت و عداوت میں بدل جاتی ہے، کھلے عام فواحش کا ارتکاب ہونے لگتا ہے، کسی کی سرزنش کرنا اور برائیوں سے اُسے روکنا ٹوکنا تو درکنار اسے بُرا بھی نہیں سمجھا جاتا ہے، اور برائیوں میں لت پت ہونے کی وجہ سے انسان کی آنکھوں پر ایسا دبیز غلاف چڑھ جاتا ہے کہ خرابیاں، خرابیاں نہیں محسوس ہوتی ہیں اور اچھائیاں، اچھائیاں نہیں معلوم ہوتی ہیں، بلکہ شر، خیر اور خیر، شر بن جاتا ہے۔

یہ مغربی تہذیب کی نقالی و تقلید اور دین بے زاری کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ فحاشی و بے حیائی کا اڈہ بنا ہوا ہے۔ فواحش کا ارتکاب اور عریانیت و بے حیائی عام ہے۔ مرد و زن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باہمی اختلاط، اور فیشن کے جدید طریقوں نے حیاو غیرت اور حمیتِ انسانی کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا نوجوان طبقہ شریعت بے زار نظر آرہا ہے اور بہت سی خواتینِ اسلام، بازاری عورتوں کی طرح سولہ سنگار کر کے اپنے حسن کی عام نمائش کرنے میں ذرا بھی جھجھک نہیں محسوس کر رہی ہیں۔ اللہ واحد و قہار کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ کر مغربی رہنماؤں کی ہاں میں ہاں ملائی جاتی ہے اور وہاں سے کوئی حیاباختہ فیشن جوں ہی سامنے آتا ہے فوراً ہی آنکھ بند کر کے اس پر دل و جان سے عمل شروع ہو جاتا ہے۔

چناں چہ شرک باللہ، دروغ گوئی، کذب و افترا، لہو الحدیث کی خرید و فروخت، فسق و فجور، جھوٹی اور فحش خبروں کی نشر و اشاعت، مخرب اخلاق رسائل و جرائد کی ترسیل و اشاعت اور تہمت و بہتان تراشی جیسی فواحشِ ظاہرہ معاشرے کا لازمی عنصر قرار پا چکی ہیں۔

آئندہ صفحات میں اِن شاء اللہ العزیز معاشرے میں پھیلے فواحش اور اس کے بعض مظاہر کو اور اس کی شناعت و قباحت کو کتاب و سنت کی روشنی میں قدرے تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ ہم اس سے بچ کر اس سے دوری اختیار کر سکیں۔ اللہ ہمیں اور آپ کو ان وباؤں سے محفوظ و سالم رکھے۔ آمین!

سب سے پہلے معاشرے میں پھیلے شرک کے مظاہر پر گفتگو کی جارہی ہے، کیوں کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے، جسے اللہ رب العزت کبھی معاف نہیں فرمائے گا، مگر یہ کہ آدمی اپنی زندگی ہی میں اس گناہِ عظیم سے توبہ کر لے۔ شرک کو عظیم گناہ مانتے ہوئے بھی مسلم معاشرے کے بہتیرے افراد بڑی بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ شرک کی مختلف صورتوں کا ارتکاب کرتے نظر آتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ اوّل: معاشرے میں شرک کا پھیلاؤ

شرک کی مذمت

شرک سب سے بڑا گناہ، ناقابلِ معافی جرم اور بہت بڑا ظلم ہے۔ جس انسان کی موت شرک کی حالت میں ہو گئی اور اس نے اپنی زندگی میں اس سے توبہ نہ کی تو وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہے گا اور جہنم کے ہولناک عذاب سے اسے کبھی نجات نہیں ملے گی، خواہ اس نے بڑے بڑے نیک اعمال ہی کیوں نہ کیے ہوں، اور خواہ وہ عزت و مرتبہ اور زہد و عبادت کے اعتبار سے کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک کے ساتھ کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں ہو گا، یعنی کہ شرک اعمال کو ضائع و برباد کر دینے والا گناہ ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

- ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفۡتَرَىٰٓ إِثۡمًا عَظِيمًا﴾ ترجمہ: ”بے شک اللہ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے گا بخش دے گا، اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس نے بہت بڑا گناہ باندھا۔“ [النساء:۴۸]
- ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلَۢا بَعِيدًا﴾ ترجمہ: ”بے شک اللہ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے گا بخش دے گا، اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ بہک کر بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“ [النساء:۱۱۶]
- ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ﴾ ترجمہ: ”بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ہے۔" [المائدۃ:۷۲]

- ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِى بِهِ ٱلرِّيحُ فِى مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ ترجمہ: "اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندے اسے اچک لیتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور دراز مقام پر لے جا کر ڈال دیتی ہے۔" [الحج:۳۱]
- ﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ ترجمہ: "بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" [لقمان:۱۳]

کئی انبیائے کرام علیہم السلام کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ ترجمہ: "یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس پر چلاتا ہے، اور اگر وہ لوگ بھی شرک کرتے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ ان سے برباد ہو جاتا۔" [الانعام:۸۸]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾ ترجمہ: "اور یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو ضرور تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور تو بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔" [الزمر:۶۵]

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟" آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا'' آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''خبر دار! اور جھوٹی گواہی۔'' [1]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) ترجمہ: ''تم اللہ کے ساتھ کسی کو ہم سر ٹھہراؤ حالاں کہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔'' [2]

شرک: مفہوم اور حقیقت

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اسماو صفات میں کسی مخلوق کو شریک ماننے، مخلوق کو خالق کے مساوی یا مشابہ قرار دینے اور عبادت نیز ہر وہ قول و عمل جو شرع سے ثابت ہے، اسے کسی غیر اللہ کے لیے انجام دینے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے اسی طرح کسی غیر اللہ کی تعظیم کرنے، جس طرح اللہ کو پکارا جاتا ہے اسی طرح کسی مخلوق کو پکارنے، جس طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرا جاتا ہے اسی طرح کسی غیر اللہ سے ڈرنے اور جس طرح اللہ تعالیٰ سے امید لگائی جاتی ہے اسی طرح کسی غیر اللہ سے امید لگانے کو شرک کہتے ہیں۔ شرک کی دو قسمیں ہیں: ایک شرک اکبر اور دوسرا شرک اصغر۔

دو الٰہ کا تصور رکھنا یا عبادت کی کسی قسم کو غیر اللہ کے لیے انجام دینا شرکِ اکبر ہے۔ جیسے کسی غیر اللہ کا سجدہ کرنا، مشکل کے وقت اسے پکارنا اور اس کے لیے ہر قسم کی قدرت یا بعض قسم کی قدرت اور حقِ تصرف ثابت کرنا وغیرہ، خواہ غیر اللہ کو اللہ سے کم تر ہی سمجھ کر کیا جائے۔ چناں چہ ہر وہ عقیدہ یا قول و عمل جسے کرنے کا شارع نے حکم دیا ہو، اسے اللہ کے لیے انجام دینا توحید، ایمان اور اخلاص ہے اور اسے کسی مخلوق کے لیے انجام دینا کفر و شرک ہے۔ یہ شرک کبھی معاف نہیں ہو گا اور اس کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

]1[صحیح بخاری: ۲۶۵۴، صحیح مسلم: ۸۷]2[صحیح بخاری: ۷۷۴۴، صحیح مسلم: ۸۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ہر وہ ممنوع قول و عمل جو شرکِ اکبر میں واقع ہونے کا ذریعہ اور وسیلہ بنے اور شریعت میں اسے شرک کا نام دیا گیا ہو، شرکِ اصغر ہے۔ مثلاً وہ ارادے، اقوال اور افعال جو عبادت کے درجے تک نہ پہنچیں جیسے عبادت میں دکھاوے کو دخل دینا، غیر اللہ کی قسم کھانا اس کی تعظیم کے بغیر، "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں" یا "اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا" جیسے کلمات کہنا نیز دھاگا، کڑا، چھلا اور تعویذ وغیرہ اس عقیدہ اور نیت کے ساتھ باندھنا کہ ان سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں وغیرہ۔ جس عمل میں بھی یہ آمیزش اور اس طرح کا اعتقاد پایا جائے گا اس کا اجر و ثواب ضائع ہو جائے گا اور اس کا مرتکب گناہ گار ہو گا، یہ شرک ملت سے خارج تو نہیں کرتا البتہ اس سے توحید میں نقص ضرور آتا ہے اور اگر انسان اسے معمولی سمجھ کر انجام دیتا رہے تو آئندہ یہ شرکِ اکبر میں پڑنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

جس طرح کائنات میں کئی الٰہ اور معبود کو تسلیم کرنا اور کائنات کا کئی خالق ماننا شرک ہے اور اس طرح کا تصور رکھنے والا مشرک ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات اور خصائص میں کسی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور ہم سر سمجھنا اور اسے اللہ کا ہم پلہ، مد مقابل اور ساجھی دار قرار دینا بھی شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کو بھی مافوق الأسباب طریقے سے نفع و ضرر کا مالک اور کائنات میں تصرف کرنے والا سمجھنا شرک ہے۔ یعنی الٰہی اوصاف و خصائص کو کسی مخلوق میں ماننا اور عبادات میں سے کسی عبادت یا سارے عبادات کو کسی مخلوق کے لیے انجام دینا شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہو گا۔ آج ہمارے معاشرے میں شرک کی یہ صورت بہت زیادہ عام ہوتی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا دونوں طرح کے شرک کی نفی کی ہے اور اپنی ذات کو ان ساری چیزوں اور ہر طرح کی شرک کی آلودگیوں سے پاک و منزہ فرمایا ہے۔ چناں چہ پوری کائنات میں نہ تو دو الٰہ ہیں اور نہ اُس الٰہِ واحد کا کوئی ہم سر اور مدِ مقابل ہے، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک اور معاون نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- ﴿وَقَالَ ٱللَّهُ لَا تَتَّخِذُوٓاْ إِلَٰهَيۡنِ ٱثۡنَيۡنِۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ فَإِيَّيَ فَٱرۡهَبُونِ﴾ ترجمہ: ''اور اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ دو معبود نہ بناؤ، بلاشبہ وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے، لہٰذا تم سب صرف مجھ سے ہی ڈرو۔'' [النحل:۵۱]
- ﴿وَإِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ﴾ ترجمہ: ''اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں، وہ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔'' [البقرۃ:۱۶۳]
- ﴿لَوۡ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَاۚ فَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ترجمہ: ''اگر زمین و آسمان میں کئی معبود ہوتے تو وہ دونوں (یعنی زمین و آسمان) ضرور درہم برہم ہو جاتے سو اللہ عرش کا رب پاک ہے ان چیزوں سے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں۔'' [الأنبیاء:۲۲]
- ﴿مَا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِن وَلَدٖ وَمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنۡ إِلَٰهٍۚ إِذٗا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهِۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖۚ سُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ترجمہ: ''اللہ نے کسی کو بھی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کبھی کوئی معبود تھا، اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا، اللہ پاک ہے اس سے جو یہ لوگ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔'' [المؤمنون:۹۱]

اوپر جو آیاتِ کریمہ درج کی گئی ہیں، ان میں سے پہلی اور دوسری آیتِ کریمہ کے اندر حتمی طور پر ایک معبود ہونے کی بات کہی گئی ہے، بلکہ پہلی آیتِ کریمہ میں اِس حقیقت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دو معبود بنانے سے روکا گیا ہے اور صرف اُسی ایک معبود سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ حقیقت قرآنِ کریم کی بے شمار آیات کے اندر متعدد پیرائے اور اسلوب میں بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد کی دونوں آیتوں میں کئی الٰہ کے نظریے کی تردید فرمائی گئی ہے، کہ اگر ایک معبود کے بجائے کئی ایک معبود ہوتے تو کائنات کا نظام، جو بڑی خوش اسلوبی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہایت ہم آہنگی کے ساتھ چل رہا ہے، درہم برہم ہو جاتا اور وہ معبود آپس ہی میں ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے اور نظامِ کائنات میں کسی طرح کا کوئی بھی خلل نہیں پایا جا رہا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی معبود ہے، اور وہی عبادت اور پرستش کا مستحق ہے اور وہ ذاتِ واحد اس طرح کی خلافِ عقل و فطرت اور بے ہودہ باتوں سے پاک اور منزہ ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے جس طرح کئی معبودان کے وجود کی نفی کی ہے، اسی طرح کسی مخلوق کو اپنا ہم سر، ہم پلہ اور ساجھی دار بنانے کی بھی نفی کی ہے اور حکم دیا ہے کہ اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے اور مراسمِ عبودیت کو خالص اسی کے لیے ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾

"آپ کہہ دیں کہ میں تو تمھاری طرح ایک بشر ہوں، میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ صالح عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔" [الکہف:۱۱۰]

مطلب یہ کہ عبادت کو اللہ کے لیے خالص بناؤ، اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو، اس طرح کہ عبادت کے جو مراسم اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں، اسے کسی دوسرے کے لیے نہ بجالاؤ اور عبادت میں کسی مخلوق کو شریک نہ کرو، یعنی مراسمِ عبودیت کو غیر اللہ کی طرف پھیر کر اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو معبود نہ بناؤ۔ بے شک وہی معبودِ برحق، مشکل کُشا اور حاجت روا ہے، اس لیے اس کے ساتھ کسی اور کو مشکل کشا اور حاجت روا بنا کر اپنے آپ کو بے یار و مدد گار اور ملامت زدہ نہ بناؤ۔ اور اگر اللہ کے سوا کسی اور ہستی کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارو گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور تمھارا یہ پکارنا دائمی عذاب کا موجب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

- ﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا﴾ "تو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا، ورنہ تو مذمت کیا ہوا، بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔" [الإسراء:۲۲]
- ﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ﴾ "اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو، ورنہ تم بھی عذاب دیے جانے والے لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔" [الشعراء:۲۱۳]

ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے، جو کہ حقیقی معنوں میں توحید کے سب سے بڑے داعی اور مناد، شرک کا قلع قمع کرنے والے اور روئے زمین پر شرک کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے پوری امت کو شرک سے روکا جا رہا ہے۔ بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے پوری انسانیت کے لیے شرک کی قباحت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ بفرضِ محال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر شرک کریں تو وہ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے ہیں۔ جب ان کی یہ حالت ہے پھر دیگر لوگوں کا کیا حال ہو گا؟ جو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔

ہر دور کے مشرکین کی یہ مشترکہ حالت رہی ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کو خالق، مالک، رازق اور حاکم تو تسلیم کرتے رہے ہیں، مگر اُسے بلا کسی شرکتِ غیرے الٰہ نہیں مانتے، عبادت میں اس کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک کر لیتے ہیں، اللہ کے سوا کسی مخلوق کو بھی حاجت روا اور مشکل کشا ماننے لگتے ہیں، انتہائی عاجزی اور غایت درجے کی محبت کا اظہار کسی اور کے لیے کرنے لگتے ہیں، جب کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے، مدد و استعانت کے لیے کسی اور کو نہ پکارا جائے اور کسی بھی اعتبار سے مخلوق میں سے کسی کو اس کا ہم سر اور مدمقابل نہ سمجھا جائے۔ اسی حقیقت کو ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے واضح فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ ترجمہ: "اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے چہرے (ذات) کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، اُسی کے لیے حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔" [القصص:۸۸]

اس آیتِ کریمہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امت کو حکم دیا جارہا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو یعنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرو، اپنی ساری امیدیں اُسی سے وابستہ رکھو، خشوع، خضوع اور تذلل کا اظہار صرف اسی کے لیے کرو، محبت اور تعظیم نیز خوف اور خشیت کے اظہار میں کسی کو اس کا ہم سر اور ہم پلہ نہ بناؤ۔ آیتِ کریمہ میں جو ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ "اس کے سوا کوئی معبود نہیں" کی بات کہی گئی ہے، دراصل یہی تمام انبیاء کی دعوت کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، ہماری تخلیق کا مقصود اور غرض وغایت بھی اسی حکم کی بجا آوری ہے، اس میں بیک وقت شرک کی پُرزور تردید و نفی اور توحید کا اثبات پایا جاتا ہے۔ چناں چہ ہر طرح کی عبادت اور بندگی کے لائق وہی ذاتِ واحد ہے، جو ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، کائنات میں صرف اُسی کا حکم چلتا ہے، وہی سب کا حاکم اور فرماں روا ہے، سب کو اُسی کی طرف جانا ہے اور اس کے سامنے پیش ہو کر اپنے کیے کا جواب دینا ہے۔ اُس کے سوا سب کو ہلاکت کا سامنا کرنا ہے اور سب کو جامِ فنا پینا ہے۔ اِس لیے صرف اُسی ایک ہستی کو بلا شرکتِ غیرے اپنا معبود بناؤ۔ اپنے ذہن کے دریچوں کو کھول کر عقل و دانش کا استعمال کرتے ہوئے غور کریں کہ جو خود ہلاک ہونے والے ہیں اور اللہ کے حضور اپنے اعمال کے جواب دہ ہیں، وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور کیوں کر انھیں اللہ تعالیٰ کا ہم سر قرار دیا جاسکتا ہے؟

اوپر کی سبھی آیات میں غور کریں! تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تمام آیات میں غیر اللہ کو پکارنے سے روکا گیا ہے، یعنی غیر اللہ کو پکارنا گویا اس کی عبادت کرنا ہے۔ اِس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی مافوق الاسباب طریقے سے پکارنا اللہ کے ساتھ اُسے شریک قرار دینا ہے، اُسے اللہ کا ہم سر بنانا ہے اور قرآن کریم میں بڑی شدت کے ساتھ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے منع کیا گیا ہے اور صرف ایک اکیلے اللہ کی عبودیت بجالانے کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں اس کا بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے ہوئے اور اپنا ہم سر بنانے سے روکتے ہوئے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ: "اے لوگو! عبادت کرو اپنے اُس رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا، اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ تمھاری روزی کے لیے کئی طرح کے پھل پیدا کیے۔ پس تم کسی کو اللہ کا ہم سر نہ بناؤ حالاں کہ تم جانتے ہو۔" [البقرۃ:۲۱-۲۲]

یہ آیتِ کریمہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کو واجب اور دیگر مخلوقات کی عبادت کو باطل قرار دیتی ہے، اور توحید ربوبیت کا ثبوت فراہم کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا خالق، رازق اور مدبر ہے۔ اور جب بندہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ خالق، رازق اور مدبر ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے تو اس کی عبادت میں بھی کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔

یہ کس قدر تعجب خیز اور حماقت بھری بات ہے کہ انسان جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی پرستش میں لگا ہوا ہے، جب کہ اسے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ خالق، مالک، رازق اور مُدبّر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے اور نہ عبادت میں کوئی اس کا مد مقابل اور ہم سر ہے، اس اعتراف و اقرار کے باوجود بھی انسان دوسرے کی عبادت کرتا ہے، یہ کتنی بڑی نادانی اور محرومی کی بات ہے!!

اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ میں مخلوقات میں سے کسی کو بھی اپنا ہم سر اور مد مقابل بنانے سے روکا ہے، یعنی کسی بھی مخلوق کو اُس کا ہم سر، مد مقابل اور اس کی برابری کرنے والا بنا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی عبادت کی طرح اس مخلوق کی عبادت نہ کرو اور اس سے اس طرح محبت نہ کرو جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہو، کیوں کہ دیگر مخلوقات کی طرح عبادت کیے جانے والے لوگ بھی مخلوق ہیں، وہ بھی روزی دیے گئے ہیں، ان کی زندگی کی بھی تدبیر کی جاتی ہے، وہ بھی محتاج ہیں، زمین و آسمان میں ایک ذرہ برابر کے بھی وہ مالک نہیں ہیں، نہ وہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، پھر کیوں کر ان کی عبادت کرتے ہو؟ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)) ترجمہ: ”جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی شریک، ہم سر کو پکارتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔“ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)) ترجمہ: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: میں ساجھی داروں کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو ساجھی دار بنایا تو میں اس عمل کو اور اس کے حصے کو چھوڑ دیتا ہوں۔“ [2]

اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارا جاتا ہے خواہ وہ بت ہوں یا فوت شدہ اشخاص، وہ سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے، نہ پہلے ان میں یہ طاقت تھی، نہ اب ہے اور نہ آئندہ وہ ایسا کر سکتے ہیں، بلکہ اللہ کی یہ معمولی مخلوق مکھی اگر ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے ہیں۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ ترجمہ: ”اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سو

[1] صحیح بخاری: ۴۴۹۷، صحیح مسلم: ۹۲ [2] صحیح مسلم: ۲۹۸۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسے غور سے سنو! بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ سب مِل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے اس سے ہر گز چھڑا نہیں سکتے، مدد مانگنے والا بھی کمزور ہے اور جن سے مدد مانگی جاتی ہے وہ بھی کمزور ہے۔" [الحج:۷۳]

کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں، جو ایک حقیر مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں، جب کہ مکھی بھی کمزور ہے، اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے بھی کمزور ہیں اور جن کو پکارا جاتا ہے وہ بھی کمزور ہیں۔ یہ آیتِ کریمہ اگرچہ بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، مگر اس کا حکم تمام خود ساختہ معبودانِ باطلہ کے لیے عام ہے۔ چناں چہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو بھی پکارا جا رہا ہے وہ سب ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں داخل ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں، بت ہوں یا فوت شدہ اشخاص، جنھیں مدد و معاونت اور سفارش کے لیے پکارا جاتا ہے۔ یعنی ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کی عمومیت میں صرف بت ہی شامل نہیں ہیں، بلکہ تمام مخلوقات میں سے جنھیں بھی داتا، حاجت روا، دست گیر، مشکل کشا اور دافع بلا سمجھ کر پکارا جاتا ہے، سب کے سب ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کی عمومیت میں شامل ہیں۔ اور وہ سب مل کر کے ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے اور نہ اس کی چھینی ہوئی حقیر چیز واپس لینے کی سکت رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اللہ کے علاوہ لوگوں کو بھی مدد کے لیے پکارا جائے اور ان سے اپنی ضرورتیں طلب کی جائیں تو اس سے بڑی نادانی اور خسارہ اٹھانے والی بات اور کچھ نہیں ہو گی۔

مشرکینِ مکہ جو اپنے بزرگوں اور صالحین کے نام پر موجود مختلف بتوں کی پرستش کرتے تھے، ان کے لیے چڑھاوے چڑھاتے تھے، منتیں مانتے تھے اور ان سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے تھے، وہ اس بات کے قائل تھے کہ ہم ان بتوں کی پوجا اُنھیں خالق و مالک سمجھ کر نہیں کرتے ہیں، ہمارا خالق و مالک تو ایک ہی ہے، اسی نے زمین و آسمان بنایا، ہم تو اِنھیں اُس ایک معبود کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اللہ تو بہت بلند و بالا ہے، ہماری رسائی وہاں تک کیسے ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکتی ہے؟ سو یہ سب اس کے دربار میں ہمارے وکیل اور سفارشی ہیں اور ہماری رسائی اللہ تک کرادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ﴾ ترجمہ: ''ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں گے۔'' [الزمر: ۳]

موجودہ دور میں پیروں، ولیوں اور قبروں کی پوجا کرنے والے نیز اللہ کی عبادت اور الٰہی خصائص میں غیر اللہ کو شریک کرنے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم پیروں اور بزرگوں کی عبادت نہیں کرتے ہیں، یہ تو بس اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اور اس طرح وہ دھڑلے سے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں قبر پرستی اور پیر پرستی کی جو وبا عام ہے وہ اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ لوگ کسی مخلوق کو الٰہی صفات و خصوصیات سونپ کر اس کی پیروی کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک اللہ کو ماننے اور اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلم معاشرے میں شرک اکبر اور شرک اصغر کی بہتیری صورتیں عام ہیں اور کئی طرح سے شرک کا ارتکاب کیا جارہا ہے۔ جس کی کچھ تفصیل آگے پیش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

ساری کائنات کا خالق و مالک، مدبر و کارساز، متصرف، پالنہار، روزی رساں اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے۔ وہ غیب و حاضر کا جاننے والا اور قادرِ مطلق ہے، وہ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں یکتا ہے، کوئی اس کے مشابہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، کائنات کا نظام اور باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی لوگوں کو مارتا اور جِلاتا ہے، خوشی اور غمی میں مبتلا کرتا ہے، کسی کو بلندی عطا فرماتا ہے اور کسی کو پستی کے گڑھے میں ڈھکیل دیتا ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہی ہر ایک کی روزی کا بندوبست کرتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر طرح کی نعمتوں سے نوازتا ہے، معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور روزی میں کمی و بیشی کر کے اپنی مخلوقات کو آزمائش میں بھی مبتلا کرتا رہتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

- ﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَاۚ كُلّٞ فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ﴾ "اور زمین میں کوئی چلنے والا جان دار نہیں، مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے، اور وہ اس کے رہنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔" [ھود:۶] ● ﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٖ فَمِنَ ٱللَّهِۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فَإِلَيۡهِ تَجۡـَٔرُونَ﴾ "اور تمھارے پاس جو نعمت بھی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو۔" [النحل:۵۳]

کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود، ان میں اختلاف و تنوع اور مخلوق کا کثیر تعداد میں ہونا خالقِ حقیقی کا پتا دیتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے سوا کسی نے بھی ان کی تخلیق اور ایجاد کا دعویٰ نہیں کیا۔ ان سب کا ازخود ہونا بلکہ کسی بھی معمولی سی چیز کا موجد کے بغیر پایا جانا عقلاً محال اور غیر دانش مندانہ بات ہے۔ کیا پکانے والے کے بغیر کھانا تیار ہو جاتا ہے؟ اور اسی طرح فرش بچھانے والے کے بغیر زمین پر کوئی فرش بچھ سکتا ہے؟ اتنے بڑے جہان، آسمان، افلاک، سورج، چاند اور تارے جن کا حجم و مقدار اور باہمی فاصلے مختلف ہیں ازخود وجود میں آگئے ہیں؟ زمین اور زمینی مخلوق انسان، جن، حیوان، ان کے رنگ، زبان کے اختلاف، ادراک و فہم کے تفاوت، خصوصی عادات و علامات کو دیکھیں اور مختلف رنگ و منفعت کی حامل زمینی معدنیات اور بہنے والے چشمے، ندیاں، دریا، سمندر، زمین میں اُگے ہوئے پودے، درخت جن کے پھلوں کا ذائقہ، رنگ اور مہک مختلف ہے۔ اور ہر چیز کی اپنی خصوصیت اور اپنا مزاج ہے۔ یہ سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی جو اپنے امر و تدبیر سے ان کو کنٹرول کر رہی ہے اور اس وسیع و عریض کائنات کا یہ نظام اس کی مرضی و منشا سے ہی، بغیر خلل کے چل رہا ہے۔[1] سچ ہے:

دیتا ہے پٹھ پٹھ، پتا اس کا جھوم کر = ہر دانہ دانہ، دانا کا مدحت طراز ہے

[1] دیکھیں: اسلامی طرزِ زندگی ص: ۱۱-۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے

جب وہی ایک معبودِ حقیقی، رب العالمین، خالقِ کائنات، قادر مطلق، مالکِ روزِ جزا اور رازقِ کل جہان ہماری روزی روٹی کا بندوبست کرتا ہے، شکمِ مادر میں ہماری پرورش و پرداخت کرتا ہے، اسی نے ہمیں عدم سے وجود بخشا ہے، اس نے ہمارے اوپر اس قدر انعامات واحسانات کیے ہیں، جو ہماری شمار و گنتی سے باہر ہیں تو کیوں نہ ہم اسے ہر طرح سے یکتا تسلیم کریں؟ جس اللہ نے ہمارا اتنا خیال رکھا ہے اور ہمیں طرح طرح کے انعامات سے نوازا ہے، اس معبودِ حقیقی کی عبادت اور پرستش کرنے کے بجائے کسی اور کی بندگی کیوں کریں؟ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کیوں ٹھہرائیں؟ کسی مخلوق کو اُس الٰہِ واحد کا ہم سر و ساجھی کیوں بنائیں؟ حاجت رَوائی کے لیے کسی اور کو کیوں پکاریں؟ بیماروں کی شفایابی کے لیے مرادیں اور منتیں کسی اور کے لیے کیوں مانیں؟ مصائب اور تکالیف کے مُداوا کے لیے کسی اور کا در کیوں کھٹکھٹائیں؟ اپنی پیشانی کو کسی اور در پر کیوں جھکائیں؟ مدد و استعانت کا مطالبہ کسی اور سے کیوں کریں؟ اُس قادرِ مطلق اللہ کا سا درجہ کسی غیر اللہ کو دے کر اس غیر کی تعظیم اور اس سے محبت کا اظہار کیوں کریں اور اس غیر سے خوف کیوں کھائیں؟ اگر ایسا ہم کرتے ہیں تو تصور کریں کہ یہ کتنا بڑا ظلم اور کتنی بڑی بے حیائی ہو گی؟

ذرا غور تو کریں! کہ ہمیں پیدا تو اللہ نے کیا ہے اور ہم بندگی و شکر گزاری کسی اور کا کریں! رزق کا مالک اور روزی دینے والا اللہ ہے اور ہم کسی اور سے روزی طلب کریں! ہماری پکاروں کو وہ ہمہ وقت سننے کے لیے تیار ہے اور ہم کسی دوسرے کو پکاریں! یہ کتنی بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی کی بات ہے کہ بہتیرے افراد کلمۂ توحید کا اقرار کرنے کے باوجود اللہ کو اس کا حق نہیں دیتے۔ اللہ کی ربوبیت، الوہیت، اسما و صفات اور حقوق میں کسی اور کو شریک و ساجھی اور ہم سر بناتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس طرح چاہے ہم سے اپنی نعمتوں کو چھین سکتا ہے، ہمیں وسائلِ زندگی سے محروم کر سکتا ہے۔ کفر و شرک جیسے بڑے جرائم کا ارتکاب کرنے والے ناعاقبت اندیش اور بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعور لوگ اللہ رب العالمین کے درج ذیل فرامینِ عالیہ پر غور و فکر سے کام لیں اور اگر کچھ عقل و دانش رکھتے ہیں تو اپنی تمرد و سرکشی سے باز آجائیں! اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَهُوَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ ٱلْحَمْدُ فِى ٱلْأُولَىٰ وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَلَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ ۚ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلنَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَمِن رَّحْمَتِهِۦ جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ ”اور وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اسی کے لیے حمد ہے دنیا اور آخرت میں، اور اسی کے لیے حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کہہ دو کیا تم نے دیکھا اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر رات کر دے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے، جو تمھارے لیے روشنی لے آئے، کیا تم لوگ سنتے نہیں۔ کہہ دو کیا تم نے غور کیا، اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر دن کر دے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے، جو تمھارے پاس رات لے آئے، جس میں تم سکون حاصل کرتے ہو، کیا تم لوگ دیکھتے نہیں۔ اور اس نے اپنی رحمت ہی سے تمھارے لیے رات اور دن بنایا ہے تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔“ [القصص:۷۰-۷۳]

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے الٰہ ہونے کا اعلان فرمایا ہے، اور کائنات میں موجود اپنی عظیم الشان نعمتوں کے حوالے سے اپنی توحید کا اثبات فرمایا ہے۔ ذرا سوچیں تو سہی! دنیا کی یہ پُر آسائش زندگی جو اللہ نے ہمیں عطا کی ہے اور ہماری آرام و راحت کے لیے دن و رات کی تبدیلی کا ایک حیرت ناک نظام مقرر فرمایا ہے کہ اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، سورج کی یہ گردش ہمارے لیے عبرت کا مقام رکھتی ہے، اگر یہ ایک مقام پر ٹھہر جائے تو یہ راحت بھری زندگی ہمارے لیے عذاب بن جائے گی، اور اللہ کے سوا کوئی طاقت اسے جاری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتی ہے۔ دن کی روشنی میں تمام مخلوق اللہ کے فضل و کرم کے متلاشی ہوتے ہیں اور رات میں چین وراحت کی سانس لیتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس پر ہمیں اللہ کا شکر بجالانا اور صرف اسی کی عبادت و پرستش کرنی ضروری ہے، لہٰذا اس کے در کو چھوڑ کر کسی اور در کا سہارا لینا عقل و فطرت کے خلاف ہے۔ کتنے بڑے ناسمجھ، محروم، بے حیا اور گمراہ ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک بناتے ہیں، خوف و محبت کے جذبات کو کسی اور کے لیے روا رکھتے ہیں اور اللہ کے سوا اُنہی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔

عبادت سے متعلق جہاں بہت سے لوگ شدید گمراہی کا شکار ہیں اور اللہ کی بندگی چھوڑ کر انسانوں کی بندگی میں لگے ہوئے ہیں، وہیں عام طور پر معاشرے میں عبادت کو محض چند اعمال و افعال تک محصور کر دیا گیا ہے۔ جب کہ عبودیت اور بندگی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان محض ارکانِ اسلام کی ادائیگی پر اکتفا کرے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی میں شرعی احکام کو نافذ کرے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ کے احکام و فرامین کی پیروی کرے۔ ہمارے ہاں بیش تر لوگوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ اگر وہ کچھ اعمال کی بجا آوری کر لیتے ہیں تو اپنی باقی زندگی میں سرِ عام اللہ کے احکام کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں، بظاہر وہ یہی سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے چند دینی شعائر کی پابندی کر لی تو ہماری نجات یقینی ہے، خواہ ان کی پوری زندگی دیگر شرعی احکام کی مخالفت میں گزرے اور قدم قدم پر حدودِ الٰہی کو پامال کرتے پھریں۔ حافظ عبد السلام بُھٹوی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

> "بعض لوگوں نے رکوع و سجود، قیام، ذکر، نماز، روزے، زکاۃ اور حج وغیرہ ہی کو عبادت سمجھ رکھا ہے، بے شک یہ بھی عبادت ہیں، مگر صرف یہی عبادت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرنا عبادت ہے، کیوں کہ بندگی اور عبادت کا مطلب ہی مالک کے حکم، بلکہ اشارے پر چلنا ہے۔ جو مالک کا حکم نہ مانے وہ غلام کیسا اور جو اپنے رب کے حکم پر نہ چلے وہ عبد کیسا؟ جو شخص مسجد میں تو نماز پڑھتا ہے، مگر گھر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بازار اور عدالت میں اپنی مرضی پر چلتا ہے، وہ نہ رب کا بندہ ہے اور نہ اس کا عبد۔ہاں اگر وہ ہر کام میں اس کے حکم پر چلتا ہے تو اس کا ہر کام عبادت ہے، حتیٰ کہ نماز ہی نہیں، اس کا کھانا پینا، سونا اور بیوی سے صحبت بھی عبادت ہے، کیوں کہ رب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس نے مالک کے منع کیے ہوئے حرام سے اجتناب کیا اور اپنی خواہش پوری کی تو اپنے مالک کے حکم پر چلتے ہوئے پوری کی، یہی بندگی اور یہی عبادت ہے۔"[1]

انعاماتِ الٰہی

آیئے دوسرے قرآنی حقائق پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انسان کو کتنی قوت وطاقت حاصل ہے؟ اور انسان کی اپنی حیثیت کیا ہے؟ کیا انسان اللہ کی نعمتوں کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے؟ مختلف الٰہی انعامات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل قرآنی آیات کے بامقصد سوالات کو دیکھیں اور غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے ان نعمتوں کو چھین لے تو کیا ہم انھیں حاصل کر سکتے ہیں؟ جنھیں اللہ تعالیٰ کا شریک وساجھی بنایا جاتا ہے، کیا وہ شرکاء ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ نہیں، یقیناً نہیں! جن وانس کی پوری جماعت مل کر کے ایسا نہیں کر سکتی۔ جب ان کے اندر اس کی تاب نہیں ہے تو پھر اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیوں ٹھہراتے ہیں؟ شرک جیسے عظیم گناہ، انتہائی قبیح وشنیع فعل اور ناقابلِ معافی جرم سے توبہ کر کے گناہوں سے گلوخلاصی کیوں نہیں حاصل کرتے؟ شرک سے دوری کیوں نہیں اختیار کرتے؟ غیر اللہ کے آستانوں پر اپنی جبینِ نیاز کیوں خم کرتے ہیں؟ دوسروں کے سامنے دستِ سوال کیوں دراز کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کی الوہیت اور وحدانیت کو تسلیم کر کے صرف اسی کی عبادت کیوں نہیں کرتے ہیں؟ فرمایا:

- ﴿نَحْنُ خَلَقْنَٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ۝ أَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلْخَٰلِقُونَ﴾ "ہم نے ہی تم سب کو پیدا کیا ہے، پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ کیا تم نے غور کیا، جو (منی) تم ٹپکاتے ہو؟ کیا تم اس سے پیدا کرتے ہو یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟"[2]

---

[1] تفسیر القرآن الکریم ۴/ ۴۵۹ [2] الواقعۃ: ۵۷-۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انسان جو نطفہ رحمِ مادر میں ٹپکاتا ہے اس سے انسانی تخلیق کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟ اور کس طرح اللہ رب العالمین اس کی پرورش کرتا ہے؟ اگر انسان اس پر غور کرے تو اس کے لیے اللہ رب العالمین کی قدرتِ کاملہ اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ نطفے سے متعلق درج ذیل حقائق پر غور کریں اور اپنی حیثیت کا اندازہ لگائیں!!

"پہلی قابلِ غور بات یہ ہے کہ انسان کا نطفہ بذات خود کیا چیز ہے؟ وہ کن چیزوں سے بنتا ہے؟ جن چیزوں سے نطفہ بنتا ہے وہ زندہ تھیں یا مردہ؟ اور اس نطفہ کے بننے میں یا بنانے میں تمھارا بھی کچھ عمل دخل یا اختیار تھا؟ پھر اس نطفہ کو رحمِ مادر میں ٹپکانے کی حد تک تو اختیار انسان کو ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا اختیار کلی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ نطفہ کا ایک قطرہ لاکھوں جراثیم یا کیڑوں پر مشتمل ہوتا ہے، جو صرف طاقت ور خوردبین سے نظر آسکتے ہیں۔ اسی طرح رحمِ مادر میں نسوانی بیضہ کا وجود بھی خوردبین کے بغیر نظر نہیں آسکتا۔ نطفہ کا ایک جرثومہ جب نسوانی بیضہ میں داخل ہوتا ہے۔ پھر ان دونوں کے ملنے سے ایک چھوٹا سا زندہ خلیہ (Cell) بن جاتا ہے۔ یہی انسانی زندگی کا نقطۂ آغاز ہے اور اسی کا نام استقرارِ حمل ہے۔ نطفہ ٹپکانے کی حد تک تو مرد کو اختیار ہے۔ مگر یہ طاقت نہ مرد میں ہے نہ عورت میں اور نہ دنیا کی کسی اور طاقت میں کہ وہ نطفہ سے حمل کا استقرار کرا دے۔ پھر اس نقطۂ آغاز سے ماں کے پیٹ میں بچے کی درجہ بدرجہ پرورش، ہر بچے کی الگ الگ صورت گری، ہر بچے کے اندر مختلف ذہنی و جسمانی قوتوں کو ایک خاص تناسب کے ساتھ رکھنا، جس سے وہ ایک امتیازی انسان بن کر اٹھے۔ کیا یہ ایک خالق کے سوا کسی اور کا کام ہو سکتا ہے؟ یا اس میں ذرہ برابر بھی کسی دوسرے کا کوئی دخل ہے؟ پھر یہ فیصلہ کرنا بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ بچہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ خوش شکل ہو یا بدشکل، اس کے نقوش تیکھے ہوں یا بھدے؟ طاقت ور اور قد کاٹھ والا ہو یا کمزور نحیف اور تھوڑے وزن والا، تندرست ہو یا اندھا، بہرا، لنگڑا، ذہین ہو یا کند ذہن۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات کے اختیار میں ہیں۔ کیا ان سب باتوں کو سمجھ لینے کے بعد بھی انسان یہ تصدیق نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا کہ اسے پیدا کرنے والا اللہ رب العالمین ہی ہو سکتا ہے۔ اور جو مردہ غذاؤں سے ہر روز لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں انسان اور دوسرے جان دار پیدا کر رہا ہے، وہ مردہ انسانوں کے بے جان ذرات سے پھر انھیں دوبارہ زندگی نہیں بخش سکتا؟" [1]

● ﴿أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ﴾ "کیا تم نے غور کیا جو بیج تم بوتے ہو؟ کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم ہی اسے اُگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر تم حیرت سے باتیں بناتے رہ جاؤ کہ بلاشبہ ہم تاوان ڈالے گئے ہیں، بلکہ ہم محروم کر دیے گئے۔" [الواقعۃ: ۶۳-۶۷] ● ﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ۝ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾ "کیا تم نے غور کیا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا دیں، پھر تم کیوں نہیں شکر ادا کرتے؟" [الواقعۃ: ۶۸-۷۰] ● ﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى تُورُونَ ۝ ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ﴾ "کیا تم نے غور کیا وہ آگ جسے تم سلگاتے ہو؟ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟" [الواقعۃ: ۷۱-۷۲] ● ﴿أَمَّنْ هَٰذَا ٱلَّذِى يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُۥ ۚ بَل لَّجُّوا۟ فِى عُتُوٍّ وَنُفُورٍ﴾ "کون ہے وہ جو تمھیں رزق دے گا اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور بدکنے پر اڑ گئے ہیں۔" [الملک: ۲۱] ● ﴿قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍ﴾ "کہہ دو کہ کیا تم نے غور کیا اگر تمھارا پانی گہرائی میں اتر جائے تو کون ہے جو تمھارے پاس صاف بہتا ہوا پانی لائے گا؟" [الملک: ۳۰]

قرآن کریم کا یہ استفہامیہ اور سوالیہ انداز لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ انسان کی خود اپنی پیدائش، پھر اس کی روزی کے لیے زمین سے سرسبز و شاداب کھیتیوں کا اگنا، آسمان سے

[1] ماخوذ از: تیسیر القرآن ۴/ ۳۶۲-۳۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاف ستھرے پانی کا اترنا اور زمین کی تہوں میں میٹھے پانی کا پایا جانا، درختوں سے جلانے کے لیے ایندھن کا انتظام کرنا۔ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں، جسے اگر وہ روک لے تو کوئی بھی اسے پورا نہیں کر سکتا۔ اس پر ہمیں اللہ کی قدرت و توحید کا اقرار کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے، لیکن بہت سے لوگ اپنی تمرد و سرکشی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی عبادت نہیں کرتے یا اللہ تعالیٰ کی عبادت تو کرتے ہیں، مگر اس کی عبادت میں غیر اللہ کو بھی شریک بنا لیتے ہیں یعنی اس کی تعظیم، محبت، خوف، دعا، قربانی اور حمد و عبادت میں غیر اللہ کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ اگر انسان قرآنی بیانات پر فہم و تدبر سے کام لے تو اس کے دل کی دنیا ہی بدل جائے گی اور وہ شرک کی غلاظتوں سے بھاگ نکلے گا۔ قرآن کریم کا یہ اسلوب اور یہ انداز جو اپنے اندر وسیع معانی لیے ہوئے ہے، اس کی ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا، اور یہ دلائل و براہین ساطعہ اسے اللہ واحد کے سامنے سر ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرے گا۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان دل کی آنکھوں سے نصیحت پذیری کی خاطر قرآن کریم کی تلاوت کرے، نتیجتاً وہ ضلالت و گمراہی کی گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر ہدایت کی روشنی سے بہرہ ور ہو گا۔ سچ ہے:۔

دیدۂ دل سے تلاوت ہو اگر قرآن کی
قلب بن جائے گا مخزن دولتِ ایمان کا

شرک کے مظاہر

دہریہ قسم کے انسانوں کی بات چھوڑیے، بہت سے توحید و ایمان کا اقرار کرنے والے نام نہاد کلمہ گو موحد مسلمان بھی اپنی ضعیف الاعتقادی یا اپنی نادانی اور جہالت کی بنا پر شرک کے گرداب میں پھنسے نظر آتے ہیں۔ شرک کی حقیقت اور اس کے مفہوم کو نہ سمجھ پانے کی وجہ سے نبیوں، ولیوں، پیروں اور بزرگوں کو اللہ کا سا درجہ دیتے ہیں، ان کی قبروں پر حاضری دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر ان سے دعائیں کرتے ہیں، ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، اس پر چادر چڑھاتے ہیں، اس کا سجدہ کرتے ہیں، اپنی پیشانی اس پر ٹیکتے ہیں، اسے عرقِ گلاب سے دھلتے ہیں، اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں، ان کے نام کا ذبیحہ پیش کرتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، ان سے اولاد طلب کرتے ہیں، ان کے نام کا مالا جپتے ہیں، ان کے لیے تصرف کی قدرت ثابت کرتے ہیں، مصیبت و پریشانی میں انھیں پکارتے ہیں، ہاتھوں میں ان کے نام کا دھاگا، کڑا یا چھلا پہنتے ہیں، بیماری سے شفایابی کے لیے ان کو پکارتے ہیں، ان سے مدد کے خواہاں ہوتے ہیں، اُنھیں مشکل کشا، حاجت روا، دست گیر، داتا اور ہر مصیبت و پریشانی کو دور کرنے والا مانتے ہیں۔ نظر بد اور دیگر بیماریوں کو دور کرنے کے لیے ان کے نام پر شرکیہ قسم کی تعویذ کا استعمال کرتے ہیں۔ بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگ ڈھونگی قسم کے باباؤں کے پاس حاضری دے کر اپنا دین و ایمان بیچتے ہیں، جب کہ حقیقت میں یہ لوگ کاہن، نجومی، جادوگر اور عرّاف ہوتے ہیں اور دین کا لبادہ اوڑھ کر جاہل عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

غرض کہ مذکورہ شرکیہ اعمال اس طرح انجام دیتے ہیں کہ اگر کوئی موحد مسلمان اُنھیں ٹوک دے تو بجائے اپنی اصلاح کرنے اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے اسے گستاخِ رسول اور منکرِ اولیاء قرار دے کر خود کو اسی شرک کے گڑھے میں محصور رکھتے ہیں، بلکہ بہت سے نام نہاد گمراہ پیر اور ولی، جاہل مریدوں کو اپنے دامِ فریب میں مبتلا رکھنے کے لیے انھیں شرک کے آداب سکھلاتے ہیں، خود اپنے پیروں پر سجدہ کرواتے ہیں، اور بہت سی منگھڑت اور جھوٹی کہانیوں کا سہارا لے کر مشائخ، اولیاء اور پیروں کو حاجت روا، مشکل کشا اور الٰہی قدرت و تصرف کا مالک باور کراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک میں مبتلا ان افراد کو ہدایت دے۔ آمین!

اور مزید یہ ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیں کہ توحید کو تار تار کرنے والے گمراہ اور بدعقیدہ لوگ خود کو سب سے بڑا مُوَحِّد اور مومن سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی بے راہ روی اور موحد و مومن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہلانے والے مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی شرک کی صورتِ حال کو دیکھ کر مولانا حالی رحمہ اللہ نے کہا تھا: ؎

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر کواکب میں مانے کرشما تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں ہوا جلوہ گر حق، زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں[1]

لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم شرک کے مفہوم اور اس کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ ہم اس عظیم گناہ سے بچ سکیں، ورنہ یاد رکھیں شرک ایسا بڑا گناہ ہے، جو انسان کے سارے اعمالِ صالحہ کو خاکستر کر کے رکھ دیتا ہے۔

قبروں اور اہلِ قبور کی حد درجہ تعظیم

قبروں کی زیارت کرنا اور اہلِ قبور کے لیے بخشش کی دعا کرنا مسنون، مشروع اور مستحب عمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے منع فرمایا تھا اور پھر اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حدیثوں میں قبروں کی زیارت کرنے کا مقصد موت کو یاد کر کے عبرت و

[1] مسدس حالی، ص: ۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نصیحت حاصل کرنا اور فوت شدگان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت اور بخشش کی دعا کرنا بتلایا گیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیثِ نبویہ میں اس بات کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا)) وفي روايةٍ: ((فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ))

ترجمہ: ''میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب اس کی زیارت کیا کرو۔ کیوں کہ یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔'' [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت فرمائی تو آپ خود روئے اور اپنے ارد گرد لوگوں کو بھی رُلایا۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ)) ترجمہ: ''اپنے رب سے ان کے لیے استغفار کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی، اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ سو تم لوگ بھی قبروں کی زیارت کیا کرو، کیوں یہ موت کو یاد کراتی ہے۔'' [2]

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور کی جو دعائیں سکھلائی ہیں، ان میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَلَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)) ترجمہ: ''سلامتی ہو تم پر گھروں والے مومنین اور مسلمین! بلاشبہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی یقیناً تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ سے اپنے لیے اور تم لوگوں کے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔'' [3]

اسی طرح یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ قبروں کی ویرانی اور بوسیدگی کو دیکھ کر ہی حقیقی معنوں میں مرنے کا خیال دل میں جاگے گا، آخرت کی یاد آئے گی اور دلوں کے اندر ایک

[1] صحیح مسلم:۱۹۷۷، جامع ترمذی:۱۰۵۴ [2] صحیح مسلم:۹۷۶ [3] صحیح مسلم:۹۷۵

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خوف سا محسوس ہو گا اور ایسا لگے گا کہ قبروں کے مکین بزبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم بھی کبھی تمھاری طرح دنیاوی زندگی سے لطف اندوز ہوتے تھے، چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے تھے، ہمارے قریب بھی ہمارے چاہنے والوں کا ایک جتھا لگا رہتا تھا، مگر موت نے ہمیں آدبوچا اور آج ہم اس شہر خموشاں میں داستانِ پارینہ بن چکے ہیں۔ یاد رہے اُن عالی شان قبروں پر جانے سے موت کی یاد نہیں آئے گی اور نہ آخرت کی یاد تازہ ہو گی، جہاں پختہ اور رنگ برنگی دیدہ زیب قبریں ہوں، اور اس کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ سجایا گیا ہو، اس پر پھول اور چادر چڑھائے جاتے ہوں، لوبان اور اگر بتی کی خوشبو سے معطر ہوں اور ہنستے کِھل کھلاتے زرق برق لباس میں ملبوس لوگوں کی اچھی خاصی بھیڑ ہو، مرد وزن کا بے باکانہ اختلاط ہو۔ یہ زیارت تو محض ایک تفریح گاہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے، جہاں صرف لوگ سیر و تفریح اور بدعات و خرافات کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ دورِ حاضر میں لوگوں نے قبروں کو میلہ گاہ اور دنیا بھر کی بدعات و خرافات کی جگہ بنالیا ہے۔ جب کہ موت اور آخرت کو یاد کر کے عبرت حاصل کرنے کے علاوہ قبروں کی زیارت کرنا یا ان کی طرف رختِ سفر باندھنا حرام اور ممنوع عمل ہے۔ اسی طرح قبروں کو پختہ اور بلند بنانا، عمارت تعمیر کرنا، قبے بنانا، وہاں قرآن خوانی کرنا، انھیں سجدہ گاہ بنانا، ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، ان پر قندیل جلانا اور وہاں سالانہ عُرس اور میلہ لگانا حرام اور بدعت ہے، بلکہ شرک میں واقع ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور اگر ہم صاحبِ قبر کو حاجت روا مان کر اُن سے اپنی ضروریات طلب کرتے ہیں تو یہ صریح شرک ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث کا مطالعہ کریں اور غور فرمائیں کہ کس طرح ہمارے معاشرے میں قبروں سے متعلق نبوی تعلیمات اور فرامین کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں اور ایک ممنوع عمل کو کس طرح دین کا حصہ بنالیا گیا ہے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ)) ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے، اور اس پر بیٹھنے اور اس پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' [1]

سیدنا ابو مَرثَد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ، وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا)) ترجمہ: ''قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ اس پر بیٹھو۔'' [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُس مرض میں فرمایا تھا، جس سے جانبر نہ ہو سکے تھے:

((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ترجمہ: ''اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' [3]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ روز قبل فرمایا:

((.....أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ)) ترجمہ: ''خبردار! تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مساجد بنالیتے تھے۔ خبردار! تم لوگ قبروں کو مساجد نہ بنانا، میں تم لوگوں کو اس بات سے منع کرتا ہوں۔'' [4]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ)) ''اسلام میں ''عقر'' نہیں ہے۔'' محدث عبد الرزاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاةً'' ''زمانۂ جاہلیت میں لوگ قبر کے پاس گائے اور بکری ذبح کرتے تھے۔'' [5]

1] صحیح مسلم: ۹۷۰ 2] صحیح مسلم: ۹۷۲ 3] صحیح بخاری: ۱۳۹۰ 4] صحیح مسلم: ۵۳۲

5] سنن ابو داؤد: ۳۲۲۲، مسند احمد: ۱۳۰۳۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۴۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصحابِ قبور سے دعاو فریاد کرنا، انھیں مدد کے لیے پکارنا، ان کے لیے نذر و نیاز پیش کرنا، ان کے لیے جانور ذبح کرنا، ان سے مصیبت اور پریشانی کو دور کرنے کا مطالبہ کرنا، ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کی قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ماتھے ٹیکنا اور سجدہ کرنا، اُنھیں حاضر و ناظر سمجھنا، مشکل کُشا ماننا، کائنات کا مُدبّر اور متصرف مانتے ہوئے دلوں کا بھید جاننے والا قرار دینا، ان سے اولاد طلب کرنا، اٹھتے بیٹھتے اور مصیبت و پریشانی کے وقت انھیں پکارنا اور انھیں نفع و ضرر کا مالک سمجھنا، شرکِ اکبر ہے۔ اور ہمارے معاشرے میں شرک کے یہ مظاہر بہت عام ہیں۔ جاہل عوام تو درکنار اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی اس طرح کے شرک میں مبتلا ہیں اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر قبروں اور ولیوں کی پرستش کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہیں۔ ذرا سی مصیبت پہنچی کسی قبر یا ڈھونگی ولی کے پاس حاضری ضروری ٹھہری۔ آخر دعاو فریاد، نذر و نیاز، سجدہ و طواف عبادت ہی تو ہے۔ اور مشکل کشا، دافعِ بلا، قادرِ مطلق، متصرف، عالم الغیب، حاضر و ناظر، سینوں کے بھید سے باخبر اور نفع و ضرر کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان عبادتوں کو غیر اللہ کے لیے انجام دینا اور ان الٰہی خصوصیات کو غیر اللہ کے لیے ماننا شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا ہم سر قرار دینا نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ تو کہہ رہا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمھاری پکار سنوں گا، مجھ سے فریاد رسی کرو میں تمھاری حاجتیں پوری کروں گا اور تمھاری مصیبتیں دور کروں گا، اور لوگ ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور اپنی حاجت آوری کے لیے قبروں کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ ترجمہ: "اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں (تو انھیں کہہ دیجیے کہ) بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔" [البقرۃ:۱۸۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیر پرستی کی یہ وبا بھی معاشرے میں بہت عام ہے کہ کسی بھی شخصیت کے گرد عقیدت کا جالا بُن کر اسے خدائی درجہ اور حلال و حرام کا اختیار دے دیتے ہیں، وہ جسے حلال ٹھہرائیں اسے حلال اور جسے حرام ٹھہرائیں اسے حرام مانتے ہیں، باقی شریعت کیا کہہ رہی ہے؟ کتاب و سنت کا حکم کیا ہے؟ اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں رہتی ہے۔ کسی مسئلہ میں کتاب و سنت کا واضح حکم موجود ہونے کے باوجود اپنے پیر و مرشد کے اقوال کو قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایسا رویہ اختیار کر کے غیر اللہ کو رب بنانا ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کے اسی طرزِ عمل کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرمایا:

﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلۡمَسِيحَ ٱبۡنَ مَرۡيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُوٓاْ إِلَٰهٗا وَٰحِدٗاۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبۡحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾

ترجمہ: ”ان لوگوں نے اپنے علما اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالاں کہ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک الٰہ کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ پاک ہے، ان چیزوں سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔“ [التوبۃ:۳۱]

یہود و و نصاریٰ کا اپنے اَحبار و رہبان کو حلال و حرام کا اختیار دے دینا اور بلا تحقیق اندھا دھند انھیں کی باتوں کو مان لینا، انھیں اپنا رب بنانا تھا۔ اور ان کے مذہبی پیشوا بھی اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے بڑی بے باکی سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے تھے۔ جب کہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ رب العالمین کو ہے اور ہمارے لیے یہ حکم ہے کہ ہم عملاً اور قولاً حلال و حرام کا مختارِ کل صرف اور صرف اللہ رب العالمین کو بلا شرکتِ غیرے مانیں اور اپنی اندھی عقیدت کے باوصف کسی اور کو اس کا اختیار نہ دیں اور نہ کسی غیر اللہ کو اس مقام پر بٹھائیں۔ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ : ((يَا عَدِيُّ، اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَثَنَ)) وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ : ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ [فقلت: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ] قَالَ : ((أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ [فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ])) ترجمہ: ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ نے فرمایا: ”عدی! اس بت کو نکال کر پھینک دو۔“ میں نے آپ کو سورہ برأۃ کی آیت: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ .....﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔[میں نے کہا ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔] آپ نے فرمایا: ”وہ لوگ ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ أحبار و رہبان ان کے لیے کسی چیز کو حلال قرار دے دیتے تو وہ لوگ اسے حلال بنا لیتے تھے، اور جب وہ لوگ ان کے لیے کسی چیز کو حرام ٹھہرا دیتے تو وہ لوگ اسے حرام مان لیتے تھے۔[اور یہی تو ان کی عبادت کرنا تھا۔]“ [1]

ہمارے یہاں بھی بہت سے لوگ اپنے اپنے مذہبی پیشواؤں کو حلال و حرام کا اختیار دے کر اور بلا تحقیق ان کی اندھی تقلید و پیروی کر کے، عملی طور پر انھیں اپنا رب بنائے ہوئے ہیں۔ اپنے اکابرین کے اقوال کے سامنے کتاب و سنت کے صریح نصوص کی پروا نہیں کرتے بلکہ انھیں پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اور عملاً کتاب و سنت کے نصوص کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ ”مثلاً قرآن مجید کا صاف حکم ہے کہ رضاعت کی مکمل مدت دو سال ہے، مگر کچھ لوگوں نے اسے ماننے کے بجائے اپنے امام کے کہنے پر اسے اڑھائی سال قرار دے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور صریح فرمان: ”ہر نشہ آور حرام ہے“ کے باوجود کھجور اور انگور کے سوا کسی بھی چیز سے بنی ہوئی نشہ آور چیز کو حلال قرار دے لیا، زنا کو حلالہ کہہ کر حلال کر لیا، اجرت پر لائی عورت سے زنا پر حد معاف کر دی، تیز دھار آلے اور آگ کے سوا جان بوجھ کر کسی بھی طریقے سے قتل کر دینے پر قصاص ختم کر دیا، بادشاہِ وقت سے اللہ تعالیٰ کی کئی حدود بالکل ہی معاف کر دیں، چور کے چوری کے مال پر ملکیت کے خالی دعوے سے، جس پر وہ کوئی دلیل بھی نہ دے، چوری کی حد ختم کر دی، گانے بجانے اور رقص کو مشائخ کے کہنے پر معرفت اور روح کی غذا قرار دے

1] اخرجہ البخاری فی التاریخ، والترمذی: ۳۰۹۵، والزیادتان للبخاري وغیرہ، والسیاق للترمذي، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۳۲۹۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لیا اور بعض مشائخ و علماء نے عوام سے یہ بیعت لینا شروع کر دی کہ ہمارا ہر حکم، خواہ وہ قرآن و حدیث کے موافق ہو یا مخالف، تم مانو گے۔ بتایئے! ان مسلمانوں کے احبار و رہبان کو رب بنانے میں کیا کسر رہ گئی!؟" [1]

غیب کے دعوے داران اور ان کی قدر دانی

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے، وہ عرش پر مستوی ہے، مگر اپنے علم اور قدرتِ کاملہ کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر ہے، پوشیدہ اور ظاہر سبھی چیزوں کو دیکھ رہا ہے، اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، وہ ہر چیز سے ہر وقت باخبر رہتا ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی شان اور اس کی خصوصیت ہے، جیسا کہ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں جابجا اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان خوبیوں کو کسی مخلوق کے لیے ثابت مانے یا کوئی شخص اس طرح کا دعویٰ کرے تو یہ شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مشرک ہے۔

آج ہم اپنے معاشرے پر ایک نگاہ ڈالیں تو ہمیں بہت سے لوگ اس طرح کے فاسد عقیدے میں مبتلا نظر آئیں گے۔ کوئی ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر لوگوں کی مستقبل کے بارے میں بتا رہا ہے، کوئی کسی کی قسمت کا حال بتا رہا ہے، کوئی اولاد سے محروم لوگوں کو اولاد دینے کی بات کہتا ہے، کوئی شادی میں رکاوٹ کا سبب بیان کر کے اسے دور کرنے کی گارنٹی لیتا ہے، کوئی محبت کی ناکامی کو دور کرتا نظر آتا ہے، کوئی گم شدہ چیزوں کی خبر دے رہا ہے، کوئی کسی کے کاروبار میں وسعت و بڑھوتری کا مژدہ سناتا ہے، کوئی کسی کی نوکری کے بارے میں کامیابی یا ناکامی کی بات بتاتا ہے، کوئی کسی کا محض نام پوچھ کر اس کے احوال و کوائف کو بتانے کا دعویٰ کرتا ہے اور دین کے بیوپاری باقاعدہ اس کے لیے بورڈ آویزاں کیے رہتے ہیں اور عوام میں پبلسٹی کے لیے اخباروں میں اشتہار بھی دیتے ہیں۔

]1[ملاحظہ فرمائیں: تفسیر القرآن الکریم ۱/۷۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت ایسے لوگ کاہن، عراف، نجومی اور جادوگر ہوتے ہیں، جو اپنی شعبدہ بازی اور مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعہ لوگوں کو بے وقوف بنا کر ان کا مال لوٹتے ہیں۔ اور جاہل عوام بھی ایسے لوگوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ جب کہ ایسے لوگوں کے پاس جانا ہی درست نہیں ہے اور اگر کوئی ان کے پاس جاتا ہے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور اگر ایسوں کے پاس جا کر ان کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان سے مشورہ لیے بنا اپنا کوئی کام نہیں کرتا ہے تو وہ مشرک ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ)) ”جو کوئی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔“ [1]

سیدہ صفیہ بنت ابو عبید تابعیہ رحمہا اللہ، بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)) ترجمہ: ”جو شخص کسی عراف کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے تو اس کی چالیس رات کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔“ یعنی اس پر کوئی ثواب نہیں دیا جائے گا۔“ [2]

معاشرے میں پھیلے شرک کی یہ چند صورتیں ہیں جو عام طور پر ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کہیں بھی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہم نے مخلوق میں سے کسی کو اپنے کچھ اختیارات یا مکمل اختیارات دے رکھی ہیں، اس لیے تم لوگ ان سے میرا قُرب حاصل کرو اور میرا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کا وسیلہ پکڑو۔ اس لیے جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ نے پیروں اور ولیوں کو یہ طاقت دے رکھی ہے

1] مسند احمد: ۹۵۳۶، السراج المنیر ۲/ ۱۰۳۵]2 صحیح مسلم: ۲۲۳۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ تقدیر کو بدل ڈالیں یا کائنات میں تصرف کریں وہ جھوٹے اور کذاب ہیں، اللہ پر بہتان تراشی کر رہے ہے۔ اور اگر اپنے قول میں سچے ہیں تو کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش کریں؟ قیامت کی صبح تک وہ دلیل پیش کرنے سے قاصر رہیں گے۔ حقیقت میں سب کے سب اللہ کے محتاج ہیں اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہم سر ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ))

"جب تم سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو۔ اور جان لو! بے شک پوری امت اکٹھا ہو کر اگر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمھیں اس سے زیادہ کچھ نہیں نفع پہنچا سکتی جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور وہ اگر تجھے کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تمھیں اس سے زیادہ کچھ نہیں نقصان پہنچا سکتی جتنا اللہ نے تمھارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔" [1]

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.[2] اے اللہ! میں جانتے بوجھتے ہوئے شرک کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اَن جانے میں کیے ہوئے شرک سے تیری مغفرت کا طالب ہوں۔ آمین!

[1] جامع ترمذی: ۲۵۱۶، مسند احمد: ۲۶۶۹، السراج المنیر ۲/ ۱۱۲۵ [2] السراج المنیر ۲/ ۱۱۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ دوم: جنسی بے راہ روی

معاشرے میں پھیلے فواحش میں سے ایک عظیم مظہر، فطری اور دائرۂ جواز کی راہ ترک کر کے غلط طریقے سے جنسی خواہشات کی تکمیل کرنا ہے، جسے ہم بدکاری یا جنسی بے راہ روی کا نام دے سکتے ہیں۔ اس کے اندر زناکاری، اغلام بازی، چپٹی بازی اور مشت زنی وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ سارے اعمالِ بد، غیر فطری ہیں اور نظامِ تمدن کو ڈھا دینے والے ہیں۔

موجودہ دور میں تہذیبِ نو کی کثافت اور انٹرنیٹ کی بے لگام دنیا نے اس بے حیائی کو بڑا بڑھاوا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے کم سِن اور نادان بچوں میں بھی یہ برائی عام ہوتی جا رہی ہے۔ جب کہ جنسی کج روی فطرت، شریعت اور عقل ہر اعتبار سے نہایت قبیح اور شنیع عمل ہے، یہ بے حیائی کی انتہا اور انسانیت کی انتہائی پستی کا مظہر ہے، کوئی بھی صحیح الدماغ اور انصاف پسند شخص اس فعلِ شنیع کو درست نہیں قرار دے سکتا ہے۔

بدکاری کے نقصانات

بدکاری اور جنسی بے راہ روی کی وجہ سے معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے، باہمی اتحاد اور آپسی الفت و محبت تار تار ہو کے رہ جاتی ہے، انسان کے اندر سے مروت اور ثبات قدمی ختم ہو جاتی ہے، باہمی نزاع کو ہوا ملتی ہے، آپس میں بغض و کینہ بڑھتا ہے، ایمان و ایقان میں کمی آجاتی ہے، نسلیں مختلط ہو کر رہ جاتی ہیں، رحمتِ الٰہی دور ہو جاتی ہے اور غضبِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے، طبیعت لذت اندوزی کی عادی ہو جاتی ہے، اور نفس خوف و ہراس کا شکار رہتا ہے، احساس اور زندہ ضمیری ختم ہو کر کے بے حسی اور مردہ ضمیری اپنا جگہ بنالیتی ہے جیسا کہ معاشرے میں ہم ان مظاہر کا مشاہدہ بخوبی کر سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدکار شخص معاشرہ میں لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اور اپنی خواہشات کا غلام بن کر شرک کی طرف مائل ہونے لگتا ہے، احکامِ الٰہی ترک کر کے اتباعِ ہویٰ اور نفس پرستی کا شکار ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری ترک کر کے انسانوں اور خود خواہشِ نفس کی اتباع و پیروی میں لگ جاتا ہے، اس کی وجہ سے جائز بچوں کی شرحِ پیدائش میں کمی ہوتی ہے اور ناجائز بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے، جو سماج و معاشرہ اور عائلی زندگی کی بربادی کا ذریعہ بنتے ہیں اور پھر سوسائٹی میں جنسی آزادی کے نام پر بدکاری کا ایک طویل سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، اس طرح نوجوان نسل خانگی ذمہ داریوں سے بچنے کے لیے شادی کے بجائے آزادانہ جنسی خواہشات کی تکمیل کو ترجیح دینے لگتی ہے، جیسا کہ یورپی ممالک میں اس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز زنا طاعون، آتشک، ایڈز اور بہت سی جنسی بیماریوں کا باعث بنتی ہے اور پھر آئندہ نسلوں میں بھی یہ بیماریاں منتقل ہوتی رہتی ہیں، جیسا کہ اَن گنت طبی تحقیق و ریسرچ میں ان باتوں کو تسلیم کیا گیا ہے اور احادیث میں بھی اس بابت خبر دی گئی ہے کہ معاشرے میں فحاشی کے عام ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں بہت سی ایسی نامعلوم بیماریاں پھیل جاتی ہیں جن کا وجود پہلے سے نہیں ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا، بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ، الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا))

ترجمہ: ”جب کسی قوم میں فحاشی (بے حیائی، بدکاری، فسق و فجور) عام ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ اسے علانیہ کرنے لگیں تو ان کے اندر طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے کے گزرے ہوئے لوگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔“ [1]

جب کسی ملک، گاؤں یا قوم میں زنا اور سود کی وبا عام ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے، اللہ ان کی پاکیزگی اور ان کے مالوں کی برکت کو چھین لیتا ہے، اور انھیں

[1] [سنن ابن ماجہ: ۴۰۱۹، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۱۰۶]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مختلف طرح کی ارضی و سماوی آفات وبلیات اور گوناگوں بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس طرح کے معاشرے کے اندر اموات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- ((إذا ظَهَرَ الزِّنا والرِّبا في قَرْيةٍ، فقد أَحَلُّوا بِأنفسِهم عَذَابَ اللهِ)) ترجمہ:"جب کسی گاؤں میں بدکاری اور سود پھیل جاتی ہے تو وہ اپنی جانوں پر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیتے ہیں۔"[1]
- ((..... وَلا ظَهَرَتْ فِيهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلا فَشَا فِيهِمُ الْمَوْتُ .....)) ترجمہ:"جس قوم میں زنا عام ہو جائے تو اس قوم میں موت بڑی کثرت سے ہو گی۔"[2]

زنا اتنا بڑا جرم ہے کہ دنیا میں بھی انسان کو مختلف طرح کی جسمانی و روحانی اور وبائی بیماریوں کے ذریعہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے نیز دنیوی عتاب اور سزاؤں کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ایسے لوگوں کے لیے سخت سزائیں ہوں گی۔ عباد الرحمان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾ ترجمہ: "اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو قتل نہیں کرتے، مگر حق کے ساتھ اور وہ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہ کے سخت وبال سے دوچار ہو گا۔ قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ذلّت کے ساتھ اس میں رہے گا۔" [الفرقان:۶۸-۶۹]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیش تر اپنے اصحاب سے ان کے خواب کے متعلق دریافت فرماتے، ایک صبح آپ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمایا:

]1[أخرجه الطبراني والحاكم، أنظر: السراج المنير ۱ / ۴۲۴]2[أخرجه الطبراني، السراج المنير ۱/ ۴۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي ..... فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ. قَالَ : فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ. قَالَ : فَاطَّلَعْنَا فِيهِ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا. قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَؤُلَاءِ؟ ..... قَالَا لِي : ..... وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّانِي)) ترجمہ: ”رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور وہ دونوں مجھے لے گئے۔ پس ہم چلے تو تَنُّور (آگ کی بھٹی) جیسی چیز کے پاس آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و غوغا اور آوازیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: پس ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لَپٹ آتی تھی، جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چیخنے چلانے لگتے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان دونوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے مجھ سے بتایا کہ جن ننگے مردوں اور عورتوں کو آپ نے تنور جیسی عمارت میں دیکھا وہ زنا کرنے والے مرد اور عورتیں تھیں۔“ [1]

اللہ رب العالمین ہر روز سمائے دنیا پر نزول فرماتا ہے اور آسمان کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے، مسلمانوں میں سے جو لوگ اللہ سے مانگتے ہیں اللہ انھیں عطا فرماتا ہے اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو دور فرماتا ہے، مگر زانیوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت نہیں بخشتا۔ سیدنا عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ : هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى؟ هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ؟ فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ إِلا اسْتَجَابَ اللهُ –عَزَّوَجل– لَهُ إِلا زَانِيَةً تَسْعَى بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَّارًا))

”آسمان کے دروازے آدھی رات کو کھولے جاتے ہیں۔ پھر ایک پکارنے والا پکارتا ہے: کیا کوئی پکارنے والا ہے کہ اس کی پکار قبول کی جائے؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اسے عطا کیا جائے؟ کیا کوئی پریشان حال ہے کہ اس کی پریشانی دور کی جائے؟ پس جو مسلمان بھی دعا کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرماتا ہے، سوائے زانیہ کے، جو اپنی شرم گاہ کی کمائی کھاتی ہے یا ٹیکس وصول کرنے والے کے۔“ [2]

]1[صحیح بخاری: ۷۰۴۷ مختصراً

]2[أخرجه الطبراني، أنظر: سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۱۰۷۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

خود احتسابی

بدکاری کے رسیا اور گناہوں کے دلدل میں پھنسے لوگوں کو اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسا ہی معاملہ ان کے قریبی لوگوں کے ساتھ پیش آئے تو انھیں کیسا لگے گا؟ کیا وہ لوگ اپنے قریبی لوگوں سے متعلق اس طرح کے برے کارنامے کو برداشت کر سکتے ہیں؟ کسی اور کی بہن بیٹی کے بجائے خود ان کی بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس طرح کا واقعہ وقوع پذیر ہو تو ان کی کیا حالت ہو گی؟

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت چاہی تو لوگ اسے ڈانٹنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور فرمایا: کیا تو اپنی ماں کے لیے اسے پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے کہا: اللہ کی قسم ہر گز نہیں! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا: اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا: اور لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اپنی بہن کے لیے اسے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا: اور لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اپنی پھوپھی کے لیے اس کو پسند کرے گا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا: اور لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لیے اس کو پسند نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اپنی خالہ کے لیے اس کو پسند کرے گا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہر گز نہیں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا: اور لوگ بھی اپنی خالاؤں کے حق میں اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور اس کے حق میں یہ دعا فرمائی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ! اس کے گناہ کو بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرم گاہ کو محفوظ کر دے۔" راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ [1]

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، آپ کی حکیمانہ تربیت اور طرزِ تعلیم کا اثر تھا کہ زنا کے متلاشی اس نوجوان نے ہر طرح کی غلاظتوں سے اپنا منہ پھیر لیا۔ ہمارے لیے بھی یہ عظیم حدیثِ نبوی مشعلِ راہ ہے، ہمیں اس سے عبرت و موعظت حاصل کرنی چاہیے اور کسی غیر کی عزت پر نظر بد اٹھانے سے پہلے اپنی عزت و آبرو پر بھی نگاہ ڈال لینی چاہیے اور اپنے آپ کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ نوآز دیوبندی نے کیا خوب عکاسی کی ہے: ؎

غیر کی جانب نگاہیں اٹھنے ہی والی تھیں
اپنی بیٹی کا خیال آیا تو دل کانپ اٹھا

نکاح کی ترغیب

معاشرے میں جنسی بے راہ روی کو روکنے کا عمدہ ذریعہ معاشرے میں جنسی خواہش کی تکمیل کے جائز اور درست طریقے کا ہونا ضروری ہے اور اس کا فطری اور آسان ذریعہ نکاح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب و ادیان میں شادی بیاہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا جو ایک طویل سلسلہ جاری ہوا ان میں سے تقریباً سبھی لوگوں نے شادی کی اور جنسی خواہش کو پوری کرنے کے لیے لوگوں کو شادی بیاہ کی ترغیب بھی دی، کیوں کہ نکاح اور شادی کی وجہ سے جہاں بیش تر معاشرتی مسائل حل ہو جاتے ہیں اور انفرادی یا سماجی طور پر پنپنے والے بگاڑ و فساد کا عنصر ختم ہو جاتا ہے، وہیں اس کے ذریعہ شرم گاہ کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے اور انسان کے لیے بدکاری سے بچ کر پاک دامن رہنے کا عمدہ ذریعہ مل جاتا ہے اور پھر ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اگر معاشرے کا کوئی فرد معاشی طور پر کمزور ہے تب بھی اسے

1[مسند احمد: ۲۲۲۱۱، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شادی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیوں کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اللہ رب العزت ایسے لوگوں کو اپنے فضل سے غنی اور مال دار کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنكِحُواْ ٱلۡأَيَـٰمَىٰ مِنكُمۡ وَٱلصَّـٰلِحِينَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَإِمَآئِكُمۡۚ إِن يَكُونُواْ فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ﴾ ترجمہ: ''اور تم میں سے جو مرد اور عورت مجرد ہوں ان کے نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کے بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انھیں اپنی مہربانی سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' [النور:۳۲]

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے کو فواحش سے پاک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ شادی کی عمر کو پہنچنے والا معاشرے کا کوئی بھی فرد بے زوج اور مجرد نہ رہے، اور اگر ایسے افراد محتاج اور غریب ہوں پھر بھی ان کی شادی کر دی جائے، اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل و مہربانی سے مال دار کر دے گا۔ یہاں ایامیٰ سے مراد معاشرے کے ہر وہ بالغ فرد ہیں، جن کا کوئی زوج نہ ہو اور وہ مجرد رہتے ہوں، چاہے وہ کنوارے مرد یا کنواری عورتیں ہوں، چاہے وہ ایسے مرد ہوں جن کی بیوی فوت ہو چکی ہو یا وہ اسے طلاق دے چکے ہوں اور چاہے وہ ایسی عورتیں ہوں جو بیوہ ہو چکی ہوں یا مطلقہ ہوں۔ جب کہ ہمارے معاشرے کی یہ عام روش بنتی جا رہی ہے کہ لوگ شادی کرنے میں کافی تاخیر سے کام لیتے ہیں، کبھی یہ بات آڑے آتی ہے کہ ابھی بچے کی عمر ہی کیا ہے اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ بچہ اپنے پیر پر کھڑا ہو جائے تب اس کی شادی کی جائے گی اور اس طرح عمر کا بیش تر حصہ کیریئر بنانے اور اپنے پیر پر کھڑا ہونے میں گزار دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ بدامنی کا شکار ہوتا ہے اور جنسی بے راہ روی کو راہ ملتی ہے۔ انسان اپنی فطری خواہشات کی تکمیل کے لیے غلط اور ناجائز راہوں کو اپناتا ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے والدین اور سرپرست حضرات کو خصوصی دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو شادی کا حکم دیا اور اس کے دو اہم فوائد کی طرف لطیف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) ترجمہ: ”تم میں سے جو کوئی نکاح کی قوت (اخراجاتِ نکاح اور قوتِ مردی) رکھتا ہو تو اسے شادی کر لینی چاہیے، کیوں کہ یہ نگاہ کو بہت نیچی رکھنے والی اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھنے والی ہے۔ اور جو شادی کرنے کی طاقت نہ رکھے تو اسے روزہ رکھنا چاہیے، کیوں کہ وہ اس کے لیے شہوت کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔“ [1]

بے حیائی کا پھیلاؤ

فلم انڈسٹری، پورنو گرافی انڈسٹری، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ الحاد کے شکار مغربی مفکرین، مصنفین، شعراء، ادبا اور گمراہ فلسفیوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ فری سیکس اور جنسی آزادی کے تصور کو پوری دنیا میں عام کر دیا ہے، جس کی وجہ سے مغربی معاشرے کے ساتھ ساتھ مشرقی معاشرے میں بھی جنسی بے راہ روی پوری شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور نوجوان طبقہ گمراہی کا شکار ہو رہا ہے۔

موجودہ دور میں جہاں نکاح اور شادی کو مشکل بنا دیا گیا ہے، وہیں بدکاری کی راہیں بہت آسان ہو چکی ہیں، عام شاہ راہوں، پرانی عمارتوں، بوسیدہ کھنڈروں، سمندر کے ساحلوں اور بڑے بڑے پارکوں میں اس طرح کی بے حیائی عام ہوتی جا رہی ہے، آپسی رضامندی سے ہونے والی بدکاری اور ہم جنس پرستی کو قانونی شکل دی جا رہی ہے، بلکہ اگر کہیں حکومتیں اس قبیح عمل پر پابندی لگانا چاہتی ہیں تو بہت سے گمراہ عوام اس کی پُر زور مخالفت کرتے ہیں اور حکومت کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں تاکہ اس پر لگی پابندی کو ختم کر دیا جائے۔

[1] صحیح بخاری: ۱۹۰۵، ۵۰۶۶، ۵۰۶۵، صحیح مسلم: ۱۴۰۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عورت جو سراپا شرم و حجاب ہے اس نے بھی شرم و حیا کے سارے بندشوں اور بندھنوں کو توڑ دیا ہے، عام شاہ راہوں اور پبلک مقامات پر عریاں لباس میں نظر آنا اس بات کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ آج ہم اخبارات کا جائزہ لیں تو جبری بدکاری، معصوموں کے ساتھ عصمت دری، گینگ ریپ، محبوب کے سنگ گھر کو خیر باد کہنے، لو میرج اور محرمات کے ساتھ منہ کالا کرنے کے واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔

محرمات سے نکاح کی حرمت

ایک تو یہ فعلِ بد بذات خود نہایت قبیح و شنیع عمل ہے، اس پر مستزاد یہ کہ قریبی رشتہ داروں اور جن سے شادی کرنا حرام ہے اُن محرمات کے ساتھ جبراً یا برضا و رغبت اس طرح کا رویہ اختیار کیا جائے تو کتنی بڑی بے حیائی کی بات ہو گی؟!! ہمارے اس جدید معاشرے میں قریبی رشتہ داروں کے ساتھ زنا بالجبر کے واقعات بسا اوقات اخبارات کی زینت بنتے ہیں، جن سے مغربی ماحول میں پرورده لوگوں کی ذہنیت اور ان کی اخلاقی گراوٹ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بلکہ بعض ناہنجار مغرب زدہ لوگ محرمات کے ساتھ شادی بھی رچا لیتے ہیں، جو کہ انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے انتہائی فحش، ناقابلِ معافی جرم اور حرام کام ہے۔ قرآن کریم میں باپ کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کرنے کو بھی بے حیائی کا کام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنكِحُواْ مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيلًا﴾ ترجمہ: ”اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں، مگر جو پہلے گزر چکا ہے۔ بے شک یہ بڑی بے حیائی کا کام، سخت غصے کا سبب اور بری راہ ہے۔“ [النساء:۲۲]

اور پھر اس کے بعد والی آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام قرار دیا ہے، اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، سوتیلی بیٹی، سگی بہو، دو بہنوں کا بیک وقت اجتماع اور جن کے شوہر موجود ہوں ان سے بھی نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ نیز حدیث میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو بیک وقت نکاح میں لینے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ مزید اس کی تفصیل کے لیے سورہ نساء کی چوبیسویں اور پچیسویں آیتِ کریمہ اور اس کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا (ابو بردہ رضی اللہ عنہ) سے ملا اور ان کے ساتھ ایک جھنڈا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے کہ جس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن مار دوں اور اس کا مال لے لوں۔ [1]

بوڑھے زانی

بسا اوقات وقت اور حالات کی وجہ سے نیکی اور برائی کی نوعیت، اس کی شناعت و قباحت اور اس کے اچھے و برے نتائج میں نمایاں فرق آجاتا ہے، جیسے نوجوانی کی عمر میں کی گئی نیکی بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور اس عمر میں کی گئی نیکیاں بڑے اجر و ثواب کا باعث ہوتی ہیں، زنا حرام ہے، مگر یہی چیز اگر ہم سائے کی بیوی، بیٹی وغیرہ کے ساتھ ہو تو اس کی حرمت مزید بڑھ جاتی ہے اور اگر محرمات کے ساتھ ہو تو اس کی شناعت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں کی گئی برائیاں اور بے حیائیاں سخت ناپسندیدہ ہوتی ہیں، اور معاشرے کے افراد بھی اس عمر میں برائیاں کرنے والوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں، شریعت میں بھی ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے۔ دراصل بڑھاپے کی عمر سرد و گرم تجربات سے گزر چکی ہوتی ہے، نیک و بد کی تمیز کا ہنر آجاتا ہے اور اعمال کے نفع و ضرر کا پہلو بھی سامنے آجاتا ہے۔ اس لیے یہ عمر اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے، بہ کثرت عبادت کرنے اور توبہ و استغفار کرنے کا تقاضا

1] سنن ابو داؤد: ۴۴۵۷، نسائی: ۳۳۳۲، اسنادہ صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے۔ اس عمر میں انسان کی ظاہری حالت و ہیئت اور جسمانی قُویٰ کمزور ہو جاتے ہیں، جنسی خواہشات میں کمی آجاتی ہے، موت نگاہوں کے سامنے منڈلانے لگتی ہے، دنیا اور اُس کی بے ثباتی واضح ہو جاتی ہے اور واقعات و تجربات کی بنا پر عقل و ذہن میں پختگی اور فکر و خیال میں سنجیدگی آجاتی ہے، برائی میں شرکت کے مواقع کم اور نیکی کمانے کے مواقع زیادہ میسر ہوتے ہیں، لہٰذا ایسی صورت میں اگر آدمی بدکاری کرتا ہے، گناہ کے کاموں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اپنے آپ کو اکثر بدی کے لت میں مبتلا رکھتا ہے تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی پر آمادہ ہوتا ہے، گناہوں کو معمولی سمجھتا ہے، اور احکام و حقوقِ الٰہی کا مذاق اڑاتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں بڑی عمر کے بدکاروں کی کمی نہیں ہے، کہولت اور بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے اور جنسی جذبات کے سرد پڑ جانے کے باوجود بھی کچھ لوگ اپنی عادتِ بد سے باز نہیں آتے، بہو بیٹیوں کی عزت پر حملہ آور ہوتے ہیں، ان کی آبرو پر ڈاکے ڈالتے ہیں اور پاکیزہ خصلت خواتین پر پھبتی کستے ہیں۔ معاشرے میں بعض بوڑھی عورتیں بھی اس طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتی ہیں، خود انحراف کا شکار ہوتی ہیں اور نوجوانوں کی گمراہی کا بھی سبب بنتی ہیں۔ ایسے سبھی زانیوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ آنکھ اور ہاتھ تو برابر کام نہیں کرتے ہیں، مگر اکثر برائیوں کی تاک میں لگے رہتے ہیں، اس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں، کم عمر بچوں اور بچیوں اور نوجوان نسل کو بگاڑتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی ہلاکت و گمراہی کے دہانے پر پہنچا دیتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو اتنے ڈھیٹ اور گئے گزرے ہوتے ہیں کہ اپنے قرابت داروں اور محرمات کے ساتھ بھی منہ کالا کرتے رہتے ہیں، ذرا بھی انھیں اپنی عمر کا لحاظ نہیں رہتا کہ اپنی حالت پر رحم کریں، شرم و حیا سے کام لیں، فرصت کے لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائیں۔ ایسے لوگوں کی غیرت و حمیت پتا نہیں کہاں چلی جاتی ہے اور دیدے کا پانی کس طرح گر جاتا ہے کہ اپنے ہی گھر کی عزت و آبرو کو خود ہی نوچ ڈالتے ہیں۔ کبھی خدمت گزاری کے بہانے تو کبھی بیماری کا سہارا لے کر علاج و معالجے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہانے اور کبھی زر و جواہر اور مال و جائداد کی لالچ دے کر اپنی ہی آبرو کو اپنے ہَوس کا شکار بنا لیتے ہیں اور بسا اوقات اپنی اس بُری لت کی وجہ سے بقیہ ورثاء کو محروم کر کے خاص اپنی نورِ نظر کے نام پوری جائداد تک لکھ دیتے ہیں یا جائداد کی تقسیم میں ناانصافی سے کام لیتے ہیں یعنی خاص وارث کے نام پہلے ہی جائداد کا کچھ حصہ ٹرانسفر کر دیتے ہیں۔ یہ وبا اس وقت ہمارے معاشرے میں متعدی بیماری کی طرح پھیل رہی ہے، اس لیے اہلِ خرد کو اس جانب خصوصی دھیان دینے اور ایسے لوگوں پر سماجی دباؤ بنانے کی ضرورت ہے۔

بعض دیدہ ور بوڑھے تو معاشرے میں اپنی نیک نامی کی خاطر اور لوگوں کے درمیان اپنی ساکھ بٹھانے کے لیے اپنی سیاہ کاریوں پر عبادات کا لبادہ چڑھا لیتے ہیں اور پوری بے باکی کے ساتھ حرام کاری میں مست و مگن رہتے ہیں، دنیا کو دکھانے کے لیے کچھ عبادتوں کو انجام تو دیتے ہیں، مگر در پردہ بدکاری سے باز نہیں آتے، اور اپنے حالات و اطوار کو بدلنے کے بجائے اپنے اعمال نامے کو گناہوں کے انبار کے ذریعے سیاہ کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اس طرح اپنی ظاہری وضع داری اور باطنی خباثت کے باوصف اسلام اور مسلمانوں کی جگ ہنسائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ حدیثِ نبوی میں بوڑھے بدکرداروں کو بڑی سخت وعید سنائی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- ((أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)) "چار طرح کے لوگ ایسے ہیں، جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے: بہت (جھوٹی) قسمیں کھا کر (سامان) بیچنے والا، گھمنڈی فقیر، بوڑھا زناکار، ظالم بادشاہ۔" [1]
- ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)) "تین طرح کے لوگ ایسے ہیں، جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک فرمائے گا اور نہ ان کی

[1] سنن نسائی: ۲۵۷۶، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۳۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، بہت جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور تکبر کرنے والا عیال دار مفلس شخص۔" [1]

- ((لا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الشَّيْخِ الزَّانِي، وَلا إِلَى الْعَجُوزِ الزَّانِيَةِ)) "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نہیں دیکھے گا۔" [2]

مذکورہ بالا احادیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ رب العزت بوڑھے زناکاروں کو ناپسند فرماتا ہے، ان سے نفرت اور دشمنی رکھتا ہے اور یہ وعید دنیا اور آخرت دونوں کے لیے ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ قیامت کے دن گفتگو نہیں فرمائے گا یعنی ان سے اپنی خوشی اور رضا جوئی کا اظہار نہیں کرے گا، بلکہ ان پر اللہ کی پھٹکار ہوگی، ان کا تزکیہ نہیں فرمائے گا یعنی انھیں گناہوں سے پاک و صاف نہیں کرے گا، نہ ان کی جانب دیکھے گا یعنی ان پر نظر رحمت نہیں ڈالے گا، بلکہ ان سے منہ پھیر کر اپنی ناراضی اور غصے کا اظہار فرمائے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے:

چوں کہ بوڑھے اپنی طُول عمری کی بنا پر اس گناہ کو انجام دینے سے دور ہوتے ہیں، اُنھیں اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور ان کے اندر اس کے دواعی بھی کمزور ہو چکے ہوتے ہیں، اس کے باوجود بھی وہ زنا جیسی شرم ناک گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگرچہ کوئی شخص گناہ کرنے پر معذور نہیں ہوتا، لیکن جن کے پاس گناہوں میں پڑنے کی کوئی شدید ضرورت نہ ہو، اور نہ اس کے اسباب پائے جاتے ہوں تو گناہوں پر اس کا اقدام اللہ تعالیٰ سے عناد رکھنے، ہٹ دھرمی کا اظہار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو حقیر سمجھنے جیسا ہوتا ہے۔ اور ان سے اس معصیت کا صدور کسی حاجت کے بغیر قصداً ہوتا ہے۔ لہٰذا بوڑھا شخص اپنی عقل کے کامل ہونے، اپنی عمر کا مدتِ دراز گزار لینے کی وجہ سے معرفت کے پورا ہو جانے، جماع اور عورتوں کی خواہش کے اسباب کمزور ہو جانے اور زنا کے محرکات کے مختل ہو جانے کے

[1] صحیح مسلم: ۱۰۷ [2] أخرجه الطبراني، انظر: سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳۳۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باوجود حرام زنا کا ارتکاب کیسے کر لیتا ہے؟ جب کہ اس عمر میں اس کے پاس اسے راحت دینے والے حلال دواعی موجود ہوتے ہیں، جس میں مشغول ہو کر وہ سرور حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ زنا کے اسباب و دواعی میں سے جوانی، حرارت غریزی، معرفت کی کمی، کمزور عقل کی وجہ سے شہوت کا غلبہ اور بچپنا وغیرہ ہیں۔ اور یہ ساری باتیں بوڑھوں کے اندر ناپید ہوتی ہیں پھر بھی وہ حرام کاری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ [1]

قحبہ گری

ناجائز جنسی تعلق کی ایک شکل تو یہی ہے کہ آدمی شہوت کی تکمیل کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال کرے، مگر آج معاشرے میں اس فعلِ بد نے تجارت کی شکل اختیار کر لی ہے اور حصولِ زر کی خاطر بطور پیشہ اس بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ جنسی تعلق قائم کرنے کے لیے اُجرت کا معاملہ طے کیا جاتا ہے اور حکومتیں بھی اس طرح کے لوگوں کو پوری آزادی دے رکھی ہیں اور اسے حصولِ آمدنی کا ایک بہترین ذریعہ سمجھتی ہیں، اسی لیے اس طرح کا دھندا کرنے والوں سے ان کی ناجائز کمائی پر ٹیکس بھی وصول کرتی ہیں۔ جسم فروشی کا یہ دھندا موجودہ دور میں بڑے عروج پر ہے، کہیں تو بالجبر عورتوں سے جسم فروشی کا کام لیا جاتا ہے، مگر زیادہ تر مال و دولت کی لالچ میں پڑ کر راضی و خوشی یہ کام انجام دیا جاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی قحبہ گری پائی جاتی تھی اور لوگ اپنی لونڈیوں سے یہ کام لیتے تھے، موجودہ دور میں تو غلام اور آزاد کے درمیان کوئی تفریق ہی نہیں پائی جا رہی ہے، بلکہ عورتوں کے ساتھ ساتھ بہت سے مرد لوگ بھی یہ پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اسلام میں اس طرح کے کارِ بد کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَا تُكْرِهُوا۟ فَتَيَٰتِكُمْ عَلَى ٱلْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا۟ عَرَضَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ مِنۢ بَعْدِ إِكْرَٰهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

[1] دیکھیے: المنہاج بشرح صحیح مسلم للنووی ص: ۱۶۱ بتصرف یسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں، تاکہ تم دنیا کی زندگی کا سامان طلب کرو، اور جو انھیں مجبور کرے گا تو یقیناً اللہ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ [النور:۳۳]

آیتِ کریمہ میں وارد اس جملے ﴿إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ ”اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں“ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر وہ پاک دامنی نہ اختیار کرنا چاہیں تو ان سے بدکاری کا کام لیا جاسکتا ہے، بلکہ یہ تو زنا کی قباحت پر اور شدت سے دلالت کرتی ہے۔ یعنی جو بدکاری سے پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو بھی ان کے لیے زنا حرام ہے اور جو پاک دامن رہنا چاہیں ان سے یہ کام لیا جائے تو یہ اور بھی شدید جرم بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اس وقت کے حالات ایسے ہی تھے کہ عام طور پر لوگ لونڈیوں کو اس کارِ بد کے لیے مجبور کرتے تھے۔

اسی طرح فرمانِ الٰہی: ﴿لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی کسی لالچ اور دنیوی منفعت کے بغیر لونڈیوں سے زنا کرواتا ہے تو یہ درست ہو گا، بلکہ اس کی حرمت بدستور قائم رہے گی، یہ بیانِ واقعہ کے لیے ہے کہ یہ گھناؤنا کام کروانے والوں کا مقصد محض دنیوی منفعت کا حصول تھا اور عام طور پر لوگ محض مادی فائدے کے لیے اپنی لونڈیوں سے یہ کام کرواتے تھے، لہٰذا محض اس طرح کے حقیر فائدہ کے لیے یہ کام کروایا جائے تو اس جرم کی شدت مزید بڑھ جاتی ہے۔ پھر اگر کسی کو بدکاری کے لیے مجبور کر دیا جائے اور وہ مجبوری میں فحاشی کا ارتکاب کرے تو اس جبر کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا اور اس کا مواخذہ نہیں ہو گا، بلکہ اس کا گناہ مجبور کرنے والوں کے سر ہو گا اور اِس پر اُنہی کی گرفت ہو گی۔

دواعیِ زنا کی حرمت

زنا، اغلام بازی اور چپٹی بازی اخلاق و کردار، مروت اور انسانیت سے گری ہوئی نہایت رذیل حرکتیں ہیں۔ اسلام نے ان سے سختی سے منع فرمایا ہے اور ان کے مرتکبین اور مرتکبات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے لیے سخت سزائیں تجویز کی ہیں اور ان افعالِ بد کی روک تھام کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا ہے، بلکہ ان کے دواعی اور محرکات پر بھی قدغن لگائی ہے۔ چناں چہ غضِّ بصر، حفاظتِ فروج، اسلامی حجاب، تحفظِ عصمت، حیا کی ترغیب، بچوں کے لیے علاحدہ بستروں کا انتظام، مخلوط مجالس سے دوری، خلوت میں دو مخالف جنسوں کی ہم نشینی کی مخالفت، منشیات کی حرمت، عورت کے لیے اپنی آواز اور زینت کے اظہار سے ممانعت اور محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت وغیرہ احکام اسی بات کے غماز ہیں۔ زنا کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ ترجمہ: ”اور زنا کے قریب نہ جاؤ، کیوں کہ بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے۔“ [الاسراء:۳۲]

آیتِ کریمہ میں اس فعلِ شنیع کے قریب تک جانے سے بھی روکا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ زنا کے قریب لے جانے والی چیزیں بھی ممنوع ہیں، چہ جائے کہ اس میں ملوث ہوا جائے، یعنی اس کے مقدمات اور اسباب کو بھی ترک کر دیا جائے۔ زنا انسانی نسل کو ختم کرنے والی، رشتہ داری کے سارے نظام کو درہم برہم کرنے والی، معاشرے کو تباہ و برباد کرنے والی اور مختلف طرح کی بیماریوں کا باعث ہے اس لیے اس سے دوری اختیار کرنا انسانی فریضہ ہے۔ اسلام نے جہاں زنا کو حرام قرار دیا ہے، وہیں اس کی طرف لے جانے والے تمام راستوں کو بھی بند کر دیا ہے، کیوں کہ زنا کے اسباب اور دواعی سے دور رہنے کی صورت میں زنا سے بچنا زیادہ آسان ہے۔ اور اس کے باوجود بھی اگر کوئی اس میں واقع ہو جائے تو اس کے لیے سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

زنا قابلِ سزا جرم ہے

اسلام میں ابتدائی طور پر بدکار مردوں اور عورتوں کی سزا یہ تھی کہ انھیں مارا پیٹا جائے، برا بھلا کہا جائے اور ذلیل و رسوا کیا جائے اور بدکار عورت کے لیے یہ اضافی سزا تھی کہ تاعمر انھیں گھروں میں قید رکھا جائے، جیسا کی سورۂ نساء میں اس کا بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿وَٱلَّٰتِي يَأۡتِينَ ٱلۡفَٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمۡ فَٱسۡتَشۡهِدُواْ عَلَيۡهِنَّ أَرۡبَعَةٗ مِّنكُمۡۖ فَإِن شَهِدُواْ فَأَمۡسِكُوهُنَّ فِي ٱلۡبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلۡمَوۡتُ أَوۡ يَجۡعَلَ ٱللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلٗا ۝ وَٱلَّذَانِ يَأۡتِيَٰنِهَا مِنكُمۡ فَـَٔاذُوهُمَاۖ فَإِن تَابَا وَأَصۡلَحَا فَأَعۡرِضُواْ عَنۡهُمَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ تَوَّابٗا رَّحِيمًا﴾ ترجمہ: ”اور تمھاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار مرد گواہ طلب کرو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو انھیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ بنادے۔ اور وہ دونوں (مرد و عورت) جو تم میں سے اس کا ارتکاب کریں سو ان دونوں کو تکلیف دو، پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بے حد توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“ [النساء:۱۵-۱۶]

آیتِ بالا میں بدکاروں کی جو سزا بیان کی گئی ہے یہ اس سلسلے کی ابتدائی سزا ہے۔ اس کے بعد سورہ نور کی یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجۡلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا مِاْئَةَ جَلۡدَةٖۖ وَلَا تَأۡخُذۡكُم بِهِمَا رَأۡفَةٞ فِي دِينِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۖ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٞ مِّنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ﴾ ترجمہ: ”زناکار عورت اور زناکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمھیں ان کے متعلق اللہ کے دین میں کوئی نرمی نہ پکڑے، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور لازم ہے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔“ [النور: ۰۲]

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زنا کے مرتکب کنوارے مرد اور کنواری عورت کی سزا بیان فرمائی ہے، جیسا کہ احادیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور آگے کی آیتِ کریمہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ جب کہ شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے رجم کی سزا متعین کی گئی ہے، جیسا کہ بہت سی احادیثِ نبویہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے اور دورِ نبوی میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگوں کو عملی طور پر یہ سزائیں بھی دی گئیں۔ ایک آیتِ کریمہ میں، جس کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ" ترجمہ: "شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو ضرور دونوں کو سنگ سار کر دو۔" [1]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا، فَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ، وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ"

ترجمہ: "بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب اتاری، سو جو کچھ آپ پر اتارا گیا تھا اس میں آیتِ رجم بھی تھی، ہم نے اسے پڑھا، یاد رکھا اور سمجھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں کے ساتھ لمبی مدت گزر جائے تو کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ: ہم اللہ کی کتاب میں رجم کو نہیں پاتے ہیں، سو وہ اللہ کے اتارے ہوئے ایک فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائے، یقیناً رجم اللہ کی کتاب میں ثابت ہے، اس پر جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے خواہ وہ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے ہو، جب کہ گواہی مکمل ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے یا اعتراف کر لے۔" [2]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

]1[موطا امام مالک: ۲۳۸۳، سنن ابن ماجہ: ۲۵۵۳، سلسلۃ الصحیحۃ: ۲۹۱۳]2[صحیح بخاری: ۶۸۲۹، صحیح مسلم: ۱۶۹۱ واللفظ لہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((خُذُوْا عَنِّيْ، خُذُوْا عَنِّيْ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلاً، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ نَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ))

"مجھ سے (اللہ کا حکم) لے لو، مجھ سے (اللہ کا حکم) لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان (بدکاری کرنے والی عورتوں) کے لیے سبیل پیدا فرما دی ہے۔ کنوارا، کنواری کے ساتھ (زنا کرے) تو ان کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ (زنا کرے) تو ان کے لیے سو کوڑے اور سنگ سار ہے۔" [1]

مذکورہ بالا حدیثِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کی سزا سو کوڑے کے ساتھ ساتھ ایک سال کی جلاوطنی بھی ہے، جس کا مقصود یہ ہے کہ آیندہ کے لیے زانی جوڑوں کے ملاپ کی کوئی سبیل باقی نہ رہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک اگر کوئی خطرہ نہ ہو تو قاضی جلاوطنی کی سزا کو موقوف بھی کر سکتا ہے، مگر سو کوڑے کی سزا بدستور قائم رہے گی اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی ہے، گویا جلاوطنی کی سزا بطور تعزیر کے ہے۔ لیکن سو کوڑوں کے ساتھ ساتھ جِلاوطنی کی سزا صریح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ اوپر صحیح مسلم کے حوالے سے ایک حدیث ذکر کی گئی ہے، اس لیے اس کا برقرار رکھنا ہی درست ہے اور یہی موقف حدیث کے مطابق بھی ہے اور جمہور اہلِ علم بھی اسی کے قائل ہیں۔ اسی طرح شروع شروع میں شادی شدہ زانی کے لیے کوڑے اور رجم کی دونوں سزائیں تھیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مگر پھر بعد میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے صرف سنگ ساری کی سزا دینے پر اکتفا فرمایا اور بعد کے ادوار میں بھی اسی پر اکتفا کیا جاتا رہا۔ جیسا کہ دورِ نبوی میں زنا کا ارتکاب کرنے والے شادی شدہ لوگوں کو صرف رجم کی سزا دی گئی اور فقط رجم پر اکتفا کیا گیا۔ لہٰذا جہاں شادی شدہ زانیوں کو سنگ سار کرنا ممکن ہو وہاں ضرور انھیں یہ سزا دینی چاہیے تاکہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں۔ آگے اس کی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

.....

]1[صحیح مسلم: ۱۶۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماعز اسلمی اور غامدیہ کا واقعہ

حدیث کی تقریباً بیش تر کتابوں میں حضرت ماعز بن مالک اسلمی اور غامدیہ رضی اللہ عنہما کے رجم کیے جانے کا واقعہ مذکور ہے۔ یہاں صحیح مسلم کے حوالے سے ان کا واقعہ پیش کیا جا رہا ہے:

سیدنا بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے انھیں واپس بھیج دیا، پھر دوسرے دن وہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ تو آپ نے دوسری بار انھیں واپس بھیج دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: ((أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا تُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئًا؟)) ”کیا تم ان کی عقل میں کوئی خرابی جانتے ہو جسے تم ناپسند کرتے ہو؟“ اُن لوگوں نے کہا: ہمارے علم میں تو یہ پوری عقل والے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ پھر وہ آپ کے پاس تیسری مرتبہ آئے تو آپ نے پھر ان کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور ان لوگوں نے بتایا کہ ان میں اور ان کی عقل میں کوئی خرابی نہیں ہے، پھر جب چوتھی بار وہ آئے تو آپ نے ان کے لیے ایک گڑھا کھدوایا، پھر ان کے بارے میں حکم دیا تو انہیں سنگ سار کر دیا گیا۔

(گڑھا کھدوانے کی بات راوی بشیر بن مہاجر کا وہم ہے، صحیح بات یہی ہے کہ گڑھا نہیں کھدوایا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم ہی کی دوسری روایات میں یہ بات ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ بھاگے تھے۔)

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد غامدیہ آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے آپ مجھے پاک کر دیجیے۔ آپ نے اسے واپس بھیج دیا، جب اگلا دن ہوا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے واپس کیوں بھیجتے ہیں؟ شاید آپ مجھے بھی اسی طرح واپس بھیجنا چاہتے ہیں، جیسے ماعز رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اللہ کی قسم! میں حمل سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(مانتی ہو) تو جاؤ یہاں تک کہ تم بچے کو جنم دے دو۔ پھر جب اس نے اسے جنم دیا تو بچے کو ایک بوسیدہ کپڑے کے ٹکڑے میں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یہ ہے، میں نے اس کو جنم دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ، اسے دودھ پلاؤ یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو۔ پھر جب اس نے اس کا دودھ چھڑا دیا تو بچے کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئی، اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ ہے، میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اس نے کھانا بھی کھانا شروع کر دیا ہے۔ آپ نے بچے کو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے حوالے کیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو سینے تک اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انھوں نے اسے رجم کر دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور اس کے سر پر مارا تو خون کا فوارہ پھوٹ کر خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑ گیا، اس لیے انھوں نے اسے برا بھلا کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے برا بھلا کہنے کو سنا تو آپ نے فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ)) ”خالد! ٹھہر جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا ایسی توبہ کرے تو اسے بھی معاف کر دیا جائے۔“ پھر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ [1]

ایک یہودی اور یہودن کو سزائے رجم

پچھلی آسمانی کتاب تورات میں بھی شادی شدہ زانیوں کے لیے سنگ سار کرنے کی سزا موجود تھی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی تورات کے حکم کے مطابق زنا کرنے والے ایک یہودی مرد اور عورت کو ان کے جرم کی پاداش میں سنگ سار کرایا تھا۔

1] صحیح مسلم: ۱۶۹۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ ؟)) ''تم تورات میں رجم کے متعلق کیا پاتے ہو؟'' اُنھوں نے کہا: ''ہم انھیں ذلیل کرتے ہیں اور انھیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔''

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم نے جھوٹ کہا، تورات میں یقیناً رجم موجود ہے۔'' چناں چہ وہ تورات لائے اور اسے کھولا، تو ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ دیا اور جو اس سے پہلے اور اس کے بعد تھا اسے پڑھ دیا۔ تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''اپنا ہاتھ اٹھاؤ'' اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں رجم کی آیت موجود تھی۔ وہ کہنے لگے: ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے سچ کہا ہے، اس میں رجم کی آیت موجود ہے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور دونوں کو سنگ سار کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ مرد عورت کو پتھروں سے بچانے کی کوشش میں اس پر جھکا جا رہا تھا۔ [1]

زانی لونڈی اور غلام کی سزا

اوپر یہ بات آچکی ہے کہ لونڈی اور غلام کو زنا کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں بہت سے لوگ اُنھیں اس پیشہ کے لیے مجبور کرتے تھے۔ لیکن اگر لونڈی اور غلام از خود اپنی رضامندی سے زنا کا ارتکاب کریں تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے اور اُنھیں بھی اس کارِ بد پر بطور حد سزا دی جائے گی۔ چناں چہ زنا کرنے والے، لونڈی اور غلام، کنوارے ہوں خواہ شادی شدہ ہوں، اگر وہ زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا پچاس کوڑے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَٰحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى ٱلْمُحْصَنَٰتِ مِنَ ٱلْعَذَابِ﴾

[1] صحیح بخاری: ۶۸۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”پھر جب وہ (لونڈیاں) نکاح میں آجائیں اور اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔“ [النساء:۲۵]

آیتِ کریمہ میں وارد لفظ ”الْمُحْصَنَاتِ“ میں الف لام عہد کا ہے، اس سے مخصوص محصنات یعنی کنواری آزاد عورتیں مراد ہیں، کیوں کہ ان کی سزا سو کوڑے ہے، جس کا نصف ہو سکتا ہے، اور شادی شدہ آزاد عورتوں کی سزا رجم ہے، اس کا نہ نصف ہو سکتا ہے نہ یہاں ”الْمُحْصَنَاتِ“ سے وہ مراد ہیں، یعنی لونڈیاں اگر شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کریں تو انھیں کنواری آزاد عورتوں کی سزا سے نصف سزا دی جائے گی جو پچاس کوڑے ہے۔ جن لوگوں نے اس آیتِ کریمہ کو رجم کے انکار کی دلیل بنایا ہے کہ چوں کہ رجم کا نصف ہو نہیں سکتا ہے، اس لیے رجم شریعت میں ہے ہی نہیں، انھوں نے اپنی کم علمی سے الف لام کا مفہوم سمجھا ہی نہیں، نہ ”الْمُحْصَنَاتِ“ کی صحیح مراد سمجھی ہے۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کی مرتکب غیر شادی شدہ لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

((إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ)) ”اگر وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ زنا کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ زنا کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے مارو، پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی ہی قیمت میں ملے۔“ [2]

جناب عبد اللہ بن عیاش مخزومی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھے چند قریشی نوجوانوں کے ساتھ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا، تو ہم نے حکومتی لونڈیوں میں سے کچھ لونڈیوں کو زنا کرنے کی وجہ سے پچاس پچاس کوڑے لگائے۔ [3]

[1] دیکھیے: تفسیر القرآن الکریم ۱/۳۵۶ [2] صحیح بخاری: ۶۸۳۸، صحیح مسلم: ۱۷۰۳ [3] مؤطا امام مالک: ۲۳۹۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

غلام پر بھی مذکورہ بالا حد نافذ کیا جائے گا، کیوں کہ غلام اور لونڈی کے مابین فرق کرنے والی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی ہے اور نہ اس کا کوئی سبب پایا جاتا ہے کہ جس کی بنیاد پر دونوں کے درمیان تفریق کی جائے۔

سزائے زنا کا انکار عقل و فطرت کے خلاف

کچھ کوتاہ بیں اور مغرب گزیدہ حضرات سزائے زنا کا انکار کرتے ہوئے اسے وحشت و بربریت سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی کو سبب بنا کر بعض دشمنانِ اسلام جو کہ فحاشیت میں ڈوبے ہوئے رہتے ہیں، صاف شفاف اور فطری دین، اسلام پر بے جا اعتراض کرتے ہیں۔ حالاں کہ زنا سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور فرد و معاشرہ دونوں اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ دنیا میں جہاں بھی نظامِ شریعت کے مطابق سزائے زنا نافذ ہے، وہاں کی حالت کو دیکھیے کہ وہاں کس قدر امن و امان اور عفت و پاک دامنی کا دور دورہ ہے اور وہاں کا معاشرہ اس طرح کی برائیوں سے کافی حد تک پاک ہے اور جہاں یہ بے حیائی پھیلی ہوئی ہے، وہاں کس قدر بدامنی، انارکی اور لاقانونیت کا راج ہے، نسلیں تک محفوظ نہیں ہیں، خاندانی نظام تہہ و بالا ہے، لاعلاج بیماری ایڈز کی وباعام ہے اور آئے دن دوشیزائیں خونی درندوں کا شکار ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہ صرف ایک فرد کا معاملہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ پورا معاشرہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس فعلِ بد کی جو سزا متعین کی ہے، وہ عین انصاف اور انسانوں کے لیے عبرت کا باعث ہے، کیوں کہ یہ بے حیائی بہت سے فسادات کا باعث ہوتی ہے، قتل و خوں ریزی اور بغض و حسد کا ایک طویل سلسلہ نسل در نسل لوگوں میں سرایت کر جاتا ہے، متعدی قسم کی جسمانی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اور اگر بہ رضا و رغبت زنا کرنے والوں کو بطورِ حد اسلامی سزا نہ دی جائے تو پھر پورا معاشرہ اس کی چپیٹ میں آجاتا ہے اور سماج کے بیش تر افراد میں یہ وباعام ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے، اور حقیقتِ واقعہ بھی یہی ہے کہ آگے چل کر ایسے لوگوں کے اندر ایسی جرات و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیری آجاتی ہے کہ وہ دیگر افراد کو بھی اپنے کارِ بد میں شریک کر لیتے ہیں۔ زنا بالرضا میں بھی خاندان کی بے عزتی ہوتی ہے اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں نسلوں کے مختلط ہونے کا صد فی صد اندیشہ رہتا ہے اور جنسی بیماریوں کے پھیلنے کا قوی امکان رہتا ہے۔ لہٰذا معاشرے کو جنسی انار کی اور اخلاقی بحران سے بچانے کے لیے مجرمین کو قرار واقعی سزا دینا ضروری ہے۔

اگر زنا کے مفاسد اور خرابیوں پر غور کیا جائے تو اس کی اسلامی سزا قطعاً سخت نہیں معلوم ہو گی، بلکہ فطرت کے عین مطابق نظر آئے گی۔ موجودہ دور میں بہتیرے غیر مسلم افراد بھی زانیوں کے لیے سزائے موت کا مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں جو کہ فطرت کی آواز ہے، بس فرق یہ ہے کہ بعض لوگ زنا بالجبر کو قابلِ سزا جرم تسلیم کرتے ہیں اور زنا بالرضا ان کے یہاں قابلِ گرفت نہیں ہے، حالاں کہ معاشرے اور سوسائٹی کے حق میں دونوں کے مفاسد یکساں ہیں۔

تہمتِ زنا کی سزا

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اسلام نے ہر کسی کو یہ چھوٹ نہیں دے رکھی ہے کہ کوئی بھی کسی پر زنا کی تہمت لگا کر اسے قابلِ سزا مجرم تصور کرے اور خود ہی اسے سزا دے لے، بلکہ اس کے لیے چار مسلمان، عاقل، بالغ اور معتبر چشم دید گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور یہ سزا اسلامی حکومت کا قاضیِ وقت متعین کرے گا اور بر سرِ مجلس یہ سزا دی جائے گی۔ لہٰذا اگر کسی کی گواہی نامکمل رہ جائے اور گواہوں میں سے کوئی مکر جائے یا گواہان نے بچشمِ خود اس کا مشاہدہ نہ کیا ہو تو پھر زنا کی تہمت لگانے والے گواہوں کو سزا دی جائے گی، کیوں کہ زنا کے سلسلے میں جھوٹی گواہی دینا بذاتِ خود بہت بڑا جرم اور انتہائی خطرناک کام ہے۔ اس سے آپس میں دشمنیاں بڑھیں گی، یہ لوگوں کی بدنامی کا موجب بنے گی، خانگی تعلقات خراب ہوں گے، میاں بیوی میں ناچاقی پیدا ہو گی، طلاق کا گراف بڑھے گا، پاک باز عورتوں کی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے لیے سخت سزا تجویز کی ہے تاکہ کسی کی عزت سرِ بازار نیلام نہ کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةٗ وَلَا تَقۡبَلُواْ لَهُمۡ شَهَٰدَةً أَبَدٗاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ مِنۢ بَعۡدِ ذَٰلِكَ وَأَصۡلَحُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾ ترجمہ: "اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا) کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور آیندہ کبھی ان کی کوئی گواہی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ فاسق ہیں، مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے" [النور:۴-۵]

جرمِ لواطت اور ہم جنس پرستی

معاشرے میں پھیلے جنسی انحراف کی ایک قبیح صورت لواطت اور ہم جنس پرستی کی ہے۔ انسانی تاریخ کی یہ بڑی قدیم وبا ہے۔ چناں چہ قومِ لوط کی ایک بُری عادت اور سنگین جرم اغلام بازی تھی، چوں کہ اس کی ابتدا اسی قوم سے ہوئی تھی اس لیے اس فعلِ بد کو لواطت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ بد فعلی جس کا آغاز قومِ لوط سے ہوئی اور جس کے خلاف سیدنا لوط علیہ السلام نے جہاد کیا تھا۔

موجودہ دور میں یہ بے حیائی اور جنسی کج روی پوری دنیا میں عام ہے اور بہت سے افرادِ معاشرہ اس بری لت کا شکار نظر آتے ہیں، بلکہ دورِ حاضر میں دنیا کے تقریباً ۱۱۳/ ممالک میں ہم جنس پرستی کو قانوناً درست تسلیم کر لیا گیا ہے، جن میں بعض نام نہاد مسلم ممالک بھی ہیں، ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ۶/ ستمبر ۲۰۱۸ء کو اسے قانونی طور پر جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ اور اب ان ممالک کے اندر یہ کوئی معیوب اور خلافِ فطرت بات نہیں ہے، بلکہ انسانوں کی آزادی کے تحت یہ ان کا بنیادی حق قرار پا چکی ہے۔ جب کہ یہ فطرت کے ساتھ بغاوت اور حیوانی سطح سے بھی گرا ہوا انتہائی حماقت و جہالت کا کام ہے۔

کائنات میں سب سے پہلے جب سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ وبا پھیلی اور انھوں نے کھلم کھلا اس فعلِ بد کا ارتکاب کرنا شروع کیا اور لوط علیہ السلام کی باتوں کو ماننے سے انکار کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شرارت و سرکشی اور بدکرداری کی وجہ سے ان پر دردناک عذاب کا نزول فرمایا، ان کے گھروں کو ان پر الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسا کر انھیں نیست و نابود کر دیا اور عام عذاب سے پہلے کچھ لوگوں کو اندھا بھی کر دیا جیسا کہ قرآن کریم میں جابجا ان پر آئے عذاب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ قومِ لوط کی اس کھلی بے حیائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ﴾ ”اور لوط کو (بھیجا)، جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو، جسے تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کیا؟ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے آتے ہو۔ بلکہ تم تو حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو۔“ [الاعراف:۸۰-۸۱]

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ ”اور لوط (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم دیکھتے بھالتے بے حیائی کا کام کرتے ہو؟ کیا بے شک تم واقعی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے آتے ہو؟ بلکہ تم ایسے لوگ ہو کہ جہالت کا کام کرتے ہو۔“ [النمل:۵۴-۵۵]

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ ٱلسَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِى نَادِيكُمُ ٱلْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتِنَا بِعَذَابِ ٱللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ ترجمہ: ”اور لوط (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا: بے شک تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو، جسے تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کیا؟ کیا بے شک تم واقعی مردوں کے پاس آتے ہو اور راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجالس میں برے کام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو؟ تو ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا: ہم پر اللہ کا عذاب لے آ، اگر تو سچوں میں سے ہے۔" [العنکبوت:۲۸-۲۹]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فعلِ لواط کو "الْفَاحِشَة" اسم معرفہ سے تعبیر فرمایا ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ ایسی فحاشی ہے، جو فحش کے تمام معانی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اور اسے حد سے تجاوز اور جہالت و نادانی قرار دیا ہے۔ یہ قوم اسی عمل میں بدمست رہا کرتی تھی، عام مجلسوں میں بھی وہ لوگوں کے سامنے ایسا کرتے تھے اور اس بڑی بے حیائی کے پیچھے انھوں نے جائز طریقۂ تکمیلِ شہوت کو ترک کر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہلے عام مسافروں کو جو کہ ان کے باغات سے پھل وغیرہ اٹھا لیا کرتے تھے، اس طرح سے پریشان کرنا شروع کیا اور پھر دھیرے دھیرے انھیں اس کی عادت سی پڑ گئی۔ اور موجودہ دور میں بھی اسی "فطرتِ صحیحہ" سے انحراف اور حدودِ الٰہی سے تجاوز کو مغرب کی "مہذب" قوموں نے اختیار کر لیا ہے، تو یہ انسانوں کا "بنیادی حق" قرار پا گیا ہے، جس سے روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ چناں چہ اب وہاں "لواطت" کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے، اور یہ سرے سے جرم ہی نہیں رہا۔ [1]

لواطت جیسی فحش کاری کی سزا قتل ہے اور یہ سزا فاعل اور مفعول دونوں کو دی جائے گی خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں بشرطیکہ مفعول کے ساتھ جبر نہ ہوا ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ترجمہ: "جب تم کسی کو قومِ لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔" [2]

اس فعلِ بد کے سدِ باب کے لیے امرد و بے ریش اور حسین و جمیل بچوں کی جانب بلا ضرورت دیکھنے سے روکا گیا ہے۔ علما نے بہ نظرِ شہوت ان کی جانب دیکھنے کو بالاتفاق حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ اجنبی عورتوں اور محارم کی جانب بہ نظرِ شہوت دیکھنے کی حرمت پر علما کا اتفاق

[1] دیکھیے: تفسیر احسن البیان ص: ۴۳۴ [2] سنن ابو داؤد: ۴۴۶۲، جامع ترمذی: ۱۴۵۶، سنن ابن ماجہ: ۲۵۶۱، السراج المنیر ۱/ ۵۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس لیے کہ ہر وہ نظر جو فتنے کا ذریعہ بن سکتی ہو اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو حرام ہے۔ لہٰذا حسین و جمیل بچوں کو اِدھر اُدھر ٹہلنے اور بلا ضرورت اجنبی لوگوں میں بیٹھنے سے روکنا چاہیے، کیوں کہ وہ لوگوں کے لیے فتنے میں پڑنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

سحاقت ایک بدترین جرم

ہم جنس پرستی کی ایک قبیح صورت سحاقت بھی ہے۔ قومِ لوط کی اخلاقی گراوٹ کے تحت مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ مرد مردوں سے شہوت رانی تو کرتے ہی تھے، عورتیں عورتوں سے اپنی خواہشات پوری کر لیا کرتی تھیں اور وہ اس کے لیے مجبور بھی تھیں، کیوں کہ مردوں نے عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وذكر المفسرون أن الرجال كانوا قد استغنى بعضهم ببعض، وكذلك نساؤهم كن قد استغنى بعضهن ببعض أيضا" "اور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ مرد ایک دوسرے پر اکتفا کرتے تھے اور اسی طرح عورتیں بھی ایک دوسرے پر اکتفا کرتی تھیں۔"[1]

موجودہ دور میں بھی عورتوں کی آپسی ہم جنسی اور سحاقت جیسی بے حیائی کے واقعات عام ہوتے جارہے ہیں بالخصوص مغرب زدہ ماحول اور معاشرے میں اس عمل کو معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ آئے دن اخبارات کے صفحات میں اس طرح کے واقعات اور آپس میں دو عورتوں کی شادی کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ آزادیِ نسواں اور عورتوں کے بنیادی حق کے نام پر بھی اسے خوب ہوا دی جاتی ہے۔

جب دو عورتیں آپسی ہم جنسی کا عمل انجام دیں تو ان کی سخت تادیبی اور تعزیری کارروائی کرنی چاہیے، کیوں کہ وہ دونوں زنا کا ارتکاب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور یہ ایسا عمل ہے جس کے بارے میں شریعت سے کوئی متعین حد ثابت نہیں ہے۔

1] [تفسیر القرآن العظیم ۲/۷۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کی آپسی ہم جنسی کا عمل نہایت فحش اور قبیح و سنگین جرم ہے۔ مسلم دوشیزاؤں کو اس فعلِ بد اور منکر و قبیح عمل کے قریب بھی جانے سے بچنا چاہیے، کیوں کہ یہ عمل فطرت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ بالاتفاق حرام ہے۔ اس ضمن میں والدین اور ذمہ داران پر لازم ہے کہ بچے اور بچیاں جب دس سال کے ہو جائیں تو نبوی تعلیم کے مطابق ان کے بستروں کو الگ کر دیں، ان پر کڑی نظر رکھیں، ان کی شب و روز کی مصروفیات کا جائزہ لیں اور ان کی صحیح اسلامی تربیت کرتے ہوئے انھیں کتاب و سنت کی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور انھیں صوم وصلاۃ کا پابند بنائیں۔

غیر فطری وضع سے شہوت کی تکمیل

قومِ لوط کے لوگ انسانیت سے اس قدر گر چکے تھے اور ان کی اخلاقی حالت اس قدر پست ہو چکی تھی کہ وہ لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بھی شہوت کی تکمیل غیر فطری وضع سے کرتے تھے یعنی جماع کے لیے بیوی کی قبل کے بجائے اس کے دبر کا استعمال کرتے تھے، جناب طاؤس رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ عملِ قوم لوط کی ابتدا عورتوں کی پچھلی شرم گاہ میں آنے سے ہوئی تھی۔[1] نیز اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر میں بھی بعض مفسرین نے اس کی جانب اشارہ کیا ہے:

﴿أَتَأْتُونَ ٱلذُّكْرَانَ مِنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَٰجِكُمْ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ﴾ ترجمہ: ”کیا تم سارے جہانوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور انھیں چھوڑ دیتے ہو، جو تمھارے رب نے تمھارے لیے تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں، بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔“ [الشعراء:۱۶۵-۱۶۶]

اوپر کی دوسری آیتِ کریمہ کا دو مطلب ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے جو بیویاں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے پیدا کی ہیں انھیں چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو۔ اس صورت میں ”مَا“ بیانیہ ہوگا، اوپر آیتِ کریمہ کا ترجمہ اسی کے مطابق ہے۔ دوسرا

[1] الجامع لاحکام القرآن ۲/ ۷۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ تمھاری بیویوں میں سے جو کچھ تمھارے رب نے تمھارے لیے پیدا کیا ہے، اسے چھوڑ دیتے ہو؟ یعنی قبل کے بجائے دبر میں غیر فطری وضع سے شہوت پوری کرتے ہو۔ اس صورت میں "مَـا" تبعیض کے لیے ہو گا۔ بعید نہیں کہ وہ لوگ یہ حرکت اولاد سے بچنے کے لیے کرتے ہوں۔[1] مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر اس طرح کی ہے:

"ترکتم أقبال النساء إلى أدبار الرجال وأدبار النساء" "تم لوگوں نے مردوں اور عورتوں کے پچھلے حصے کی طرف مائل ہو کر عورتوں کے اگلے حصے کو چھوڑ دیا۔"[2]

مردوں کا اپنی بیویوں کی دبر میں جماع کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے خواہ یہ عمل حیض و نفاس کے ایام میں کیا جائے یا عام دنوں میں اور چاہے میاں بیوی کی آپسی رضامندی سے کیا جائے یا بیوی کی رضامندی کے بغیر کیا جائے۔ یہ بھی لواطت ہی کی ایک شکل ہے، یہ فطرتِ سلیمہ کے خلاف لعنت کا موجب عمل ہے، اور طبعاً دونوں کے لیے انتہائی ضرر رساں بھی ہے۔ بیوی سے جماع جس بھی ہیئت اور آسن میں کیا جائے جائز اور درست ہے بس شرط یہ ہے کہ فرج میں ہو کہ جہاں سے حیض کا خون جاری ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی مقام میں جماع کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی فطری طریقہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ﴾

"اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیں کہ وہ ایک طرح کی گندگی ہے، لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو۔ اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور بہت پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" [البقرۃ:۲۲۲]

[1] دیکھیے: تفسیر القرآن الکریم ۳/ ۲۶۰ [2] جامع البیان ۱۷/ ۶۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حالتِ حیض میں بیوی سے جماع کرنے سے منع فرمایا ہے اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں تو پھر ان سے جماع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ "تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔" میں امر وجوب کے بجائے اباحت کے لیے ہے یعنی طہارت کے بعد ہم بستری کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز ہے، اس لیے کہ منع کے بعد جب امر (حکم) آئے تو اس سے مراد اجازت ہوتی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حیض کی حالت میں جس جگہ سے تمھیں جماع کرنے سے منع کیا گیا تھا، طہارت کے بعد اسی جگہ جماع کرنے کی اجازت ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے یہ جگہ اگلی شرم گاہ ہے جہاں سے حیض کا خون آرہا تھا۔ دبر میں جماع کرنے کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ طہارت کے بعد اس کی اجازت ہے، بلکہ اس میں جماع کرنا جرم ہو گا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے: ﴿فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ کی تفسیر میں فرمایا:

"في الفرج ولا تعدوه إلى غيره، فمن فعل شيئا من ذلك فقد اعتدى" "فرج میں مجامعت کرو اور اس کے سوا کسی اور طرف مت جاؤ، سو جس نے ایسا کچھ کیا اس نے حد سے تجاوز کیا۔" [1]

مذکورہ بالا باتوں کی تائید اس کے بعد کی آیتِ کریمہ سے بھی ہوتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُواْ لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّكُم مُّلَٰقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ: "تمھاری عورتیں تمھارے لیے کھیتی ہیں، سو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ، اور اپنے لیے (نیک اعمال) آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اس سے ملنے والے ہو، اور ایمان والوں کو خوش خبری دے دو۔" [البقرۃ:۲۲۳]

1] تفسیر القرآن العظیم ۱/۵۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیتِ کریمہ میں عورتوں کو کھیتی کہا گیا ہے، جس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ نطفہ یعنی بیج کو موضعِ حرث میں ڈالا جائے خواہ کسی بھی طریقے سے ہو، اور موضعِ حرث فرج یعنی اگلی شرم گاہ ہے نہ کہ دبر ہے، دبر تو فرث یعنی پاخانے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ آیتِ کریمہ کی شانِ نزول سے متعلق وارد درج ذیل دونوں روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کہتے تھے: اگر بیوی سے اس کی اگلی شرم گاہ میں اس کی پچھلی جانب سے ہو کر جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہو گا، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور صحیح مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ :

((فَإِنْ شَاءَ مُجَبِّيَةً، وَإِنْ شَاءَ غَيْرَ مُجَبِّيَةٍ، غَيْرَ أَنَّ ذَلِكَ فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ)) ”سو اگر چاہے تو بیوی اوندھے منہ ہو اور چاہے تو اوندھے منہ نہ ہو، مگر جماع ایک ہی سوراخ یعنی فرج میں ہونا چاہیے۔“ [1]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے کہا: تجھے کس چیز نے ہلاک کیا؟ عرض کیا: آج رات میں نے اپنی سواری پھیر لی۔ (یعنی میں نے بیوی کی اگلی شرم گاہ میں پیچھے کی طرف سے صحبت کر لی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ آیت وحی کی گئی: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا۟ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے جماع کرو، مگر دبر اور حالت حیض میں جماع کرنے سے بچو۔ [2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- ((مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا)) ترجمہ: ”ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے۔“ [3]

[1] صحیح بخاری: ۴۵۲۸، صحیح مسلم: ۱۴۳۵ [2] جامع ترمذی: ۲۹۸۰ وحسنہ [3] سنن ابو داؤد: ۲۱۶۲، السراج المنیر ۱/ ۴۹۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

- ((مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ. صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: 'جس نے حائضہ عورت سے یا عورت کی دبر میں جماع کیا یا کسی کاہن کے پاس آیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی باتوں کا انکار کیا۔'' [1]
- ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا)) ترجمہ: ''اللہ عزوجل اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے۔'' [2]

حصولِ لذت کا ایک غیر فطری طریقہ

دورِ جدید کی کثافتوں اور جنسی انحرافات میں سے ایک بے حیا کثافت دہن کاری (Oral Sex) بھی ہے، یعنی میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے کی شرم گاہ کو منہ میں لے کر لذت حاصل کرنا۔ یہ انتہائی رذیل و ناشائستہ کام اور نہایت فحش حرکت ہے۔ اوپر جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جماع مقامِ حرث میں ہونا چاہیے، اس لیے آپس میں ایک دوسرے کے منہ میں شرم گاہ دینا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے، نہ عقلاً، نہ شرعاً اور نہ فطرتاً۔ مزید یہ کہ مذی (شہوت کے وقت مرد و عورت کی شرم گاہوں سے خارج ہونے والی رطوبت) کی نجاست پر تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے، اور احادیث میں اسے دھونے اور صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ظاہر سی بات ہے ایک دوسرے کی شرم گاہ کو منہ میں لینے سے منہ مذی کی نجاست و ناپاکی سے آلودہ ہو گا، بلکہ لُعابِ دہن کے ساتھ اسے نگلنے تک کی بھی نوبت آسکتی ہے، پھر ایسی صورت میں بے حیائی کے اس غیر مہذب عمل کو کیوں کر درست قرار دیا جا سکتا ہے، جب کہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس میں طبی ضرر بھی پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس عمل سے اجتناب و پرہیز کرنا از حد ضروری ہے۔ رہی بات زوجین کا آپس میں ایک دوسرے کے اعضائے ستر کو دیکھنے یا چھونے کی، تو شرعی نقطۂ نظر سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

]1[جامع ترمذی: ۱۳۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۷/ ۱۱۳]2[سنن ابن ماجہ: ۱۹۲۳، السراج المنیرا/ ۵۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جانوروں کے ساتھ بد فعلی کرنا یا جنسی تسکین کے لیے تیار شدہ مصنوعی آلات کے ذریعے جنسی خواہشات کی تکمیل کرنا بھی حرام ہے اور یہ سب غیر فطری طریقہ کار ہیں۔ مغربی معاشرے میں جنسی انحراف کی یہ وبا بھی بہت عام ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کو اس طرح کی ناشائستہ حرکتوں سے دور رہنے کی سخت ضرورت ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ)) ترجمہ: ”جس کو جانور کے ساتھ بد فعلی کرتے ہوئے پاؤ تو اس آدمی کو اور چوپائے کو قتل کر دو۔“ [1]

حدیث کی سند پر چوں کہ کلام کیا گیا ہے اس لیے اہلِ علم کی ایک جماعت ایسے مجرموں کو قتل کرنے کے بجائے سزا دینے اور ان کی سرزنش کرنے کی قائل ہے۔ چوپائے کو اس لیے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ باطل کی نشانی کو ختم کر دیا جائے اور لوگ اس جانور کو دیکھ کر اس بات کا تذکرہ نہ کریں کہ یہی وہ جانور ہے، جس کے ساتھ فلاں نے بد فعلی کی تھی اور اس طرح معاشرے میں فواحش کی نشر و اشاعت ہو گی۔ کتنے بڑے مجرم ہیں وہ لوگ جو فطری طریقے اور صحیح شاہ راہ کو چھوڑ کر غیر فطری اور حیوانی طریقوں کو اپنا کر عذابِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

افشائے راز

بے حیائی اور جنسی کج روی نے لوگوں کو اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ جنسی تسکین کے لیے لوگ عریاں تصاویر کے ساتھ ساتھ زنا پر مشتمل گندے ویڈیوز سے لذت اندوز ہوتے ہیں اور بہتیرے جوڑے اپنی خلوت اور جماع کے مناظر کی عکس بندی کرتے ہیں اور خلوت میں انجام دینے والے آپسی جماع کے عمل کا ویڈیو بنا کر اس کی تشہیر کرتے ہیں اور لوگوں میں اسے عام کرتے ہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ کس قدر ملعون اور انسانیت سے گرے ہوئے ہیں۔ ماڈرن قسم کے

[1] [جامع ترمذی: ۱۴۵۵، سنن ابو داؤد: ۴۴۶۴، السراج المنیر ۱/ ۵۲۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں میں بھی یہ وبا پھیل رہی ہے کہ شبِ زفاف یا عام ایام کی راتوں میں میاں بیوی کے درمیان ہونے والی کارگزاری کو مرد حضرات اپنے دوستوں میں اور عورتیں اپنی سہیلیوں میں خوب چٹخارے اور مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔ جب کہ ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت میں میاں بیوی کے درمیان ہونے والی آپسی گفتگو اور جماع کی باتوں کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کرنے اور اس کی تشہیر کرنے سے روکا ہے چہ جائے کہ اس کی ویڈیو گرافی کی جائے، کیوں کہ خلوت میں ہونے والی کارروائی میاں بیوی کا ایک راز ہے، جو صرف انھیں دونوں تک محدود رہنا چاہیے کسی تیسرے کو اس سے آگاہ نہیں ہونا چاہیے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)) ترجمہ: ”بے شک اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے برا شخص وہ ہوگا، جو اپنی عورت کے پاس آئے (یعنی ہم بستری کرے) اور عورت اس کے پاس آئے، پھر وہ اس کے راز کو پھیلائے۔“ [1]

اسی طرح جو لوگ خفیہ طور پر یارات کی تاریکی میں گناہ کر کے اسے عام کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ، فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا. وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ)) ترجمہ: ”میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا، سوائے علانیہ گناہ کرنے والوں کے، اور علانیہ گناہ کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے پھر باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا صبح ہونے پر وہ کہے: اے فلاں! میں

[1] صحیح مسلم: ۱۴۳۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ حالاں کہ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا تھا، اور جب صبح ہوئی تو وہ خود پر دیے گئے اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔" [1]

مُشت زنی

خود لذتی کی صورت اختیار کرتے ہوئے مشت زنی یعنی ہاتھ کے ذریعہ منی خارج کرنا بھی حرام ہے اور یہ غیر فطری طریقہ ہے، جو کہ دورِ حاضر کے نوجوانوں میں بہت زیادہ عام ہوتی جارہی ہے۔ مشت زنی کی عادتِ بد زیادہ تر نوجوانوں کے اندر پائی جاتی ہے، مگر مغربی ممالک اور مادر پدر آزاد معاشرے کی پروردہ عورتیں بھی جنسی تسکین کے لیے نت نئے طریقے اختیار کر کے خود لذتی سے ہم کنار ہوتی ہیں اور یہ بیماری اب مغربی ممالک کے زیرِ اثر مشرقی ممالک سمیت دنیا کے بیش تر علاقوں میں بھی سرایت کر رہی ہے اور عورتوں میں بھی یہ وبا پھیل رہی ہے، جیسا کہ اہلِ علم کے پاس اس طرح کے استفسارات آتے رہتے ہیں۔

کتاب و سنت میں شرم گاہوں کی حفاظت اور عفت و پاک دامنی اختیار کرنے کی جو بات کہی گئی ہے، مشت زنی کا عمل اس کے منافی اور سراسر خلاف ہے، عفیف اور پاک دامن ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان شادی ہونے کی صورت میں یا نہ ہونے کی صورت میں بھی ہر طرح کی جنسی بے راہ روی سے بچے، شرم گاہ کی حفاظت کرے اور جنسی تسکین پر صبر سے کام لے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی استطاعت نہ رکھنے والے نوجوانوں کے لیے روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے، جب کہ مشت زنی کے مقابلے میں روزہ رکھنا مشکل امر ہے۔ اس لیے ہمیں کوئی غلط راہ اپنانے کے بجائے کتاب و سنت کی پیروی کرنی چاہیے۔

اکثر و بیش تر اہلِ علم نے مطلق طور پر مشت زنی کو حرام قرار دیا ہے۔ جب کہ بعض اہلِ علم نے اگر انسان کو زنا میں واقع ہونے کا خدشہ ہو تو زنا جیسی قبیح اور کبیرہ گناہ سے دامن کو

[1] صحیح بخاری: ۶۰۶۹، صحیح مسلم: ۲۹۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچانے کے لیے وقتی طور پر مشت زنی کے ذریعے جنسی تسکین حاصل کرنے کو جائز قرار دیا ہے، حالاں کہ مشت زنی کو جائز قرار دینے کے لیے قائلینِ جواز کے پاس کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ کتاب و سنت میں حفاظتِ فروج کی جو بات کہی گئی ہے، وہ مشت زنی کے عدمِ جواز کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور استمنا بالید اُن آیات کے مفہوم اور مقصود کی منشا کے بالکل خلاف بھی ہے۔ اگر مشت زنی مباح کے درجے میں ہوتی تو عزل کی طرح مشت زنی سے متعلق بھی دورِ نبوی یا پھر دورِ خیر القرون میں کوئی معاملہ پیش آتا اور اس کے متعلق واقعات ضرور ہمارے سامنے آتے، حالاں کہ ذخیرۂ احادیث میں اور سلف کے یہاں اس کے جواز کے لیے کہیں کوئی وجود نہیں پایا جاتا ہے۔

مشت زنی ایسی وبا ہے کہ ایک بار جو اس کا شکار ہو گیا تو پھر اس سے بچنا اور دوری اختیار کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل امر ہو گا، جیسا کہ بہت سے نوجوانوں کی طرف سے علمائے کرام اور ڈاکٹروں کے پاس اس طرح کے استفسارات اور کیس آتے رہتے ہیں کہ وہ مدتِ دراز سے اِس لت میں مبتلا ہیں اس سے چھٹکارے کی اُنھیں کوئی سبیل بتائی جائے۔ پھر عمومی ضرورت کے تحت اس کو جائز قرار دے کر انسان کو بے لگام جنسی خواہش کی تکمیل کے گڑھے میں ڈھکیلنا کیوں کر درست ہو گا؟ جب کہ طبی نقطۂ نظر سے بھی یہ انتہائی ضرر رساں عمل ہے اور پھر مشت زنی بھی ایک طرح سے زنا میں واقع ہونے کا ذریعہ ہے۔ وہ اس طرح کہ جو شخص اس برے فعل کا عادی ہو گا شیطان اسے زنا کی طرف مائل کرے گا، مختلف طرح کے گندے خیالات اس کے ذہن و دماغ میں پیوست کرے گا، اس کے دل میں زنا کے عمل کو مشت زنی سے بھی زیادہ لذت اندوز اور مزین کر کے پیش کرے گا، جس سے لامحالہ وہ شخص شیطان کے بہکاوے میں آ کر زنا کی طرف قدم بڑھائے گا اور بالآخر زنا میں واقع ہو جائے گا۔ شیطان بھی اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہو گا اور مشت زنی کے عادی شخص کو بھی گناہوں کی غار میں ڈھکیل دے گا، اس لیے اسے جائز قرار دینا قطعی درست نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر کسی انسان کو طبی ضرورت کے پیش نظر منی کے اخراج کی ضرورت درپیش ہو تاکہ ڈاکٹر طبی ناحیے سے منی کی جانچ پڑتال کر کے اس کے مرض کی کھوج لگا سکیں اور اس کے لیے حسبِ حال مناسب دواو علاج کی تشخیص کر سکیں تو دریں صورت طبی ضرورت کے تحت مشت زنی کے ذریعہ منی خارج کرنے میں کوئی قباحت اور حرج کی بات نہیں ہے، کیوں کہ مرض اور دواؤں کی تشخیص کے لیے یہ ایک شرعی ضرورت ہے۔ اسی طرح جب کسی آدمی کے لیے ماہرین اطباء کے نزدیک منی کا عدمِ خروج مرض و بیماری اور مختلف نفسیاتی الجھن کا باعث ہو تو ایسی صورت میں بعض اہلِ علم کے نزدیک اضطراری صورت میں شدید بدنی ضرورت کے پیش نظر وقتی طور پر مشت زنی کے ذریعہ منی کا اخراج درست ہو گا تاکہ جسم اور دل و دماغ کو مختلف بیماریوں اور شدید اختلاج و الجھن سے بچایا جا سکے۔ علاوہ ازیں اگر کبھی کسی آدمی کے سامنے اس طرح کا اضطراری معاملہ پیش آئے کہ وہ لمبی مدت کے لیے گھر سے دور ایسی جگہ پر ہو جہاں زنا کا حصول آسان اور ممکن ہو اور اس کے سامنے شہوانی خواہشات کو بھڑکانے والے وسائل بھی موجود ہوں اور پھر شدتِ شہوت کی وجہ سے زنا میں واقع ہونے کا حقیقی اور یقینی خطرہ درپیش ہو تو ایسی صورت میں بھی، جیسا کہ اوپر اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، بعض اہلِ علم نے زنا جیسے کبیرہ گناہ اور نسب کو خلط ملط کرنے والے عملِ بد سے بچنے کے لیے وقتی طور پر مشت زنی کی رخصت دی ہے تاکہ ایک بڑے خطرے کو اس سے کم تر خطرے میں پڑ کر ٹالا جا سکے۔ مگر اس سلسلے میں تساہلی اختیار کرتے ہوئے خود لذتی کو عادت بنالینا اور حسبِ خواہش معمولی سبب کے تحت لذت اندوز ہونا قطعی درست نہیں ہے، بلکہ حرام ہے۔ قائلینِ جواز کا کہنا ہے کہ جب زنا میں ملوث ہونے کا یقینی خطرہ ہو تبھی یہ اضطراری صورت اپنائی جائے اور حتی المقدور اس سے بچنے کی کوشش کی جائے اور شہوانی خواہشات کو ذہن و خیال سے پرے رکھا جائے اور جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے شرعی وسائل کو اپنایا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کا کوئی بھی فرد مرد ہو یا عورت اگر اس کے پاس جنسی خواہش کی تکمیل کا جائز ذریعہ نہیں ہے تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق روزہ رکھنا چاہیے، اللہ سے لو لگانی چاہیے، شہوت کو بھڑکانے والے امور سے دوری اور برے لوگوں کی صحبت چھوڑ کر اچھے لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرنی چاہیے، اپنے نفس پر کنٹرول رکھتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس سے دعا و استغفار کرتے رہنا چاہیے، اللہ رب العزت ایسے لوگوں کے لیے کوئی سبیل پیدا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- ﴿إِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ”بے شک جو کوئی ڈرے اور صبر کرے تو یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“ [یوسف:۹۰]
- ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ ”اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کی کوئی راہ بنا دے گا۔“ [الطلاق:۲]

خواہشات نفس پر کنٹرول رکھنے کا فائدہ

گذشتہ صفحات میں پیش کی گئی تفصیلات سے واضح ہوا کہ جنسی بے راہ روی، بدکاری اور فحاشی انسانیت، فطرت، عقلِ سلیم اور کتاب و سنت کی تعلیمات کے سراسر خلاف اور منافی ہے، اسی لیے شریعتِ اسلامیہ نے اس طرح کے لوگوں کے لیے سزائیں متعین کی ہیں۔ لہٰذا معاشرے میں پنپنے والے اس گھٹیا ناسور، بڑھتے ہوئے وبائی مرض اور اس کے محرکات و دواعی سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا خوف و تقویٰ اختیار کرتے ہوئے خواہشِ نفس اور اتباعِ ہویٰ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایک ہوش مند مومن اور دانا و بینا شخص کی پہچان یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو گمراہی سے بچائے۔

یاد رکھیے! جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اور اپنے نفسانی خواہشات پر کنٹرول رکھے گا تو دنیوی زندگی میں بھی اللہ اس کا حامی و ناصر ہو گا، راہِ حق پر چلنے کی توفیق دے گا اور آخرت میں جنت جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى﴾ ترجمہ: ''اور رہا وہ شخص جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو خواہش سے روک لیا، تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔'' [النازعات: ۴۰-۴۱]

مطلب یہ کہ جس شخص کے اندر یہ خوف ہو گا کہ مجھے ایک دن اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے کیے کا جواب دینا ہے تو وہ اللہ سے ڈرے گا، اپنے نفس پر کنٹرول کرے گا، اسے اس کی بری خواہشات سے روکے رکھے گا اور خود کو خواہشِ نفس کی پیروی سے دور رکھے گا۔ اور پھر ایسی صورت میں اس کا مقام جنت ہو گا۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے نفس کی خواہشات پر کنٹرول رکھیں، اور اگر ہمارا نفس کسی بری بات یا گندے عمل کی خواہش پر ابھارے تو ہمیں اس کے برے عواقب و نتائج پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے کہ وقتی لذت اندوزی کے لیے جن خواہشات کے پیچھے ہم لگے ہوئے ہیں، اس سے ہماری دنیا بھی برباد ہو گی، صحت بھی خراب ہو گی اور سب سے اہم بات یہ کہ راہِ حق سے دور ہونے کی وجہ سے آخرت میں بھی ہمارے لیے خسارہ ہی خسارہ ہو گا۔

جوانی کی حفاظت کریں

نوجوانی کا مرحلہ بڑا نازک ہوتا ہے، رگ و ریشے میں نیا خون دوڑتا ہے، شیطان ہر موڑ پر بہکانے کی کوشش کرتا ہے، جاں توڑ امنگیں سر اٹھاتی ہیں، جذبات بھڑکتے ہیں، دل مچلتا ہے، خواہشات ابھرتے ہیں، نظریں بھٹکتی ہیں، مگر ایسے پُر فتن دور میں ایک صاحبِ عصمت، ایمان دار خاتون اور نوجوان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور جذبات کو قابو میں رکھیں اور پوری ہوش مندی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی قدم اٹھائیں، تاکہ اُنھیں کسی خسارے اور اللہ کے حضور نیز معاشرے میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سوچ لیجیے! جب قیامت قائم ہو گی، حشر کے میدان میں تمام اوّلین و آخرین کا اجتماع ہو گا، لوگ نفسی نفسی کے عالم میں رشتہ و اقارب سے دور، پسینے میں شرابور ہوں گے اور وہاں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سایہ نہ ہو گا تو مصیبت کی اس گھڑی میں جن خوش نصیبوں کو اللہ رب العزت کے عرش کا سایہ نصیب ہو گا ان میں ایک گروہ ان نوجوانوں کا ہو گا، جنھوں نے اپنی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاری ہو گی، اس میں وہ دوشیزائیں بھی داخل ہیں، جن کی نشو و نما اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہوئی ہو گی۔ اور ایک گروہ ان کا بھی ہو گا جنھیں خوب صورت صاحبِ ثروت عورت کی طرف سے قضائے شہوت کی دعوت ملی اور انھوں نے اسے اللہ واسطے ٹھکرا دیا، اِس اعزازِ الٰہی کی حق دار وہ خواتین بھی ہوں گی، جنھیں خوب صورت اور صاحبِ منصب و ثروت نوجوان نے دعوتِ گناہ دی اور انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اللہ رب العزت سے ڈرتی ہوں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

"جس دن اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا، سات طرح کے لوگوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا:(۱) عادل امام۔(۲) وہ نوجوان جس کی نشو و نما اپنے رب کی عبادت میں ہوئی۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں لگا رہا۔ (۴) وہ دو لوگ جو آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اور اللہ کے لیے جدا ہوتے ہیں۔(۵) وہ شخص جسے کسی باعزت اور خوب صورت عورت نے گناہ کی دعوت دی اور اس نے کہہ دیا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔(۶) وہ آدمی جس نے صدقہ کیا، اسے اس طرح چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔(۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں تر ہو گئیں۔" [1]

بدکاری سے بچنے والوں کی خوبی

قرآن کریم میں اہلِ ایمان کی یہ خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہیں اور اس کا استعمال نہیں کرتے یعنی

[1] صحیح بخاری:۶۶۰، صحیح مسلم:۱۰۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شہوات کی بے لگامی سے بچتے ہیں۔ اس کے برخلاف جو لوگ جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے کوئی اور راہ اپناتے ہیں تو حقیقت میں وہ حد سے نکلنے والے لوگ ہیں۔ مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَٱلَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَٰفِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ٱبْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْعَادُونَ﴾ ترجمہ: ”اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جن کے وہ مالک ہیں تو یقیناً وہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں، پھر جو کوئی اس کے سوا کوئی اور راستہ ڈھونڈیں تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔“ [المعارج:۲۹-۳۱]

اللہ تعالیٰ بدکاری سے بچنے والوں پر دنیا میں بھی اپنی رحمتیں نچھاور کرتا ہے اور ہر طرح سے ان کی حفاظت فرماتا ہے اور انھیں مصائب و تکالیف سے بچاتا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل دو واقعات ہمارے لیے قابلِ نمونہ ہیں:

● صحابیٔ رسول سیدنا مَرثَد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہما رات میں مکہ مکرمہ کے مسلمان قیدیوں کو مدینہ پہنچایا کرتے تھے، وہ بڑے بہادر شخص تھے، مکہ میں عَنَاق نامی ایک بدکار عورت تھی، ان کے اسلام لانے سے پہلے زمانۂ جاہلیت کی وہ دوست تھی، انھوں نے مکہ میں موجود ایک قیدی سے اسے نکال لے جانے کا وعدہ کیا تھا، خود ان کا بیان ہے کہ اسے قید سے نکال کر مدینہ لے جانے کے لیے میں مکہ آیا اور چاندنی رات میں مکہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سایہ میں تھا کہ عناق آگئی، اس نے دیوار کے ساتھ میرے سائے کا ہیولا دیکھ لیا، جب وہ میرے قریب پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا اور پوچھا: مرثد ہو؟ میں نے جواب دیا: ہاں! مرثد ہوں، اس نے کہا: خوش آمدید، آؤ ہمارے پاس رات گزارو۔ میں نے کہا: عناق! اللہ نے زنا حرام کر دیا ہے۔ اس نے کہا: اے خیمہ والو! یہ آدمی تمھارے قیدیوں کو اٹھائے لیے جا رہا ہے۔ پھر میرے پیچھے آٹھ آدمی لگ گئے اور میں خندمہ نامی پہاڑ پر چلنے لگا، یہاں تک کہ اس کے ایک غار یا کھوہ کے پاس پہنچ کر اس میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ آئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ میرے سر پر آ کھڑے ہوئے اور انھوں نے پیشاب کیا اور ان کا پیشاب میرے سر پر گرا اور اللہ نے انھیں مجھ سے اندھا کر دیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور میں بھی اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا، میں نے اسے اٹھایا، وہ بھاری بھر کم آدمی تھا، یہاں تک کہ میں اسے (مکہ سے باہر) اِذخِر (کی جھاڑیوں) کے پاس لے آیا، میں نے اس کی بیڑی کھولی اور پھر اٹھا کر چل پڑا وہ مجھے تھکا دیتا تھا، یہاں تک کہ میں مدینہ پہنچ گیا۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے نکاح کر لوں؟ میں نے دو مرتبہ یہ بات کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خاموش رہے، میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ٱلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَٱلزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ: ”زانی مرد نکاح نہیں کرے گا، مگر کسی زانیہ یا کسی مشرکہ عورت سے، اور زانیہ عورت، اس سے نکاح نہیں کرے گا، مگر کوئی زانی یا مشرک، اور یہ کام ایمان والوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔“ [النور:۳]

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مرثد! زانی نکاح نہیں کرتا، مگر کسی زانیہ یا مشرکہ سے اور جو زانیہ ہے اس سے کوئی نکاح نہیں کرتا، مگر جو زانی یا مشرک ہے۔ اس لیے تم اس سے نکاح نہ کرو۔“ [1]

● زمانۂ قدیم میں ایک مرتبہ تین لوگ ایک غار میں پھنس گئے، پھر انھوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ نے انھیں نجات دے دی۔ ان میں سے ایک شخص نے جو دعا کی تھی اس میں خود اس کی پاکیزگی، زنا سے دوری اور ایک پاکیزہ عورت کا تذکرہ ہے کہ جو دعوتِ گناہ کے باوجود خود بھی گناہ میں ملوث نہیں ہوئی اور اس شخص کو بھی گناہ سے بچا لیا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:

((اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ (وفي رواية: أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ) وَأَنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ

[1] جامع ترمذی: ۳۱۷۷، سنن نسائی: ۳۲۲۸، سنن ابو داؤد: ۲۰۵۱، اسنادہ حسن عند الالبانی رحمہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دِينَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، فَقَالَتْ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِينَارٍ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا))

"اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، میں اس سے اتنی ہی شدید محبت کرتا تھا جتنا کہ مردوں کو عورتوں سے ہو سکتی ہے۔ میں نے ایک مرتبہ اس سے نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا، لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی اور انکار کر دیا، مگر اس شرط پر تیار ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں، میں نے یہ رقم اکٹھا کرنے کی کوشش کی اور وہ مجھے حاصل ہو گئی تو میں نے اس کے حوالے کر دی، اس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا اور جب میں (خواہش پوری کرنے کے لیے) اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور اس مہر کو ناحق مت توڑو، پس میں کھڑا ہو گیا، اور میں نے وہ سو دینار بھی چھوڑ دیے۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان فرما دے۔" اور پھر اللہ نے ان کی مشکل آسان فرما دی۔[1]

مذکورہ بالا دونوں واقعات سے عبرت و موعظت حاصل کیجیے کہ کس طرح صحابیٔ رسول اور اس پاک باز خاتون نے محض خوفِ الٰہی کی خاطر گناہ کی دعوت کو ٹھکرا دیا، جب کہ دنیاوی اعتبار سے انھیں کوئی دیکھنے اور ٹوکنے والا نہیں تھا اور مقابل بالکل اُسی کے لیے آمادہ تھا۔ اللہ نے انھیں توفیق دی اور ان کے اس قابلِ تعریف عمل کی وجہ سے انھیں مصیبتوں سے بچایا بھی۔ آج ضرورت ہے کہ ہم بھی وہی ایمانی ولولہ اور خوفِ الٰہی کا وہی جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[1] صحیح بخاری: ۳۴۶۵، صحیح مسلم: ۲۷۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ سوم: عریانیت اور بے پردگی

عریانیت اور بے پردگی جدید تہذیب کا لازمی عنصر قرار پا چکی ہے۔ عورتیں شرم و حیا کا دامن تار تار کر کے بالکل عریاں یا نیم عریاں نظر آ رہی ہیں اور مرد بھی بے باکانہ فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جب کہ اسلام نے مرد و عورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور عورت کو مکمل طور پر پردہ کرنے کا حکم دیا ہے نیز اعضائے ستر کی نمائش اور اظہارِ زینت سے قطعی طور پر منع کیا ہے اور مردوں کو بھی اپنا ستر چھپانے کی تاکید کی ہے۔ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے اور مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔

ستر و حجاب کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے تمام تر واجب الستر اعضائے بدن کو اجنبی لوگوں سے چھپالے اور مرد بھی اپنے واجب الستر اعضاء کو ڈھانپ لیں۔ مگر افسوس ہر چہار جانب عریانیت و بے حیائی اور سفور و بے حجابی کا دور دورہ ہے، عورت جو سراپا ستر و حجاب اور مردوں کے لیے سب سے بڑی آزمائش اور فتنہ ہے، آج عریاں اور نیم برہنہ نظر آ رہی ہے، لباس کی تراش و خراش اور فیشن کے جدید طریقوں نے اسے ملبوس ہوتے ہوئے بھی عریاں کر رکھا ہے۔ غرض کہ عریانیت اور بے پردگی جیسی بے حیائی کا مظہر اس دور کا عظیم فتنہ ہے، جس نے انسانوں سے انسانیت کا لبادہ چھین کر انھیں شیطنت کا لباس پہنا دیا ہے۔

ایسا لباس جو جسم کے نشیب و فراز کو نمایاں کر دے یا پھر اتنا باریک ہو کہ اعضائے جسم کی ستر پوشی نہ کر سکے وہ عریانی اور برہنگی میں داخل ہے۔ چناں چہ نیم عریاں لباس کی بے ہودگی، جسمانی اعضا کی نمائش اور نمایاں کرنے والے زیب و زینت کا اظہار انسان کے خُفتہ جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں، جس سے شہوت رانی اور ہوٰی پرستی کو ہوا ملتی ہے اور افرادِ معاشرہ میں جنسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے راہ روی کو بڑھاوا ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس طرح کی عریانیت اور برہنگی کی قطعی اجازت نہیں دیتا ہے، بلکہ ایک ہی جنس کے افراد کو بھی آپس میں ایک دوسرے کی شرم گاہوں کی جانب دیکھنے سے روکتا ہے اور ایک دوسرے سے چھپانے کا حکم دیتا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ))

ترجمہ: ”مرد مرد کی شرم گاہ اور عورت عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے، اور نہ مرد مرد کے ساتھ (برہنہ ہو کر) ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت عورت کے ساتھ (برہنہ ہو کر) ایک کپڑے میں لیٹے۔“ [1]

ایک نبوی پیش گوئی

دورِ حاضر میں عورتوں کے اندر عریانیت، بے حیائی اور بے پردگی کے جو نت نئے مناظر اور بے ہودہ مظاہر ہمارے سامنے نظر آرہے ہیں، اس کی پیشین گوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے کر دی تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا)) ”دو طرح کے جہنمی ایسے ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے یعنی ان کا وجود بعد میں ہوگا: ایک وہ لوگ ہیں، جن کے پاس گائے کے دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے یعنی ظلم کریں گے۔ اور دوسرے وہ عورتیں ہیں، جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، لوگوں کو

[1] صحیح مسلم: ۳۳۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کے جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں نہیں داخل ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی، حالاں کہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے آئے گی۔"[1]

لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی یعنی ایسا باریک لباس زیب تن کریں گی، جس سے ان کا اندرونی حصہ دکھائی دے رہا ہو گا اور جِلد کا رنگ نمایاں ہو گا یا انھوں نے اپنے بدن کے کچھ حصہ کو تو ڈھانپا ہو گا، مگر اپنے حسن و جمال کے اظہار کے لیے بدن کا کچھ حصہ کھلا چھوڑ رکھا ہو گا، اس طرح وہ اللہ کی نعمتِ لباس اور دیگر بہت سی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اس کا شکر ادا کرنے سے محروم ہوں گی، بدن پر کپڑا تو ڈال رکھا ہو گا، مگر لباسِ تقویٰ سے محروم ہوں گی اور برہنگی کی صورت بنا کر آخرت کا اہتمام کرنے اور بھلائی کا کام انجام دینے سے عاری ہوں گی۔ بالوں کی کثرت، درازی اور ان کی خوب صورتی بڑھانے کے لیے مصنوعی بال لگا کر سر کو کوہان کی شکل دینے والی ہوں گی یا بالوں کو اس زاویہ سے لپیٹیں گی کہ وہ کوہان کی مشابہت اختیار کر لے۔ اور موجودہ دور میں ایسی صورتیں خواتین میں بہت زیادہ عام ہو رہی ہیں۔

مندرجہ بالا حدیثِ نبوی میں ان عورتوں کے لیے سخت وعید ہے، جو بے پردگی، اپنے زیب و زینت اور حسن و جمال کے اظہار کو اپنائیں گی، جو کہ بدکار عورتوں کا شیوہ ہے، اور مردوں کے لیے کشش اور فتنے کا باعث ہوں گی، علاوہ ازیں اپنے سر کے بالوں کو بھی مختلف اسٹائلوں سے سنواریں گی، اپنی چال ڈھال اور ناز و ادا سے مردوں کو پرچائیں گی اور لبھائیں گی، خود بھی اس حیا باختگی کو اپنائیں گی اور دوسروں کو اس کی ترغیب اور تعلیم دیں گی، جیسے آج کل بیوٹی پارلروں کی وبائے عظیم ہے۔ یہ حدیث علاماتِ نبوت میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عورتوں کی بابت جو خبر دی ہے، وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے مذکورہ تمام خرابیوں اور بے حیائیوں کو اپنا لیا ہے اور اس معاملے میں وہ بازاری عورتوں سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں۔[2]

]1[صحیح مسلم: ۲۱۲۸]2[دیکھیے: دلیل الطالبین ترجمہ و فوائد ریاض الصالحین ۲/ ۳۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیم عریاں اور جسمانی ساخت کو عیاں کرنے والے لباس کو زیب تن کرنے والی خواتین نبوی وعید کے مطابق جہنم میں عریاں ہوں گی اور اس کا ایندھن بنیں گی۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے حالت میں بیدار ہوئے تو فرمایا: ''آج رات اللہ نے کتنے خزانے نازل کیے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں۔ کوئی ہے جو ان حجرے والیوں کو جگائے؟'' آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں۔ (اور فرمایا:)

((يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ)) ''افسوس! دنیا میں کپڑے پہننے والی بہت سی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔''[1]

آج مسلمان عورتوں میں عریانیت و بے حجابی اور حسن و جمال کا اظہار عام وبا کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ سڑکوں، پارکوں، گلی کوچوں، جِم خانوں، شاہ راہوں، بازاروں، ایوانوں اور تعلیم گاہوں میں ہر جگہ خاتونِ اسلام کی ایک بڑی تعداد بے پردہ نظر آ رہی ہے۔ ماڈرن برقع اور نقاب کے نت نئے جدید فیشن نے تو باپردہ عورتوں کو بھی بے پردہ کر دیا ہے۔ عورت سراپا ستر ہے اور اگر بے ستر ہو تو خود اپنی ذات کے لیے اور دوسروں کے لیے بھی فتنہ اور آزمائش ہے۔ ذرا غور کریں! اگر ایک خاتون دورِ جدید کے عریاں لباس میں ملبوس، پرفیوم و عطریات سے لیس اور زینت و آرائش کے جدید طریقوں سے آراستہ ہو کر بے محابا بے حیائی کا اظہار کرے، آفسوں اور دکانوں کی زینت بنے تو کیا وہ یہ طریقہ اختیار کر کے گھروں میں ٹکی رہنے والی یا باحجاب خواتین سے زیادہ محفوظ رہے گی؟ سچ یہ ہے کہ یہ غیر محفوظ طریقہ ہے اور اس سے فواحش کو کتنا فروغ ملے گا اس کا اندازہ معاشرے پر نگاہ رکھنے والا کوئی بھی عقل مند شخص کر سکتا ہے۔ آئے دن جبری زنا کے جو حادثات پیش آ رہے ہیں کیا اس میں عریانیت اور بے حیائی کا دخل نہیں ہے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ زنا کے مجرم بے

[1] صحیح بخاری: ۱۱۲۶، ۶۲۱۸، ۷۰۶۹، جامع ترمذی: ۲۱۹۶

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قصور ہیں، سزا وار نہیں ہیں، وہ ضرور خطا کار اور سزاوار ہیں، مگر معاشرے میں بڑھتی ہوئی عریانیت اور بے پردگی جیسی بے حیائی پر بھی قدغن لگانا ضروری ہے۔

آیاتِ حجاب

آیئے اس سلسلے میں وارد قرآن کریم کی آیاتِ مقدسہ کا مطالعہ کریں اور غور کریں کہ قرآن کریم کے اندر اس طرح کی عریانیت، بے پردگی اور فواحش سے روکنے کے لیے کس طرح کی پابندیاں عائد کی گئی ہیں اور کون سی احتیاطی تدابیر اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

- ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ ترجمہ: ”مومن مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ پوری طرح باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔“ [النور:۳۰]
- ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ترجمہ: ”اور مومن عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس میں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہو جائے، اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہروں کے لیے، یا اپنے باپوں، یا اپنے خاوندوں کے باپوں، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہروں کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں، یا اپنے بھتیجوں، یا اپنے بھانجوں، یا اپنی عورتوں، یا اپنے مملوک، یا تابع رہنے والے مردوں (خادموں) کے لیے جو شہوت والے نہیں، یا ان لڑکوں کے لیے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ اور اپنے پاؤں (زمین پر زور سے) نہ ماریں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب مل کر اللہ کی طرف توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" [النور:۳۱]

● ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۞ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ترجمہ: "اے نبی کی بیویوں! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرو تو بات کرنے میں نرمی نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ لالچ میں پڑ جائے، اور معروف قاعدے کے مطابق بات کرو۔ اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگی دور کر دے، اور تمھیں پوری طرح خوب پاک صاف کر دے۔" [الأحزاب:۳۲-۳۳]

● ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ ترجمہ: "اور جب تم ان (ازواجِ رسول) سے کوئی سامان مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، یہ (طریقہ) تمھارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔" [الأحزاب:۵۳]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

● ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ ترجمہ: ”اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو انھیں تکلیف نہ پہنچائی جائے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ [الاحزاب:۵۹]

حجاب اور پردے سے متعلق مذکورہ بالا بعض آیاتِ کریمہ میں اگرچہ براہ راست امہات المؤمنین کو خطاب کیا گیا ہے، مگر یہ احکام تمام خواتینِ اسلام کے لیے عام ہیں اور سبھوں کے لیے اس کی پیروی ضروری ہے، کیوں کہ امہات المومنین کے ساتھ خاص ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں پائی جاتی ہے اور پھر عام خواتین تقویٰ وطہارت میں بہر حال امہات المؤمنین سے کم تر ہیں اور ان سے کہیں زیادہ ان احکامات کی محتاج ہیں، امت کی انتہائی افضل خواتین کو پردے کا حکم دیا جارہا ہے تو دیگر عام خواتین کے لیے ان کی پیروی کے بجائے اس سے مستثنیٰ کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ بلکہ یہ تو عام خواتین کے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہوں گی اور پھر امہات المومنین کی پیروی کرنے میں حجاب کی اہمیت وشان اور بھی دوبالا ہو جاتی ہے، جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت کر رکھی ہے۔

عریانیت وبے حجابی اور فواحش سے اجتناب کے بارے میں درج بالا مذکورہ آیاتِ کریمہ کے اندر جو احکامات وتعلیمات اور روشن ہدایات پائی جارہی ہیں، اس کی کچھ تفصیل سلسلہ وار آگے پیش کی جارہی ہے۔ وباللہ التوفیق:

غضِ بصر اور حفاظتِ فروج

مرد اور عورت دونوں کو یکساں طور پر اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پہلے نگاہوں کو نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا اور متصلاً فوراً ہی شرم گاہوں کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا، کیوں کہ نگاہوں کی غفلت ولاپروائی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے میں بے احتیاطی کا سبب بنتی ہے، گویا شرم گاہوں کی حفاظت کے لیے بد نگاہی سے بچنا ضروری ہے۔ نظر بازی بے حیائی کا ابتدائی زینہ اور پھر بدکاری میں پھنسنے کا ذریعہ ہے، یہ وہ چنگاری ہے جو آگے چل کر شعلہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

موجودہ دور میں خود نگاہیں مختلف تراش وخراش اور جدید ترین فیشن سے آراستہ ہو کر اور کشش ومیلان کا ذریعہ بن کر دعوتِ نظارہ کا سماں پیش کر رہی ہیں۔ نگاہوں کو نیچی رکھنا اس لیے بھی ضروری ہے، کیوں کہ اس کی بے احتیاطی آدمی کے زنا میں واقع ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور پھر بذاتِ خود نگاہ کی بے احتیاطی کو حدیث میں اس کے زنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَى، مُدْرِكٌ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ))

ترجمہ: ”ابن آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لا محالہ اسے پانے والا ہے۔ پس دونوں آنکھوں کا زنا (غیر محرم کی طرف) دیکھنا ہے، دونوں کانوں کا زنا (حرام آواز) سننا ہے، زبان کا زنا (حرام وناجائز) بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا ہے اور پیر کا زنا (حرام کام کی طرف) چل کر جانا ہے۔ دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ (زنا کی مرتکب ہو کر) اس کی تصدیق کرتی ہے یا (زنا سے بچ کر) اس کی تکذیب کرتی ہے۔“ [1]

درحقیقت غیر محرم کی طرف دیکھنا، حرام آواز کا سننا، حرام گفتگو کرنا، ناجائز شے پکڑنا اور حرام کام کی طرف چل کر جانا اسبابِ زنا ہیں، مگر حدیثِ نبوی میں اسے زنا سے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ انسان ان اسباب سے بچے اور زنا کا مرتکب نہ ہو، ظاہر سی بات ہے جو اسباب سے بچاؤ

[1] صحیح بخاری: ۶۲۴۳، ۶۶۱۲، صحیح مسلم: ۲۶۵۷ واللفظ لہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کرے گا وہ اس کے برے نتیجہ سے بھی محفوظ رہے گا۔ گویا بد نگاہی دراصل زنا کی ابتدائی سیڑھی ہے اور تمام شہوانی فتنوں کی ابتدا بھی عام طور پر اسی سے ہوتی ہے۔

یہاں نگاہیں نیچی رکھنے سے مراد ان چیزوں سے نگاہیں نیچی رکھنا ہے، جن کی طرف دیکھنا حرام ہے، مثلاً عورتوں کا غیر محرم مردوں کی طرف دیکھنا اور مردوں کا غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا یا اَمرد اور بے ریش لوگوں پر نگاہِ بد ڈالنا وغیرہ، ورنہ اور دیگر حلال اشیاء کی طرف نگاہ بھر کر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ضرورت اور مجبوری کی صورت میں دو غیر محرموں کا آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور اتفاقی طور پر اچانک بلا ارادہ کسی غیر محرم پر پہلی نگاہ پڑ جائے تو یہ بھی معاف ہے، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ فوراً نگاہ پھیر لی جائے۔ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نگاہ پڑنے سے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نظر پھیر لوں۔ [1] نیز ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

((يَا عَلِيُّ، لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) "اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ دوڑاؤ یعنی کسی اجنبی عورت پر نگاہ پڑنے کے بعد دوبارہ نگاہ نہ ڈالو، اس لیے کہ پہلی اتفاقیہ نظر تمھارے لیے (معاف) ہے اور دوسری تمھارے لیے (معاف) نہیں ہے۔" [2]

"[البتہ] عورتوں پر مردوں کو نہ دیکھنے کی اتنی سختی نہیں جتنی مردوں پر عورتوں کے دیکھنے کے بارے میں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی چادر کے ساتھ مجھے پردے میں لیے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی، وہ (برچھوں کے ساتھ) کھیل رہے تھے، یہاں تک

1] صحیح مسلم: ۲۱۵۹ 2] جامع ترمذی: ۲۷۷۷، سنن ابو داؤد: ۲۱۴۹، السراج المنیر ۲/ ۹۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ میں ہی اکتا جاتی، تو ایک نو عمر لڑکی کا اندازہ کر لو جو کھیل دیکھنے کی شوقین ہو۔"[1] یعنی اندازہ لگالو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کتنی دیر کھڑے رہے ہوں گے۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند نے تیسری طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: "ام شریک کے گھر رہ کر عدت گزارو۔" پھر فرمایا: "اس عورت کے پاس میرے صحابہ کثرت سے آتے ہیں، (کیوں کہ وہ مال دار اور بہت مہمان نواز خاتون تھیں) اس لیے تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت گزارو، کیوں کہ وہ نابینا آدمی ہیں، تم اپنے کپڑے بھی نیچے رکھ سکو گی۔" [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر شہوانی خیال نہ ہو تو عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ پردے کا حکم عورتوں کو ہے، تاکہ مرد انھیں نہ دیکھیں، مردوں کو نہیں کہ عورتیں انھیں نہ دیکھیں۔ البتہ اگر شہوت کے ساتھ ہو تو عورتوں کو بھی مردوں کی طرف دیکھنا حرام ہے، جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔" [3]

بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ موجودہ دور میں بدنگاہی سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ جب کہ ہر سو شیطان کے کارندوں نے بے حیائی کا جال بچھا رکھا ہے، ہر طرف بے پردگی و عریانیت عام ہے، دیہی علاقہ ہو یا شہری ماحول، بھیڑ بھاڑ کی جگہیں ہوں یا اِکا دُکا افراد کا جمگھٹا، غرض ہر طرف زیب و زینت سے آراستہ ہو کر بناؤ سنگار کر کے عورتیں بے پردہ نظر آتی ہیں، ہر گلی و کوچہ میں عورتیں بالکل نیم برہنہ ہو کر مردوں کی شانہ بہ شانہ چل رہی ہوتی ہیں۔ اس لیے فتنوں کے اس دور میں نگاہوں کو فواحش اور حرام چیزوں سے بچانا بڑا مشکل معاملہ اور ایک مومن کے لیے بہت بڑی آزمائش ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ جن کے دلوں میں خوفِ الٰہی، اللہ کے احکام و فرامین کا پاس و لحاظ اور اس کے سزا و عقاب پر پختہ ایمان و ایقان ہوتا ہے، اُنھیں دنیا کی رنگینیاں اور رعنائیاں ہزار کشش اور جاذبیت کے باوجود بھی اپنی طرف مائل

1] صحیح بخاری: ۵۲۳۶ 2] صحیح مسلم: ۱۴۸۰ 3] مذکورہ باتیں تفسیر القرآن الکریم (۳/۱۰۵) سے ماخوذ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں ناکام ثابت ہوتی ہیں۔ اس لیے بد نگاہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم جہاں بھی رہیں اللہ کے خوف اور خشیت کو اپنے دلوں میں جاگزیں رکھیں، نگاہوں کو غلط جگہوں پر ڈالنے اور کسی بھی جانب اُٹھانے سے پہلے یہ بات دھیان میں رکھیں کہ اللہ کے سامنے ہمیں اپنے ہر عمل کا جواب دینا ہے۔ سو جہاں تک ممکن ہو سکے اپنی نگاہوں کو غلط چیزوں کی طرف ڈالنے سے احتراز کریں۔ نظروں کو فواحش اور محرمات سے محفوظ رکھنے کی صورت میں انسان بے حیائی اور بدکاری سے محفوظ رہے گا، جس سے اس کے ایمان میں اضافہ ہو گا، ایمانی لذت و مٹھاس کو محسوس کرے گا، عقیدے میں مضبوطی آئے گی، عزم و ارادہ میں پختگی حاصل ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں ثابت قدمی نصیب ہو گی۔

اور جہاں تک حفاظتِ فروج کا معاملہ ہے تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ بدکاری وغیرہ سے دوری اختیار کر کے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کی جائے اور اس میں زنا، لواطت، سحاقت اور استمنا بالید وغیرہ سے حفاظت اختیار کرنا شامل ہے، لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ فروج کو ظاہر کرنے اور کھولنے سے احتراز کیا جائے، مقاماتِ ستر کو ڈھانپا جائے، نیم عریاں اور برہنہ لباس زیب تن کرنے سے بچا جائے۔

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ)) ”اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اپنا ستر سب سے چھپاؤ۔“

وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ ملے جلے ہوں یعنی بھیڑ بھاڑ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تم سے ہو سکے کہ تمھارا ستر کوئی نہ دیکھے تو اسے کوئی نہ دیکھے یعنی مقدور بھر کوشش کرو کہ اسے کوئی نہ دیکھے۔“ وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسول! جب ہم میں سے کوئی تنہا خلوت میں ہو تو؟ آپ نے فرمایا: "لوگوں کی بہ نسبت اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔" [1]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو مردوں کے سامنے اور عورتوں کو عورتوں کے سامنے اپنی شرم گاہوں کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے، اور زبان و شرم گاہ کی حفاظت کرنے والوں کو جنت کی بشارت اور ضمانت دی ہے، جیسا کہ اس موضوع سے متعلق احادیثِ نبویہ پہلے ہی بیان کی جاچکی ہیں۔

اظہارِ زینت کی اجازت اور اس کے حدود

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں اپنی زینت کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور اس کو ظاہر کرنے سے روکا ہے۔

زینت کے معنی حسن و جمال، آرائش، بناؤ سنگار اور سجاوٹ کے ہیں۔ اس سے مراد فطری حسن و جمال بھی ہے اور وہ لباس، زیور اور سامانِ آرائش بھی ہے، جو عورتیں اپنے حسن و جمال میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں، قرآن کریم میں زیادہ تر مادی اشیا پر زینت کا اطلاق کیا گیا ہے۔ یہاں عورت کو انھیں چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، البتہ جو زینت بلا اختیار از خود ظاہر ہو جائے یا اس کا چھپانا ناممکن ہو یا اسے ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت درپیش ہو تو اس پر کوئی پکڑ نہیں ہے۔ از خود ظاہر ہو جانے والی زینت کے بارے میں سلف سے جو اقوال منقول ہیں ان کا مستفاد یہی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد وہ کپڑے ہیں جن سے فطری حسن و جمال اور زینتِ باطنہ کو چھپایا جاتا ہے۔ البتہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں جو منقول ہے اس کو بنیاد بنا کر بعض منکرینِ حجاب نے یہ بات کہی ہے کہ عورت کا اپنا چہرہ، ہتھیلیاں، ہاتھ کی مہندی اور انگوٹھی، آنکھوں کا سرمہ، بالیاں اور کنگن

[1] سنن ابو داؤد: ۴۰۱۷، جامع ترمذی: ۲۷۶۹، ۲۷۹۴، واخرجہ البخاری معلقا قبل حدیث: ۲۷۸ مختصراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز ہے۔ حالاں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا مقصود یہ نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

سلف میں سے جن لوگوں نے چہرے کو کھولنے کی اجازت دی ہے، ان کے نزدیک بھی چہرے کا چھپانا افضل اور مسنون و مستحب عمل ہے، سوائے چند ملحدین کے کسی نے بھی چہرہ چھپانے کی مسنونیت اور مشروعیت کا انکار نہیں کیا ہے۔ اختلاف فقط چھپانے کی وجوبیت اور عدمِ وجوبیت کے بارے میں ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے موقف میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر اجنبیوں کے اعتبار سے فرمائی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر اپنے لوگوں کے اعتبار سے فرمائی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اجنبیوں کے سامنے ظاہری کپڑوں کے سوا کوئی زینت ظاہر نہ کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ "زینتِ ظاہرہ" (چہرہ اور ہاتھ) خاوند کے علاوہ اپنے محرموں کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں، جس میں سرمہ، مہندی، بالیاں، کنگن، ہار سب کچھ شامل ہے۔ ان محرموں کا بیان آگے فرمادیا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾

"اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے، اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہروں کے لیے، یا اپنے باپوں، یا اپنے خاوندوں کے باپوں، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہروں کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں، یا اپنے بھتیجوں، یا اپنے بھانجوں، یا اپنی عورتوں، یا اپنے مملوک کے لیے۔" [النور:۱]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البتہ زینتِ باطنہ (پیٹ، سینہ، ران اور مخفی حصے) صرف خاوند کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں۔

اب آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی مکمل تفسیر پڑھیں، جس کا صرف شروع کا حصہ بیان کیا جاتا ہے۔ طبری نے (علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس سے) حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آیت: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"وَالزِّيْنَةُ الظَّاهِرَةُ: الْوَجْهُ وَ كُحْلُ الْعَيْنِ وَ خِضَابُ الْكَفِّ وَ الْخَاتَمُ، فَهٰذِهِ تَظْهَرُ فِيْ بَيْتِهَا لِمَنْ دَخَلَ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهَا" "زینتِ ظاہرہ سے مراد چہرہ، آنکھ کا سرمہ، ہتھیلی کی مہندی اور انگوٹھی ہے، چناں چہ وہ یہ چیزیں اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے جو اس کے پاس اندر آتے ہیں۔"[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اس سے بڑا ظلم کیا ہو گا کہ وہ یہ زینت گھر کے اندر اپنے لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کی بات کر رہے ہیں اور یہ حضرات سرمہ، مہندی، گلے کے ہار اور کنگن اور انگوٹھی سمیت چہرے اور ہتھیلیوں کو اپنوں اور بیگانوں سب کے سامنے کھلا رکھنے کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول قرار دے رہے ہیں۔"[2]

چہرے کا پردہ

عورت کے لیے اپنے جسم کا مکمل پردہ کرنا ضروری ہے، مگر ظاہری اعتبار سے پورے جسم میں پردہ کرنے کا اصل مقام چہرہ ہے، یہی حسن و قبح کا مرکز اور محور بھی ہے اور لوگوں کی توجہ بھی زیادہ تر اسی پر مرکوز ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے جب سینہ اور گردن کو چھپانے کی بات کہی ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ چہرے کو چھپانے کے بجائے اسے کھولنے کی اجازت دے گا، قرآن کریم کا مقصود چہرے اور ہتھیلیوں کی نمائش کرنا نہیں ہے۔ اگر چہرے کو ہی پردہ سے

[1] [جامع البیان ۱۷/۲۵۹]

[1] [ماخوذ از: تفسیر القرآن الکریم ۳/۱۰۸]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خارج کر دیا جائے تو پھر اسلامی پردہ کی خصوصیت اور امتیاز ہی کیا رہ جائے گی۔ چوں کہ چہرہ ہی حسن و قبح کا اصل مرکز ہے اب اگر اسی سے پردے کا انخلا کر دیا جائے تو پھر آگے چل کر بہت سی بھیانک برائیاں جنم لیں گی اور بے حیائی کے پھیلاؤ کا اہم سبب بنے گی۔ جیسا کہ ایک عربی شاعر نے کیا خوب ترجمانی کی ہے: ؎

رفع النقاب وسيلة إن حبذت ضمت إليها للفجور وسائل

فالاختلاط فمرقص فتواعد فالاجتماع فخلوة فتواصل

"پردہ اٹھانا اگر محبوب ہو جائے تو یہ ایک وسیلہ ہے، جس کے ساتھ فواحش کے اور بھی وسائل شامل ہو جاتے ہیں۔ چناں چہ اولاً باہمی اختلاط ہے، پھر ڈانس، پھر عہد و پیمان، پھر اجتماع، پھر خلوت نشینی اور پھر وصال کا مرحلہ ہے۔"

غیر محرم اجنبی لوگوں کے سامنے چہرے کو مستور و محجوب رکھنا واجب ہے، یہی شریعت کا مقصود ہے اور کتاب و سنت کے دلائل بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں، عہد نبوی میں اور اس کے بعد کے ادوار میں مسلمان خواتین کا برابر اسی پر عمل رہا ہے۔ چہرے کو مستور رکھنے کی وجوبیت کے چند دلائل آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

① اوپر سورہ احزاب کی جس آیتِ کریمہ میں جلابیب ڈالنے کی بات کہی گئی ہے اس کا مقصود بھی وجوبی طور پر چہروں کو چھپانا ہے۔ جلابیب، جلباب کی جمع ہے جس کے معنی لمبی چادر کے ہیں، جو جسم کو ڈھانپ لے۔ یعنی اجنبی مردوں سے جسم کو ڈھانپ لیں تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ شریف اور باحیا خواتین ہیں اس طرح انھیں ستایا نہ جائے۔ پہچانی جانے سے مطلب خاص ان کی شناخت نہیں ہے کہ وہ فلاں عورت ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ پردہ کرنے کی وجہ سے ان کی پہچان ہو جائے کہ یہ شریف عورتیں ہیں بازاری نہیں ہیں، گویا چہرہ کشائی اور جسمانی نمائش کے ساتھ بے پردہ ہو کر نکلنا لوگوں کو دعوتِ التفات دینا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر اس طرح کی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"أَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ فِيْ حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِنَّ بِالْجَلَابِيْبِ وَ يُبْدِيْنَ عَيْنًا وَاحِدَةً" "اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو وہ اپنے چہروں کو اپنے سروں کے اوپر سے بڑی چادروں کے ساتھ ڈھانپ لیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔" [1]

② اوپر سورہ احزاب کی جو ترپنویں آیت ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ نقل کی گئی ہے اس میں بہ وقتِ ضرورت عورتوں سے پردے کے اوٹ سے کوئی سامان طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت اجنبی لوگوں سے اپنے چہرے کا پردہ کرے گی، اس لیے کہ اگر چہرے کو کھلا رکھنے کی اجازت ہوتی تو پردے کی اوٹ کے بجائے روبرو طلب کرنے کی بات کہی جاتی۔ اور یہاں آیتِ کریمہ میں وارد لفظ حجاب سے مراد ہر وہ چیز ہے، جسے پردے یا اوٹ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو خواہ وہ کوئی دیوار ہو یا کپڑے ہوں۔

③ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان: ﴿وَ لَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾ میں پاؤں کو زور سے زمین پر مارنے سے منع کیا ہے کہ کہیں غیر مردوں کو ان کے زیور کی آواز سے شہوانی خیال پیدا نہ ہو اور وہ فتنے میں پڑ جائیں۔ اب ایک عورت جو معلوم نہیں جوان ہے یا بوڑھی، خوب صورت ہے یا بد صورت، اس کی پازیب کی آواز دلوں میں خرابی پیدا کرتی ہے اور اسے چھپائے رکھنے کا حکم ہے، تو چہرہ جس پر کسی عورت کے خوب صورت ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے، وہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو گا؟ اور کس صورت میں بہکنے کا زیادہ احتمال پایا جاتا ہے؟ کوئی بھی باشعور شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ چہرہ زیادہ فتنے کا باعث ہے اور مستور رکھنے کا زیادہ حق دار ہے۔

.....

1] جامع البیان : ۱۹/۱۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

④ حادثۂ اِفک سیرتِ نبوی کا مشہور باب ہے، جو کہ غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی میں پیش آیا تھا، سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ قافلے کے پیچھے آ رہے تھے، ایک جگہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سوتے ہوئے پایا، چوں کہ وہ انھیں آیتِ حجاب کے نزول سے پہلے دیکھ چکے تھے، اس لیے فوراً پہچان گئے اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آواز سن کر جب بیدار ہوئیں تو فوراً ہی اپنی جلباب سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اور اس کے بعد کوئی بات نہیں ہوئی۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے، اگر چہرے کا ڈھانپنا واجب نہ ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا چہرہ نہ ڈھانپتیں اور اگر حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے انھوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا ہوتا تو وہ کبھی نہ پہچان سکتے، کیوں کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد انھیں دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي)) ترجمہ: ”پس جب انھوں نے مجھے دیکھا تو وہ مجھے پہچان گئے، انھوں نے حجاب سے پہلے مجھے دیکھ رکھا تھا، انھوں نے جب مجھے پہچان کر اِنا للہ پڑھا تو میں بیدار ہو گئی اور میں نے اپنا چہرہ اپنی چادر سے ڈھانپ لیا۔“ [1]

⑤ عورتوں کے لیے ممنوعاتِ احرام سے متعلق سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ)) ترجمہ: ”اور حالتِ احرام میں عورت نہ نقاب استعمال کرے اور نہ دستانہ پہنے۔“ [2]

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان عورتوں کے یہاں نقاب اور دستانے کا استعمال مشہور و معروف تھا، جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ چھپے رہتے تھے اسی لیے

[1] صحیح بخاری: ۴۱۴۱، ۴۷۵۰، صحیح مسلم: ۲۷۷۰ [2] صحیح بخاری: ۱۸۳۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

احرام کی حالت میں ان کے پہننے سے روکا گیا۔ اور پھر احرام کی حالت میں عورتیں اجنبی مردوں کا سامنا ہونے پر اپنی چادروں سے اپنا چہرہ چھپالیا کرتی تھیں۔ اگر چہرے کا پردہ ضروری نہ ہوتا تو وہ سب اپنی چادروں سے اپنا چہرہ نہ چھپاتیں، کیوں کہ احرام کی حالت میں چہرہ کھلا رکھنا ضروری ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ)) ترجمہ: ”سوار ہمارے سامنے سے گزرتے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں، جب سوار ہمارے برابر آجاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اسے کھول لیتیں۔“ [1]

نیز مستدرک حاکم میں سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کا بیان اس طرح مروی ہے:

((كُنَّا نُغَطِّي وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ)) ترجمہ: ”ہم مردوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتی تھیں۔“ [2]

⑥ کئی احادیث میں شادی کرنے والے شخص کو اپنی ہونے والی بیوی یعنی مخطوبہ کو دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے، بلکہ کچھ صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخطوبہ کو دیکھنے کا حکم دیا اور اس کی ترغیب دلائی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کو خبر دی کہ وہ ایک انصاری عورت سے شادی کر رہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا:

((فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا)) ترجمہ: ”جاؤ اسے دیکھ لو! کیوں کہ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔“ [3]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن ابو داود: ۱۸۳۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر اس کو حسن اور جید قرار دیا ہے۔ تراجع العلامۃ الالبانی: ۴۳۳، ۲/ ۲۶۴

[2] إرواء الغلیل ۴/ ۲۱۲ [3] صحیح مسلم: ۱۴۲۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ)) ترجمہ: ''جب تم میں سے کوئی عورت کو نکاح کا پیغام دے، اگر وہ چیز دیکھنا ممکن ہو جو اسے اس سے نکاح کرنے پر آمادہ کرے تو وہ ضرور ایسا کرے''

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: ''میں نے بنو سلمہ کی ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں اسے چھپ کر دیکھتا تھا، یہاں تک کہ میں نے اسے دیکھ لیا جس سے مجھے اس کے ساتھ نکاح کی رغبت ہوئی اور میں نے اس سے شادی کر لی۔''[1]

اسی طرح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی مخطوبہ کو چھپ کر دیکھنے کی کوشش کی اور پھر مشکل سے کھجور کے ایک باغ میں دیکھ پائے۔ [2]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی منگیتر کو دیکھنے گئے تو اس عورت نے کہا: ''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھنے کا حکم دیا ہے تو ضرور دیکھ لیجیے، اور اگر انھوں نے حکم نہیں دیا تو میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں۔'' (كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ) ''گویا کہ اس نے اس بات کو بہت بڑا سمجھا۔'' [3]

غور کیجیے! اگر چہرے کا کھلا رکھنا جائز ہوتا اور صحابیات چہرے کو کھلا رکھتیں تو پھر دیکھنے کے لیے اتنی کوشش نہ کرنی پڑتی، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اُس دور میں عورتیں وجوبی طور پر چہرے کا پردہ کرتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ کوشش کے باوجود چہرے کا دیکھ پانا مشکل تھا۔

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے چہرے کا چھپانا واجب ہے اور یہ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے استثناء سے خارج ہے، اس سے مراد فقط وہ زینت یا حصۂ جسم ہے جو از خود بلا قصد ظاہر ہو جائے، چناں چہ چہرہ اور ہتھیلی وغیرہ اگر از خود ظاہر ہو جائے یا کوئی ضرورت اسے ظاہر کرنے کی متقاضی ہو تو اس کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہو گا إن شاء اللہ۔ البتہ مردوں کے لیے اس کا دیکھنا بلا ضرورت جائز نہیں ہو گا، کیوں کہ پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے انھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

1] سنن ابو داؤد: ۲۰۸۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۹۹]2[سنن ابن ماجہ: ۱۸۶۴، سلسلۃ: ۹۸]3[سنن ابن ماجہ: ۱۸۶۶، صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ چہرہ کشائی بے حیائی میں پڑنے کی اوّلین منزل ہے اور چہرے کا کھولنا پورے محاسن کو بے پردہ کرنے جیسا ہے۔ معاشرے میں عریانیت اور بے پردگی کی جو حالت ہے اس کی ابتدا یقیناً نقاب سے گلو خلاصی اور چہرہ کشائی کے ذریعہ ہوئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ جنھیں چہرہ کشائی میں عار نہیں محسوس ہو گا آگے چل کر وہ دیگر اعضائے بدن کو عریاں کرنے میں کوئی قباحت نہیں محسوس کریں گی، جیسا کہ معاشرے میں ہم اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ جن مسلم خواتین کے چہرے کھلے ہوتے ہیں، ان کے بازو، گلا، بال، سینے کا اوپری حصہ اور ہار و بالی وغیرہ پورے آب و تاب کے ساتھ بے پردہ ہوتے ہیں۔

جِلباب اور نقاب

گذشتہ آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اگر گھر کے اندر محارم اور دیگر مستثنٰی لوگوں کے سامنے رہیں تو خمار یعنی اوڑھنی کا استعمال کریں تاکہ سر، گردن، اور سینہ چھپے رہیں اور کسی طرح کی بے حیائی اور بے پردگی کا اظہار نہ ہونے پائے، اور اگر اضطراری صورت میں بہ وقتِ ضرورت گھر سے باہر جانا ہو تو جلباب یعنی بڑی چادر کا استعمال کریں تاکہ سر، چہرہ اور پورے بدن کا بخوبی پردہ ہو جائے اور جسم کے نشیب و فراز واضح نہ رہیں۔ اس طرح وہ اجنبی اور غیر مردوں کی ہوس ناک نگاہوں سے محفوظ رہیں گی۔

نقاب اور برقع بھی اسی ضرورت کو پوری کرنے کے لیے ایک معقول لباس ہے، جس میں عورت کے جسمانی اعضا بشمول چہرہ اور نگاہیں محفوظ ہو جاتے ہیں اور کسی طرح کی بے پردگی اور عریانیت کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔ زمانۂ قدیم ہی سے نقاب مسلم عورتوں میں معروف تھا، مگر آج کل اس کا چلن جتنا عام ہے اتنا پہلے نہیں تھا، پہلے زیادہ تر خواتین بڑی چادروں سے پردے کا اہتمام کرتی تھیں اور وہ بھی نہایت سادہ، موٹا، نقش و نگار سے عاری اور غیر رنگین ہوا کرتا تھا۔ نقاب کا استعمال اب اتنا عام ہو گیا ہے کہ چادر وغیرہ کا نام و نشان نہیں رہ گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ حقیقت ہے کہ پردہ کرنے کے لیے برقع بہت ہی موزوں لباس ہے، جس سے بدن کے سارے اعضا مستور رہتے ہیں، مگر مسلمان عورتوں میں جب سے مغربی تہذیب نے اپنا سکہ جمایا ہے، برقعوں میں بھی نت نئے فیشن ایجاد ہونے لگے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ یہ بھی فتنے کا سبب بن گئے ہیں اور مغرب زدہ خوش حال گھرانوں میں اس کا استعمال بطور پردہ کم بطور فیشن زیادہ ہو گیا ہے، یہ فیشن زدہ ماڈرن برقعے زیب و زینت کے اظہار اور جسمانی نشیب و فراز کو عیاں کرنے کا ذریعہ بن چکے ہیں، جس کے استعمال سے آزاد خیال عورتیں بظاہر پردہ میں رہتے ہوئے بھی بے پردہ نظر آتی ہیں اور آج کی بہت سی شرم وحیا سے عاری برہنہ پسند عورتیں اپنی اس نیم عریانیت پر فخر کرتی نظر آتی ہیں۔ سچ ہے: ؎

کالے برقعے کو بھی اک فتنۂ تازہ کہیے
اس کو پردہ نہیں پردے کا جنازہ کہیے

پازیب کی آواز

عورتوں کو زمین پر زور زور سے پاؤں مار کر چلنے سے منع کیا گیا ہے، مبادا اس سے پازیب اور زیورات کی آواز ابھرے اور لوگ ان کی جانب متوجہ ہوں اور خود اس کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو۔ اس ممانعت میں ہر وہ حرکت اور عمل شامل ہے کہ جس سے چھپا ہوا سنگار اور خُفتہ زیبائش واضح ہو جائے۔ چناں چہ اس ممانعت کے اندر عورت کا خوشبو لگا کر گھروں سے باہر نکلنا بھی داخل ہے نیز خود کو نمایاں کرنے اور بڑکپن کے اظہار کے لیے اونچی ہل کی ایسی سینڈل کا استعمال بھی اس ممانعت میں آجاتی ہے، جس سے آواز ابھرے اور لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں، اونچی ہل نما چپلوں کا رواج زمانۂ قدیم میں بھی اپنی طرف مائل کرنے والی عورتوں میں پایا جاتا تھا۔ البتہ اس سے اپنی ذات اور اپنے ستر کی حفاظت مقصود ہو تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں

عورتیں اپنی زینت و آرائش کو چند لوگوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں یعنی یہ چند لوگ ایسے ہیں کہ ان سے حجاب اور پردہ کرنا ضروری نہیں ہے :

(1) خاوند، عورت اس کے لیے ہر طرح کی زینت و آرائش کرے گی۔ اور تمام ظاہر و باطن اس کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے، کیوں کہ یہی اس کا حقیقی محور ہے اور عورت کی ساری زینت اس کی امانت ہے۔ اس کے سوا بقیہ جتنے محارم ہیں عورت ان کے سامنے چہرہ اور ہاتھ وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے اور اگر ان سے فتنے کا خوف ہو تو پھر ان سے بھی پردہ کرنا ضروری ہو گا۔

(2) والد، اس میں دادا، پر دادا اور اس کے اوپر کے تمام لوگ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں رضاعی باپ دادا کا بھی یہی حکم ہے۔

(3) خاوند کا باپ یعنی خسر، اس میں بھی دادا، پر دادا اوپر تک شامل ہیں۔

(4) اولاد، اس میں پوتے، پر پوتے اور نواسے، پر نواسے نیچے تک شامل ہیں۔

(5) خاوند کی دوسری بیویوں کی اولاد، اس میں بھی پوتے، پر پوتے اور نواسے، پر نواسے وغیرہ نیچے تک شامل ہیں۔

(6) بھائی، اس میں عینی (سگے بھائی)، اخیافی (باپ جائی بھائی) اور علاتی (ماں جائی بھائی) تینوں قسم کے بھائی شامل ہیں۔

(7) بھتیجے، تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور ان سے نیچے کی تمام اولاد شامل ہیں۔

(8) بھانجے، تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد نیچے تک شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حدیث کے مطابق مردوں میں سے داماد سے بھی پردہ نہیں ہے۔

(9) اپنی عورتیں۔ مفسر قرآن شیخ عبد الرحمان کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اپنی عورتوں سے مراد آپس میں میل ملاقات رکھنے والی مسلمان عورتیں ہیں، جو ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتی پہچانتی اور ایک دوسرے پر اعتبار رکھتی ہوں۔ رہی دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم، مشتبہ اور اَن جانی عورتیں تو ایسی عورتوں سے اپنی زیب وزینت چھپانے اور حجاب کا ایسا ہی حکم ہے، جیسے غیر مردوں سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں ہی ہوتی ہیں، جو قحبہ گری کی دلالی بھی کرتی ہیں، نوخیز اور نوجوان لڑکیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر غلط راہوں پر ڈال دیتی ہیں اور شیطان کی پوری نمائندگی کرتی ہیں۔ ایک گھر کے بھید کی باتیں دوسرے گھر میں بیان کر کے فحاشی پھیلاتی اور اس کی راہ ہموار کرتی ہیں۔ ایسی بدمعاش قسم کی عورتوں سے پرہیز کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا تمام اَن جانی اور غیر مسلم عورتوں یا غیر عورتوں سے بھی حجاب کا حکم دیا گیا، بلکہ ایسی عورتوں کو گھروں میں داخلہ پر بھی ایسے ہی پابندی لگانا ضروری ہے، جیسے غیر مردوں کے لیے ضروری ہے۔" [1]

(10) لونڈی اور کنیز، حدیثِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام سے بھی پردہ نہیں ہے، لہٰذا عورت اپنے غلام کے سامنے اپنی اس زینت کو ظاہر کر سکتی ہے، جو بقیہ اور دیگر محارم کے سامنے ظاہر کرتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر آئے، جس کو آپ نے انہیں ہبہ کیا تھا، فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک ایسا کپڑا تھا کہ وہ جب اس سے سر ڈھانکتیں تو پاؤں تک نہ پہنچتا اور جب پاؤں ڈھانکتیں تو سر تک نہ پہنچتا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت کو دیکھا تو فرمایا:

((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ)) ترجمہ: "یقیناً تم پر کوئی حرج نہیں ہے، یہاں صرف تمھارے والد ہیں اور تمھارا غلام ہے۔" [2]

(11) گھروں میں رہنے والے شہوت سے عاری اور ہم بستری کی خواہش نہ رکھنے والے بدھو قسم کے نوکر چاکر اور شاگرد قسم کے افراد سے بھی عورت کو پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے، لیکن اگر اس طرح کے لوگ عورتوں کی خفیہ باتوں سے دلچسپی لیں تو گھروں میں ان کے داخلہ پر پابندی لگائی جائے گی اور خواتین ان سے پردہ کریں گی۔ شیخ عبد الرحمان کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

]1[تیسیر القرآن ۳/ ۲]2[سنن ابو داؤد: ۴۱۰۶، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۸۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر یہ خطرہ ہو کہ ایسے لوگوں کے شہوانی جذبات کسی وقت بھی بیدار ہو سکتے ہیں تو پھر ان سے یہ رخصت ختم ہو جاتی ہے۔ ان پر حجاب کے احکام لاگو ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے اظہار زیب وزینت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لہذا ایسے جوان ڈرائیور، خانساماں، اور بیرے وغیرہ سے حجاب کی رخصت کی کوئی گنجائش نہیں، بالخصوص اس صورت میں کہ ان کی شادی بھی ابھی نہ ہوئی ہو۔" [1]

واضح رہے کہ غلام اور اس طرح کے مردوں کے ساتھ عورت خلوت نشینی نہیں اختیار کر سکتی ہے اور نہ ان کے ساتھ سفر کر سکتی ہے، کیوں کہ یہ محارم میں سے نہیں ہیں۔

(12) ایسے نابالغ اور چھوٹے بچے جو عورتوں کی خفیہ باتوں سے ناواقف ہوں۔

آیتِ کریمہ میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے، حالاں کہ یہ بھی محارم میں سے ہیں، سو یہ لوگ بھی باپ کے حکم میں ہیں اس لیے ان سے بھی پردہ نہ کرنا درست ہے۔ جب کہ بعض مفسرین کے نزدیک عورت ان سے بھی پردہ کرے گی، اُنھوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ممکن ہے یہ اپنے بیٹوں کے سامنے عورتوں کے محاسن بیان کریں اس لیے ان کے سامنے بغیر دوپٹے کے نہیں آنا چاہیے۔

فتنۂ آواز

عورت کی آواز میں فطری طور پر لطافت و نزاکت اور ملائمت و کشش پائی جاتی ہے، اس لیے اجنبی مردوں سے گفتگو کے وقت خوش آوازی اور نرمی و لطافت کا لہجہ اپنانے سے روکا گیا ہے، کیوں کہ خوش آوازی اور آواز میں سُریلا پن لانے سے شہوانی خواہشات کے بھڑکنے کا اندیشہ رہتا ہے اور سامنے والا کسی غلط فہمی کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے انھیں مردوں سے گفتگو کے وقت لہجے میں قدرے سختی، روکھا پن، معمولی بلندی اور مضبوطی اختیار کرنی چاہیے تاکہ حیا اور وقار کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔ ساتھ ہی معروف طریقے سے دستور کے مطابق

[1] تیسیر القرآن ۳/۲۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گفتگو کرنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ کسی طرح کی منافرت نہ پیدا ہو اور سِرے سے بے حیائی کا خیال ہی دل میں نہ کھٹکے اور کوئی یہ تصور نہ کر سکے کہ یہ عورت میری طرف مائل ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل کی ماڈرن عورتیں لوگوں کو لبھانے کے لیے آواز میں کشش و جاذبیت اور ادائے کلام میں تصنع اور تکلف کے ذریعہ لچکیلا پن پیدا کر کے مغنیہ، گلوکارہ اور موسیقار کی شکل میں سامنے آرہی ہیں اور حامیانِ آزادیِ نسواں اسے خوب خوب استعمال بھی کر رہے ہیں۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ آج تربیت گاہوں میں بھی لاؤڈ-اسپیکر میں مسلم طالبات غزلیں اور دیگر نامناسب نظمیں اور گیتیں الاپتی نظر آرہی ہیں، جو کہ فتنے کا باعث اور آوارہ قسم کے لوگوں کو مائل کرنے کا ایک ذریعہ بن سکتا ہے۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون

موجودہ دور میں مشاعرہ کے نام پر بہت سی مسلم خواتین بھی بے پردہ ہو کر اپنی سریلی و مسحور کن آواز اور نازک اداؤں کے ذریعہ بے حیائی کے پھیلاؤ میں خاصا کردار ادا کر رہی ہیں، میک اپ اور بناؤ و سنگار میں بازاری فاحشاؤں کو بھی مات دے رہی ہیں اور مخلوط اسٹیجوں کی زینت بن کر بے حیائی کو خوب خوب فروغ دے رہی ہیں۔ اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ بہت سے صاحبِ جبہ و دستار ان مجالسِ فتن میں شریک ہو کر سامعین کا رول ادا کرتے ہوئے انھیں داد و تحسین سے بھی نوازتے ہیں، جس کا برا تاثر اور منفی پیغام کم پڑھے لکھے عام سامعین تک جاتا ہے اور وہ اسے شرعی اعتبار سے درست اور جائز سمجھنے لگتے ہیں۔

دراصل عورت کی آواز پر تو مکمل حجاب نہیں ہے، مگر اصل پابندی یہ ہے کہ اجنبی مرد بلا ضرورت اس کی شیریں اور لچک دار آواز نہ سننے پائیں اور مرد بھی بحالتِ مجبوری کسی اجنبی عورت سے ہم کلام ہوں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ عورت ضرورت کے پیش نظر بہ قدرِ ضرورت ہی سپاٹ اور محتاط انداز میں کسی مرد سے گفتگو کرے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی طرح بلند آواز سے تلبیہ کہنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، ان کے لیے اذان دینا بھی مشروع اور جائز نہیں ہے، کیوں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں بلند آوازی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے اور نمازوں میں امام کی بھول چوک پر انھیں سبحان اللہ کہنے اور لقمہ دینے کے بجائے تصفیق یعنی الٹے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دورِ جدید کی ایجاد موبائل فون اور انٹرنیٹ پر دو مختلف جنسوں کے مابین عشق و محبت سے لبریز، لجاجت سے پُر شہوت انگیز گفتگو ہوتی ہے اور جذبات کو برانگیختہ کرنے والے کلمات کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے، اور ویڈیو کالنگ نے تو اس بے حیائی میں مزید اضافہ کر دیا ہے یعنی روبرو فحش حرکات و سکنات کے ذریعہ فحش گفتگو ہوتی ہے۔ گفتگو کی یہ ساری صورتیں حرام ہیں اور عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے اس طرح کے رویہ سے بچنا قطعی ضروری ہے اور جدید وسائل سے اپنے حد میں رہتے ہوئے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

عورت کا مسکن

عورتوں کا اصلی مسکن ان کا گھر ہے، وہ اندرونِ خانہ کی ملکہ اور اپنے اولاد کی حقیقی مربیہ ہیں۔ لہٰذا انھیں گھر کی سکونت کو لازم پکڑنی چاہیے۔ البتہ حاجات اور ضروریات کے تحت اسلامی آدابِ حجاب کو ملحوظ رکھتے ہوئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ)) ترجمہ: ”بے شک تم عورتوں کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔“ [1]

مثلاً قضائے حاجت کی ضرورت، زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے لیے جہاد میں شرکت، باپردہ ہو کر تعلیم کا حصول، مریض کی عیادت، اقربا سے ملاقات اور ان کی تقاریب مثلاً شادی و بیاہ میں شمولیت اور مساجد و عید گاہ میں حاضری وغیرہ۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحیح بخاری: ۴۷۹۵، صحیح مسلم: ۲۱۷۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) ترجمہ: ''عورت سراپا پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔'' [1]

نیز سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَ إِنَّهَا إِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَ إِنَّهَا لَا تَكُوْنُ أَقْرَبَ إِلَى اللّٰهِ مِنْهَا فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا)) ترجمہ: ''عورت سراپا پردہ ہے، اور وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔ اور وہ اللہ کے قریب اس سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی جس قدر وہ اپنے گھر کے اندر رہ کر ہوتی ہے۔'' [2]

دورِ جدید میں مغربی تہذیب سے متاثر بہت سی خواتین اپنے حقیقی مسکن اندرونِ خانہ کو خیر باد کہہ کر بیرونِ خانہ کو اپنا مسکن بنا چکی ہیں، بیرونِ خانہ کی بھاگ دوڑ میں شریک ہو کر خود کو سوشل ورک میں گم کر چکی ہیں، دفتروں اور دکانوں میں گاہکوں کی کشش کا سامان بن کر اپنی نام نہاد آزادی کی متلاشی ہیں، غرض کہ مردوں کی ہم سری کا درجہ حاصل کرنے کے لیے تمام حدود و قیود کو پسِ پشت ڈال چکی ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ حقوق و آزادیِ نسواں کے فُسّاق محرکین نے انھیں شہ دے کر جلتے پر تیل کا کام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں ان کی ناقدری میں اضافہ ہوا ہے، ان کے جائز حقوق کو سلب کر لیا گیا ہے اور سماج و معاشرے میں ان کی حیثیت اور ان کے بلند مقام کو ختم کر کے انھیں فقط تسکینِ جنس کا سامان بنا دیا گیا ہے اور ان سب کا منفی اثر سماج میں جنسی انحراف کی کثرت اور افرادِ معاشرہ کی اخلاقی حالتِ زار کی پستی کی صورت میں نظر آ رہی ہے۔

جاہلی تبرج سے ممانعت

عورتوں کو اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے، مگر انھیں پہلی جاہلی تبرج کی رَوش کو اپنانے سے روکا گیا ہے۔ اجنبی لوگوں کے سامنے جسمانی محاسن کی نمائش، زیب و زینت کے اظہار اور بے پردگی کو تبرج کہتے ہیں۔ مثلاً جسم کے بعض حصہ کو کھلا رکھنا،

[1] جامع ترمذی: ۱۱۷۳، ارواء الغلیل: ۲۷۳ [2] طبرانی، بحوالہ: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۲۶۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مردوں سے اونچی آواز میں بے باکانہ گفتگو کرنا، ناز و ادا سے چلنا، باہر نکلنے کے لیے عطریات اور خوشبو کا استعمال کرنا، زیورات اور کپڑوں کی نمائش کرنا وغیرہ۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ، فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)) ترجمہ: ”جو کوئی عورت خوشبو لگائے اور لوگوں کے سامنے سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو کو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے۔“ [1]

موجودہ دور میں وہی جاہلیتِ اولیٰ، ثقافت اور ترقی کے نام پر پھر عود کر آئی ہے اور بہت سی عورتیں غیر مردوں کے سامنے اپنی خِلقی و کسبی زینت کے اظہار پر فخر محسوس کرتی ہیں، جس کا مشاہدہ کسی بھی آزاد خیال سوسائٹی میں کیا جا سکتا ہے۔

حجاب میں تخفیف

سنِ یاس کو پہنچی ہوئیں حیض و زچگی سے محروم اور کشش و جاذبیت نہ رکھنے والی عمر رسیدہ، بوڑھی خواتین کو پردے کے سلسلے میں تخفیف دی گئی ہے کہ وہ چہرے وغیرہ کو اجنبی مردوں کے سامنے کھول سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ ”اور بیٹھ رہنے والی بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیں جب کہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں اور اگر وہ احتیاط کریں تو ان کے حق میں زیادہ اچھا ہے، اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“ [النور: ۶۰]

معلوم ہوا کہ ایسی بڑی بوڑھی عورتیں، جن میں مردوں کے لیے کشش باقی نہ رہے تو ان سے حجاب کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، لیکن اگر ان میں مردوں کے لیے کشش و جاذبیت باقی ہو

[1] سنن نسائی: ۵۱۲۶، السراج المنیر ۲/ ۸۸۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یا وہ بڑھاپے کے باوجود خود ہی زیب و زینت کا اظہار کرنے والی ہوں، جیسا کہ بہت سی خمیدہ کمر بوڑھی عورتیں اپنی کشش اور جاذبیت کھو چکنے کے باوجود بھی زیبائش و آرائش میں نوجوان دوشیزاؤں کو مات دے رہی ہوتی ہیں، تو ان کے لیے بھی پردہ کرنا واجب ہو گا۔ اور اگر بڑی بوڑھی عورتیں پردے سے متعلق رخصت کے باوجود اپنے آپ کو حجاب میں رکھیں اور احتیاط سے کام لیں تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہے۔

صحت پر عریانیت کا منفی اثر

ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق نیم عریانی، برہنگی اور تنگ و چست لباس زیب تن کرنے سے عورتوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے اور ایسی خواتین کو کئی طرح کی بیماریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹروں کی ایک جماعت کی ریسرچ اور تحقیق یہی کہتی ہے کہ :

برہنہ لباس میں ملبوس عورت کو جب کہیں زیادہ دھوپ لگ جاتی ہے تو اس کی جسمانی رونق کم ہو جاتی ہے اور بڑھاپا جلد لاحق ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹر سیمیر زمو کا کہنا ہے: یورپ کی علمی تحقیقات میں زیادہ تر عورتیں جو جِلدی کینسر کا شکار ہیں، وہ اپنے جسم کو برونی رنگ میں بدلنے کے لیے نیم عریاں یا برہنہ لباس میں زیادہ دیر تک دھوپ میں رہا کرتی تھیں۔

اسی طرح ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ: تنگ لباس جسم کی آزادی کے لیے عذاب ہے۔ نظامِ صحت کے لیے جسمانی ریشوں، خلیوں، جگر، پاؤں، پٹھوں اور خاص کر عضو تناسل کے لیے بہت ہی نقصان دہ ہے، تجربہ کی بات ہے کہ بہت سی عورتیں انھیں تنگ کپڑوں کو پہننے کی وجہ سے بانجھ پن کا شکار ہو گئیں اور بعض کو غیر طبعی تولید کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے شقِ رحم (رحم پھٹ جانا) اور بہت ہی تکلیف دہ آپریشن سے دوچار ہوئیں۔ یہ تنگ لباس فشارِ دم (بلڈ پریشر) کا بھی سبب ہے، جو نسوں کے دب جانے کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ پاؤں، پٹھوں اور دیگر متحرک اعضا پر ایسے لباس کی سخت گرفت ہوتی ہے۔ [1]

[1] جمالیاتِ نسواں طب و شرع کی روشنی میں ص: ۵۰-۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غرض کہ عریانیت و بے حجابی اور فواحش کے پھیلاؤ سے سماج میں بڑی بھیانک اخلاقی و جنسی برائیاں اور شرعی قباحت کے ساتھ ساتھ بہت سی نفسیاتی و جسمانی بیماریاں جنم لیتی ہیں، اس لیے اس سے بچنا اور ااس طرح کی واہیات حرکات و اعمال سے دوری اختیار کرنا سماج کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

شیطانی چال

دراصل انسانوں کو عریاں اور بے پردہ کرنا شیطانی داؤ پیچ ہے، شیطان ہی فواحش کو مزین اور آراستہ کر کے، لوگوں کو بہلا پھسلا کر اس کی جانب آمادہ کرتا ہے اور پھر اسے بے حیائی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سیدنا آدم اور حوا علیہا الصلاۃ والتسلیم کو عریاں اور بے پردہ کرنے اور انھیں جنت سے نکلوانے کے لیے شیطان ہی نے مکر و فریب اور حیلہ سازی سے کام لیا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَىٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ﴾

ترجمہ: ”پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تا کہ ان کے لیے کھول دے ان کی شرم گاہیں، جو ان دونوں سے چھپائی گئی تھیں۔ اس نے کہا کہ تمھارے رب نے تم کو اس درخت سے صرف اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔“ [الأعراف:۲۰]

شیطان نے اپنی دسیسہ کاریوں اور حیلہ سازیوں سے جب سیدنا آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ کر دیا تو وہ دونوں غیر شعوری طور پر جنت کے پتے توڑ توڑ کر پردہ کرنے لگے۔ گویا عریانیت سے دوری اختیار کرنا اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کرنا ان کی فطرت و سرشت میں داخل تھی، جس کا فوری مظاہرہ ان کی طرف سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اولادِ آدم کی فطرت میں بھی یہ داخل ہے کہ وہ اپنی آبرو کی حفاظت کریں اور اپنے مقاماتِ ستر کو ڈھانپے رکھیں یعنی عریانیت اور بے پردگی اختیار کرنا دراصل فطرت سے بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾

ترجمہ: ”پس اس نے دونوں کو دھوکے سے مائل کر لیا، پھر جب دونوں نے درخت کو چکھا تو ان کی شرم گاہیں ان پر کھل گئیں اور وہ دونوں اپنے آپ پر جنت کے پتوں سے چپکانے لگے اور ان دونوں کو ان کے رب نے پکارا کہ کیا میں نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے۔“ [الأعراف:۲۲]

مذکورہ باتوں کے ضمن میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے نعمتِ لباس کا تذکرہ فرمایا ہے اور پھر شیطانی فتن سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے کہ مبادا شیطان تمھیں بھی تمھارے ماں باپ (آدم و حوا) کی طرح عریاں اور بے پردہ نہ کر دے، اور یہ شیطان ہی ہے جو اولادِ آدم کو عریانی اور بے پردگی پر ابھارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۗ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

ترجمہ: ”اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تم کو فتنے میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا، اس نے ان کے لباس اتروائے تاکہ دونوں کو ان کی شرم گاہیں دکھائے، بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں، جہاں سے تم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انھیں نہیں دیکھ سکتے، بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔" [الأعراف:۲۷]

آج ہمارے سماج و معاشرے میں عریانیت اور بے پردگی کے جو مظاہر نظر آرہے ہیں یہ سب شیطانی جعل سازیوں کے کارنامے ہیں اور اس کو فروغ دینے والے اہلِ مغرب، داعیانِ آزادیِ نسواں اور محرکینِ مساواتِ مرد و زن در حقیقت اللہ اور اس کے رسول نیز دینِ اسلام کے دشمن اور بے ضمیر لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کی بتائی ہوئی راہوں سے بچنا اور ان کے پُر فریب نعروں اور بلند بانگ دعوؤں سے دوری اختیار کرنا انسانیت کا لازمی فریضہ اور شریعت کا واجبی تقاضا ہے۔ اللہ ہمارے دین و ایمان کو سلامت رکھے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصل چہارم: اختلاطِ مرد وزن

اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان فرائض وواجبات کی ادائیگی اور کسی بھی عمل پر اجر و ثواب کے حصول یا اعمالِ بد کی وجہ سے عذاب وعقاب دینے میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ دونوں صنفوں میں سے جو کوئی بھی نیک عمل انجام دے گا اسے اس کا مکمل بدلہ دیا جائے گا اور مذکر یا مؤنث ہونے کی بنا پر ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾ ترجمہ: ”اور جو کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“ [النساء:۱۲۴]

﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ترجمہ: ”جو کوئی برائی کرے گا اُس کو اس کے برابر ہی بدلہ دیا جائے گا اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، وہاں بے حساب رزق دیے جائیں گے۔“ [غافر:۴۰]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) ترجمہ: ”بلاشبہ عورتیں مردوں ہی کی مانند ہیں۔“ [1]

---

[1] [سنن ابوداؤد:۲۳۶، جامع ترمذی:۱۱۳، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:۲۸۶۳]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ شرعی احکام کی اتباع و پیروی اور اپنی اصل خلقت و طبیعت میں عورتیں مردوں کی طرح ہیں۔

یہ ہے اسلام کا عادلانہ نظام اور مرد وزن کے درمیان مساوات کا عین فطری نظریہ کہ جزاو سزا سے متعلق جنسیت کی بنیاد پر مرد وعورت کے درمیان تفریق نہیں کی گئی ہے، بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے حساب سے مکمل جزایا سزا دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی جائے گی۔ اسلام کی نگاہ میں بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں، دونوں کے مقام اور مرتبے میں جنسیت کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جائے گی اور دونوں کے لیے یکساں طور پر شرعی احکام وواجبات کی اتباع وپیروی لازم ہے۔

مرد وعورت کا دائرۂ عمل

البتہ قدرتی اور فطری طور پر مرد اور عورت کی جسمانی بناوٹ وساخت، قوت وصلاحیت اور مزاج وطبیعت میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے، مثلاً فطری اعتبار سے مرد قوی، درشت اور سخت ہوتا ہے اور عورت نازک، کمزور، قدرے نرم مزاج اور زود انفعالی طبیعت کی ہوتی ہے۔ اسی فطری تفریق کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض امورِ دین میں ایک دوسرے کو ان کے احوال کے مطابق کچھ تخفیف دی گئی ہے۔ مثلاً عورتوں کو ان کے مخصوص ایام میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی چھوٹ دی گئی ہے، روزے کی تو وہ قضا کریں گی، مگر نماز ان کے لیے مستقلاً معاف ہے، مرد بیک وقت چار عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے، مگر عورت ایک وقت میں صرف ایک ہی مرد کی زوجیت میں رہ سکتی ہے، جہاد صرف مردوں پر فرض کیا گیا ہے، مسجد میں جمعہ اور باجماعت نمازوں کی ادائیگی صرف مردوں پر فرض ہے، طلبِ رزق، عورتوں کے نان و نفقہ، سکنیٰ اور بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کی ذمہ داری صرف مردوں کو دی گئی ہے، کیوں کہ وہ خارجی دنیا کی آزمائش اور پریشانیوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں اور ہر طرح کے پیش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آمدہ مسائل سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں اور عورتوں کو بیرونی تگ و دو سے بچا کر بچوں کی پرورش و پرداخت اور اندرونِ خانہ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور انھیں گھر کی ملکہ اور منتظم ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک سے ان کی ذمہ داری سے متعلق باز پرس ہو گی۔ مگر موجودہ دور کی بہت سی آزاد خیال خواتین اور نام نہاد آزادیِ نسواں کے حامیوں کو یہ اعزازِ الٰہی طوقِ غلامی نظر آتی ہے، تحفظ کی یہ چہار دیواری اُنھیں قید خانہ نظر آتا ہے اور شرعی حدود و ضوابط کی پامالی کو ترقی اور روشن خیالی کا نام دے لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ ترجمہ: ”مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے اُن کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مالوں سے خرچ کیا ہے۔“ [النساء:۳۴]

قوّام کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورتوں کے محافظ اور نگراں ہیں، ان کے نان و نفقہ کے ذمہ دار ہیں، غلط روی کی صورت میں ان کی اسلامی تادیب و تربیت کے مکلف ہیں اور آوارہ مزاج بد قماش لوگوں سے انھیں بچانا ان کا واجبی فریضہ ہے۔ گویا مرد کی حیثیت حاکم اور سردار کی سی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بناوٹ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مضبوط بنایا ہے اور عورتوں میں نزاکت رکھی ہے، اسی لیے انھیں ان کی فطری اور تخلیقی کمزوریوں کے باوصف قیادت و سرداری کے فریضہ سے سُبک دوش رکھا گیا ہے، اور اگر مرد و عورت کے درمیان فطری تفاوت کے باوجود دونوں کو یکساں میدانِ عمل دے دیا جاتا تو یہ دونوں پر ظلم ہوتا۔ سیدنا ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی (بوران) کو بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ، وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً)) ترجمہ: ”وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمراں کسی عورت کو بنا لیا ہو۔“ [1]

[1] صحیح بخاری: ۴۴۲۵، ۷۰۹۹

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت وغیرہ کی حکمرانی عورت کو دینا عدمِ فلاح کا ضامن ہے، اس لیے انھیں حکمرانی نہیں دی جاسکتی ہے۔ مگر اس حدیث کو بنیاد بنا کر عورت کو اپنے دائرے میں رہ کر تعلیم و تعلم میں مہارت حاصل کرنے، اپنے حلقے میں درس و تدریس، مسائل کی تشریح و تفہیم اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے نیز دینی معاملات میں اجتہادی کارنامہ انجام دینے سے روکنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اس حدیث کا تعلق حکومت و سرداری سے ہے نہ کہ عمومی طور پر ہر معاملے کی نگرانی اور سربراہی کرنا ان کے لیے منع ہے۔

اسی طرح دورِ نبوی اور خلفائے راشدین کے عہد میں مسلم خواتین جہاد میں بھی شریک ہوتی تھیں اور زخم خوردہ مجاہدین کی مدد کرتی تھیں، وقت پر ان کے لیے تیر کمان کا بندوبست کرتی تھیں، اس لیے موجودہ دور میں جہاں عورتوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنا ضروری ہے، وہیں اُنھیں کسی حد تک دُنیوی تعلیم سے بھی روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے، بالخصوص ہمارے ملک ہندوستان کے اندر میدانِ طب میں آج مسلم ڈاکٹروں کی ویسے بھی شدید قلت ہے، لیکن علمِ طب سے بہرہ ور مسلم عورتوں کی اور بھی قلت ہے، اسی وجہ سے مسلمان خواتین کو زچگی، پیچیدہ مسائل اور دیگر زنانہ امراض کے علاج معالجہ کے لیے غیر مسلم یا مسلم مرد ڈاکٹروں سے رہنمائی لینی پڑتی ہے اور ان کے سامنے بے حجاب ہونا پڑتا ہے۔ ضرورت ہے کہ قوم کے اصحابِ حل و عقد اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور و خوض کریں اور مسلم عورتوں کو طب اور صحت کے میدان میں مہارت پیدا کرنے کے لیے علاحدہ اسکولوں اور کالجوں کا انتظام کریں، جہاں شرعی دائرے میں رہ کر اُنھیں اِن علوم سے بہرہ ور کیا جائے، تاکہ مسلم خواتین بھی طب کے میدان میں آگے رہیں اور باپردہ خواتین کا علاج و معالجہ پردے کی آڑ میں رہ کر کریں، ورنہ ہماری مسلم خواتین غیر محرم اور غیر مسلم مردوں کے سامنے جاکر علاج کرانے پر مجبور ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرد وزن کا بے باکانہ اختلاط

اسلام میں مرد وزن کے بے باکانہ اختلاط اور باہمی مخلوط طرزِ معاشرت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، بلکہ دونوں جنسوں کو اپنے اپنے دائرے میں رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چناں چہ غیر محرموں کے ساتھ اختلاط اور خلوت نشینی اختیار کرنا، نامحرم مرد و عورت کا کسی بھی جگہ یکجا ہونا، بلا محرم بالغ بچوں اور بچیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ سفر کرنا، مخالف جنس کے ساتھ ایک دوسرے کے ہم راہ تنہائی اور خلوت نشینی اختیار کرنا، مخلوط مجالس بپا کرنا، مخلوط مقامات پر ملازمت کرنا، مرد و عورت کا مخلوط اور یکجا ہو کر تعلیم حاصل کرنا، بلا روک ٹوک ایک دوسرے سے ملنا، ایک دوسرے سے لطیف پیرائے میں گفتگو کرنا اور ایک دوسرے کو کسی اوٹ اور پردہ کے بغیر بلا ضرورت دیکھنا شرعاً حرام اور فتنے کا باعث ہے۔ اس طرح کی مخالطت اور خلوت و ہم نشینی زنا اور فحاشی کے راستے کو ہموار کرتے ہیں، اس سے بے لگام شہوت کو شہ ملتی ہے اور فتنے سر اٹھاتے ہیں۔

فطری طور پر مرد و عورت کے درمیان آپس میں ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش، خواہش اور میلان پایا جاتا ہے، مرد کے لیے عورت میں کشش ہوتی ہے اور عورت کے لیے مرد میں کشش پائی جاتی ہے، بالخصوص مرد کے اندر عورت کی محبت اور اس کی طرف مائل ہونے کا جذبہ فطری طور پر کچھ زیادہ ہی رکھا گیا ہے۔ اور یہ معلوم بات ہے کہ خلوت میں ایک دوسرے کو دیکھنے سے جنسی تحریک و خواہش پیدا ہوتی ہے۔ مزید پُر کشش و دل ربا لباس، بے ہنگم بات چیت اور اغوائے شیطانی بیک وقت حملہ آور ہوتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کی طرف پائے جانے والے جھکاؤ، پسندیدگی اور میلان حرام کاری کا روپ دھار لیتے ہیں، خواہ کتنا ہی بچاؤ کی تدبیر اور حفاظتی حصار قائم کر لی جائے، شیطانی چالوں سے بچنا مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔ اسی لیے مرد وزن کی آپسی مخالطت اور خلوت نشینی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)) ترجمہ: ''کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہائی نہ اختیار کرے اور کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔'' اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا نام فلاں غزوے میں لکھا جا چکا ہے اور میری بیوی حج کے لیے نکل رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ [1]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا؛ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ترجمہ: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، جس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو، کیوں کہ ان میں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' [2]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ)) ''غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو!'' اس پر ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شوہر کے قریبی رشتہ دار یعنی دیور و جیٹھ وغیرہ کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)) ''شوہر کا قریبی رشتہ دار تو موت ہے۔'' [3]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ترجمہ: ''خبردار! کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت نشینی اختیار کرتا ہے تو ان میں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' [4]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

]1[صحیح بخاری: ۳۰۰۶، صحیح مسلم: ۱۳۴۱]2[مسند احمد: ۱۴۶۵۱، مسند احمد کے محققین کہتے ہیں: حسن لغیرہ، وبعضه صحيح، وهٰذا اسناد ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة، وابو الزبير لم يصرح بالتحديث. ۲۳/ ۱۹

]3[صحیح بخاری: ۵۲۳۲، صحیح مسلم: ۲۱۷۲]4[جامع ترمذی: ۲۱۶۵، صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ)) ''تم لوگ ان عورتوں کے پاس نہ جاؤ جن کے شوہر گھروں پر نہ ہوں، کیوں کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے اندر ایسے ہی دوڑتا ہے جیسے خون جسم میں دوڑتا ہے۔'' [1]

مذکورہ بالا فرامین اپنے مفہوم میں قطعی واضح ہیں، چناں چہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرے، تنہائی میں اس سے ملے یا اس کے ساتھ سفر کرے، اگر ایسی صورت اختیار کی جاتی ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے، جو اُنھیں ہر ممکن طریقے سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ مذکورہ احادیثِ نبویہ مخلوط معاشرت کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

آج ان احکاماتِ عالیہ کو بالائے طاق رکھ کر جن گھرانوں میں غیر محرموں سے دوری اور قطعِ تعلقی اختیار کرنے کے بجائے مرد و زن کے باہمی اختلاط اور بے پردگی کا عام رواج ہے، وہاں فواحش کے بھیانک مظاہر سامنے آتے ہیں اور ازدواجی تعلقات میں خیانت تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اسی غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ: ''ایک عورت اپنے ہی دیور یا جیٹھ یا دیگر قریبی رشتہ دار کے عشق میں مبتلا ہوتی ہے، یا ایک مرد اپنی ہی کسی قریبی عزیزہ کے دامِ محبت کا اسیر بنا ہوتا ہے۔ بلکہ اب تو اس سے بڑھ کر بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے چکر نے غیر رشتہ داروں کے لیے بھی جنسی ہوس پرستی کے راستے چوپٹ کھول دیے ہیں، ایک عورت اپنے خاوند کو چھوڑ کر اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ اور خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ کر اپنے کسی گرل فرینڈ کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا ہے۔ یہ دوسری بیماری ابھی صرف مغرب زدہ طبقے تک محدود ہے، لیکن پہلی کمزوری ہمارے گھروں میں عام ہے۔'' [2]

آج ہمارے معاشرے میں دیور، جیٹھ، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد اور پھوپھی زاد بھائیوں نیز خالو، پھوپھا اور بہنوئی وغیرہ سے پردہ بالکل نہیں کیا جاتا ہے، بہت کم گھرانے ہیں جہاں اِن سے پردے کا اہتمام پایا جاتا ہے، بلکہ اِس طرح سے پردے کا اہتمام کرنے کرانے والوں کو

1] جامع ترمذی: ۱۱۷۲، مسند احمد: ۱۴۳۲۴، شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ 2] دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین ۱/ ۷۵۸

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وحشت بھری نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے ہندوستانی معاشرے میں چوں کہ مخلوط اور جوائنٹ فیملی کا سسٹم ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ غریبی اور معاشی بحران کی وجہ سے علاحدہ علاحدہ گھروں کا انتظام بھی انتہائی مشکل امر ہے، جس کی وجہ سے مکمل طور پر شرعی پردے کے اہتمام میں کافی دقت اور پریشانی کا سامنا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اِمکان کی حد تک پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، جہاں تک ممکن ہو اِن غیر محرموں سے پردہ کیا جائے۔ اور مذکورہ بالا قریبی غیر محرموں کے ساتھ اختلاط، سفر اور تنہائی وغیرہ اختیار کرنے سے قطعی طور پر پرہیز کیا جائے اور اس پر عمل کرنا بھی آسان اور ممکن ہے، اسی میں ہماری بھلائی اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے۔ جن کے یہاں اس طرح کے معاملات میں بے جا قسم کی آزادی پائی جاتی ہے اس کے نتائج بھی بڑے بھیانک روپ میں سامنے آتے ہیں، جس کا مشاہدہ ہم آئے دن کرتے رہتے ہیں۔ عصمت دری کے جتنے واقعات پیش آتے ہیں اُن میں کا بیش تر واقعہ قریبیوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور اپنے قریبی ہی لوگ مجرم ہوتے ہیں۔ جب کہ شرعاً یہ بہت بڑا جرم ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو اس کا ہم سر ٹھہراؤ، حالاں کہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا: واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمھارے ساتھ کھائے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) ”یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرو۔“ [1]

حجاب و اختلاط کے سلسلے میں سستی اختیار کرنے سے متعلق کویتی مجلہ النور کے حوالے سے مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ کا بیان کردہ ایک عبرت ناک واقعہ ملاحظہ فرمائیں اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اختلاط اور خلوت نشینی کی سنگینی کا اندازہ لگائیں!

]1[صحیح بخاری: ۴۴۷۷، صحیح مسلم: ۸۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ایک عبرت ناک واقعہ

وہ ایک عام سا آدمی تھا اور خاصی مدت سے ایک عرب ملک میں مقیم تھا۔ اس کے بیوی بچے اس کے پاس تھے۔ محدود آمدنی کے باوجود وہ اپنی زندگی سے خاصا مطمئن تھا۔ اس کا گھر، اس کی محبت کرنے والی بیوی اور بچے تھے۔ مستقبل کی ذمہ داریوں کے احساس نے اسے مجبور کیا کہ وہ ٹیکسی چلایا کرے تاکہ آمدنی میں اضافہ ہو، اور پھر وہ ٹیکسی ڈرائیور بن گیا۔

ایک دن وہ معمول کے مطابق ٹیکسی لے کر نکلا، سواری کے انتظار میں تھا۔ مغرب کا وقت ہوا جاتا تھا کہ برقع میں ملبوس ایک عورت نے ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ اس نے ٹیکسی روک لی۔ عورت نے کہا کہ فوری طور پر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں لے چلو، میں زچگی کی حالت میں ہوں۔ اس نے ٹیکسی دوڑائی اور فوری طور پر ہسپتال پہنچ گئے۔ عورت نے کہا کہ تھوڑی دیر انتظار کرو۔ نرسیں اس کو لیبر وارڈ میں لے گئیں۔ ادھر ہسپتال کے ایک ملازم نے ڈرائیور سے پوچھا کہ اس کا ایڈریس اور فون نمبر کیا ہے۔ اس نے اس کو معمول کا معاملہ سمجھا، کیوں کہ وہ مریضہ کو لے کر آیا تھا، چناں چہ وہ اپنا فون نمبر دے کر چلا آیا۔

رات کے وقت اسے فون آیا کہ تمھارے یہاں بیٹا ہوا ہے، لہٰذا فوری طور پر ہسپتال آجاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میری ایک ہی بیوی ہے جو گھر میں ہے۔ ہسپتال کے ملازم نے کہا کہ کوئی بات نہیں، تم ایک مرتبہ آؤ تو سہی، تمھارا آنا نہایت ضروری ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ٹیکسی ڈرائیور ہسپتال پہنچ گیا اور جا کر میڈیکل سٹاف سے جھگڑا شروع کر دیا کہ تم لوگوں نے مجھ پر نہایت ہی گھٹیا الزام لگایا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری بیوی کو پتا نہیں چلا، ورنہ گھر میں قیامت برپا ہو جاتی کہ میں نے ایک اور شادی کر رکھی ہے۔ میرے بیوی بچے کیا سوچیں گے۔ ملازمین نے کہا کہ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں، جس عورت کو تم ٹیکسی میں لے کر آئے تھے، اس سے جب پوچھا گیا کہ تمھارا خاوند کون ہے؟ تو اس نے تمھارا نام لیا۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس عورت نے یہی کہا کہ اس بچے کا باپ ٹیکسی ڈرائیور ہے اور وہی مجھے ہسپتال چھوڑ گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نوجوان نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، یہ بالکل بہتان ہے۔ یہ تو گھر بیٹھے مصیبت میرے گلے آپڑی ہے۔ کسی نے بالکل درست کہا ہے کہ مصیبتیں اس حال میں تمھارے پاس آئیں گی کہ تم اطمینان سے سو رہے ہو گے۔ بہر حال اس کی ہسپتال کے عملے کے ساتھ بحث جاری تھی کہ اچانک اس کو خیال آیا کہ اگر تمھیں میری سچائی پر یقین نہیں تو ایسا کرو کہ نومولود اور میرے خون کا (D.N.A.) ٹیسٹ لے لو۔ تمھیں پتا چل جائے گا کہ بچہ میرا ہے یا کسی اور کا ہے۔

ڈاکٹروں کے لیے اس معاملے کی تصدیق ضروری تھی، لہٰذا انھوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور اس کے خون کا نمونہ لے لیا ہے۔ اب وہ ٹیکسی ڈرائیور مسلسل دعائیں کرتا رہا کہ الٰہی! اس آزمائش کی گھڑی میں میری مدد فرمانا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر نتیجہ لے کر آیا اور کہنے لگا: ”نوجوان! ہم معذرت خواہ ہیں، خواہ مخواہ تمھارا وقت ضائع کیا ہے۔ آپ کے خون کی تشخیص سے یہ بات سامنے آگئی ہے کہ واقعی یہ آپ کا بچہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ باپ بننے کے قابل ہی نہیں، کیوں کہ آپ مکمل طور پر بانجھ ہیں۔“

اب حیران اور پریشان ہونے کی باری اس نوجوان کی تھی۔ یہ خبر اس پر بجلی بن کر گری۔ وہ بولا: ”تمھاری یہ بات تو پہلی بات سے بھی زیادہ سخت ہے۔ میں کئی سالوں سے شادی شدہ ہوں اور میرے چھ بچے ہیں، اور تم مجھے بانجھ ہونے کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہو۔ یقیناً تمھاری لیبارٹری رپورٹ بے کار ہے۔“ ڈاکٹر نے اس کی رپورٹ کو عمیق نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ نوجوان! ہماری رپورٹ درست ہے، مگر کوئی بات نہیں، ہم دوبارہ ٹیسٹ لے لیتے ہیں۔ ٹیسٹ دوبارہ ہوا اور ڈاکٹروں نے حتمی فیصلہ دیا کہ جس شخص کا یہ خون ہے کبھی باپ نہیں بن سکتا۔

مگر میرے چھ عدد بچے اور ڈاکٹروں کا یہ دعویٰ کہ میں باپ بن ہی نہیں سکتا! وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا۔ پھر وہ حقائق کی دنیا میں آیا، غور و فکر کیا، جانچ پڑتال شروع کی، گھر کے ماحول پر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کی بیوی یقیناً خائن ہے، مگر یہ ڈاکہ ڈالنے والا کون ہے؟ اب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ایک اور تلخ حقیقت اس کے سامنے کھڑی تھی، اس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس کا حقیقی بھائی، اس سے عمر میں چھوٹا، جس کو وہ اولاد کے برابر جگہ دیتا تھا، اس کے گھر میں شروع سے مقیم تھا۔ اس نے موقع سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنی بھابھی کے ساتھ.....ہاں اس کی بیوی کے ساتھ..... کئی سالوں سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ اور پھر شدید دباؤ کے بعد اس کی بیوی اور بھائی نے ان ناجائز تعلقات کا اعتراف کر لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ﴾ "ظلم کرنے والوں کے کرتوتوں سے اللہ تعالیٰ کو غافل نہ سمجھو۔ وہ تو انھیں اس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے، جس دن آنکھیں پھٹی پھٹی رہ جائیں گی۔" [ابراہیم:۴۲]

اس جرم کے حقیقی مجرم تو وہ دونوں تھے، مگر یہ شوہر بھی اس میں برابر کا حصہ دار تھا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذی شان پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ [1]

غیر محرم کو چھونا

مرد وزن کے باہمی اختلاط اور بے باکانہ خلوت نشینی کا نتیجہ ہے کہ بغیر کسی حد اور امتیاز کے دو مختلف الجنس لوگ گلے ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ بھی کرتے ہیں، ان کے یہاں نامحرموں کے چھونے، بلکہ آپسی بوس وکنار میں بھی کوئی قباحت نظر نہیں آتی ہے، جب کہ ہماری شریعت نے اس طرح کے اختلاط کو حرام قرار دیا ہے، اس لیے کسی بھی غیر محرم کے اعضائے بدن میں سے کسی بھی عضو کو بلاضرورت چھونا خواہ لذت اندوزی کی خاطر ہو یا کسی طرح کے لطف و لذت کے بغیر ہو حرام ہے۔ بعض لوگ یہ دلیل دیتے نظر آتے ہیں کہ مصافحہ کرنے سے ہماری پاکیزگی میں کوئی کمی نہیں آتی ہے اور نہ ہماری عفت و عصمت داغ دار ہوتی ہے، اور ہمارا ذہن و دماغ اور دل بالکل پاک ہوتا ہے اور کوئی ہوس نہیں ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ

[1] واقعہ کے لیے دیکھیے: کویت سے نکلنے والا مجلہ "النور" عدد:۱۵۹، ماخوذ از: سنہری کرنیں ص:۲۶۲ تا ۲۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا وہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاک باز ہیں؟ کیا ان کے دل نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ ہیں؟ کیا ان کے ذہن و دماغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ، صحیح اور سلیم الفطرت ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی غیر محرم عورت سے نہ مصافحہ کیا اور نہ ان کے کسی عضو کو مَس کیا۔ سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا:

((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ)) ترجمہ: ”بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مومن عورتیں آیتِ بیعت کی شرائط کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمھاری بیعت قبول کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((وَلَا وَاللَّهِ، مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ: قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكِ)) ”اور ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی (غیر محرم) عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ بیعت لیتے وقت آپ ان سے صرف یہ کہتے کہ میں نے اس پر تمھاری بیعت قبول کر لی۔“ [2]

امت کی غیر محرم عورتوں کے ساتھ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تعامل تھا، جب کہ آپ کا دل، دماغ اور نگاہ سب پاک و طاہر تھا، کوئی برا خیال آپ کو چھو بھی نہیں سکتا تھا اور مزید یہ کہ آپ امت کے روحانی باپ بھی ہیں۔ اس کے بالمقابل آج کل کے نام نہاد پیروں، ولیوں، مرشدوں اور تعویذ گنڈوں کے بیوپاریوں کا جائزہ لیں کہ وہ اپنے آستانوں اور اڈوں پر کس قدر بے حیائی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، نامحرموں کے اعضائے بدن کو چھونا، نامناسب جگہوں پر ہاتھ پھیرنا، سادہ لوح عوام اور خواتین کو بے وقوف بنا کر ان سے نازیبا جنسی و جسمانی خدمات لینا، دوشیزاؤں کے ساتھ خلوت نشینی اختیار کرنا وغیرہ۔ یہ شیطان صفت انسانی بھیڑیے

[1] سنن نسائی: ۴۱۸۱، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۵۲۹ [2] صحیح بخاری: ۴۸۹۱، صحیح مسلم: ۱۸۶۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے نام پر کلنک ہیں، ان کا کام فقط شیطان کی پیروی، شریعت کی مخالفت اور خواتین کے دامنِ عصمت کو تار تار کرنا ہے۔

غرض کہ غیر محرم عورتوں کو چھونا یا ان سے مصافحہ کرنا حرام ہے، بلکہ غیر محرم عورتوں کو چھونا سخت وعید اور فتنے کا باعث ہے۔ دورِ حاضر میں بعض لوگوں نے اپنے غلط استدلال، دوراز کار تاویلات اور خود ساختہ اجتہاد کے ذریعہ عورتوں سے مصافحہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور عملاً وہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ مداہنت کا رویہ اپنا کر جواز کا فتویٰ دینے والوں کو مذکورہ بالا نبوی طرزِ عمل کے علاوہ درج ذیل حدیثِ نبوی کو بھی اپنے سامنے رکھ کر اپنے لچک رویے اور روشن خیالی کی سنگینی کا اندازہ لگانا چاہیے اور اپنے غلط طرزِ فکر پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔

سیدنا مَعقِل بن یَسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رأسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيرٌ مِن أن يَمَسَّ امرأةً لا تَحِلُّ لَهُ))

ترجمہ: ”کسی آدمی کے سر میں لوہے کی سوئی پیوست کیا جانا بہتر ہے اُس سے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے یعنی اس کے لیے غیر محرم ہے۔“ [1]

راستے میں اختلاط سے بچنے کی تاکید

اسلام نے عورت کو زمانۂ جاہلیت کی ذلت سے نکال کر عزت و وقار کے مقام پر فائز کیا، انھیں ہر طرح سے تحفظ دیا ہے اور انھیں ہر اس مقام سے دوری اختیار کرنے اور بچنے کی تعلیم دی ہے، جہاں ان کی نسوانیت کو ذرہ برابر بھی خطرہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ راستہ چلتے ہوئے مرد وزن کے اختلاط کا کافی امکان رہتا ہے، اس لیے عورتوں کو لوگوں کے درمیان چلنے سے روکا گیا ہے تاکہ کوئی بد طینت شخص انھیں ایذا نہ پہنچا سکے۔

سیدنا ابو اُسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر نکل رہے تھے اور راستے میں لوگ عورتوں کے ساتھ مختلط ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا:

---

[1] أخرجه الطبراني، سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢٢٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((اسْتَأْخِرْنَ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ)) ”پیچھے ہٹ جاؤ، کیوں کہ تمھارے لیے بیچ راستے میں چلنا ٹھیک نہیں ہے، تمھیں چاہیے کہ تم راستے کے کنارے ہو کر چلو۔“ پھر ایسا ہو گیا کہ عورتیں دیوار سے چپک کر چلنے لگیں، یہاں تک کہ ان کے کپڑے دیوار سے لپٹ رہے ہوتے تھے۔[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسَطُ الطَّرِيقِ)) ”عورتوں کے لیے راستے کا درمیانی حصہ نہیں ہے۔“[2]

مطلب یہ کہ عورتوں کو راستہ چلتے ہوئے بھی اختلاط اور آپسی میل جول والے راستوں سے بچنا چاہیے اور جہاں مردوں کے ساتھ باہم مختلط ہونے کا اندیشہ ہو تو بلا ضرورت اس طرح کی اختلاط والی جگہوں میں چلنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں مردوں پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خود اختلاط سے بچیں، عورتوں کو اختلاط والی جگہوں سے بچائیں اور گھر کی مستورات کو محرم مرد کے بغیر کہیں روانہ نہ کریں۔

مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ

اجنبی مرد و عورت کا باہمی اختلاط اور آپسی صحبت و ہم نشینی فاحشہ کبریٰ یعنی زنا میں واقع ہونے کا سب سے بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اجنبی مرد و عورت کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ میل جول، اختلاط، بود و باش اور خلوت نشینی اختیار کرنے سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)) ”میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا کوئی اور فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔“[3]

]1[سنن ابو داود: ۵۲۷۲، حسن]2[صحیح ابن حبان، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۸۵۶]3[صحیح بخاری: ۵۰۹۶، صحیح مسلم: ۲۷۴۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ؟ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ))

ترجمہ: ”یقیناً دنیا بہت میٹھی اور ہری بھری ہے اور بلاشبہ اللہ تمھیں اس میں جانشین بنانے والا ہے، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ لہٰذا تم دنیا سے بچنا اور عورتوں سے بچ کر رہنا اس لیے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں تھا۔“ [1]

عورتیں فطری طور پر بذاتِ خود حسن و جمال کا مرقع ہیں اور قدرتی طور پر ان کے اندر کشش و جاذبیت پائی جاتی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ گھر کے باہر قدم رکھنے پر ان کا مقصود زینت کا اظہار ہو اور پھر شیطان انھیں مزین بنا کر مرد و عورت دونوں فریق کو بہکانے پر آمادہ ہو جائے تو ظاہر سی بات ہے کہ اس طرح کی مخالطت اور آپسی میل ملاپ سے فتنہ ہی برپا ہو گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ عورتوں نے جہاں بھی بے پردگی کا مظاہرہ کیا اور مردوں کے ساتھ علانیہ اختلاط و ہم نشینی کو روا رکھا وہاں کا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے پستی میں جا گرا اور دنیا کی بہت سی حکومتوں کے زوال کا بنیادی سبب بھی عورتوں کی بے راہ روی بنی ہے۔

آج یہودیوں اور عیسائیوں نے اسی ہتھیار کو استعمال کر کے مسلم نوجوانوں اور دنیا کی بہت سی مسلم حکومتوں کو پستی و گمراہی اور ذلت و غلامی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ اور یہ مغربی قومیں مرد و زن کے اختلاط کو ہوا دے کر خود بھی اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہیں اور وہاں کا معاشرتی نظام انتہائی پستی سے دوچار ہے۔

چناں چہ جنسی بے راہ روی، مرد و زن کے آزادانہ اختلاط اور شادی و نکاح کے بغیر زندگی گزارنے کے عام رجحان کے بہ سبب یورپی معاشرہ کے پیدا ہونے والے ایک تہائی بچے ناجائز ہوتے ہیں۔ لندن کے ایک ذمہ دار ادارہ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک صرف

1] صحیح مسلم: ۲۷۴۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انگلینڈ اور ویلز میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار بچوں کی ناجائز ولادت ہوئی، اس کے علاوہ دوسرے یورپی ممالک میں ناجائز بچوں کی ولادت کا تناسب رپورٹ کے مطابق اس طرح ہے:

سوید 75٪، ڈنمارک 46٪، فرانس 28٪، امریکہ 27٪، فلینڈ 20٪، آسٹریلیا 19٪، کناڈا 19٪، شمالی آئرلینڈ 18٪، جرمنی 10٪، اٹلی 8٪، یونان 5٪۔ دوسری طرف برطانوی حکومت نے قانونی اور غیر قانونی ولادت کی تفریق کو ختم کر کے ناجائز طور پر پیدا ہوئے بچوں کی بہت ساری مشکلات ختم کر دی ہیں، اس سے ناجائز بچہ پیدا کرنے والوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ نیز مجلہ الوطن کی رپورٹ کے مطابق تین سال کے اندر پندرہ ملین (ڈیڑھ کروڑ) نوجوان بچیاں اپنے باپ کے ہوس کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں، گویا اہلِ یورپ تہذیب کے نام پر بدکاری میں قومِ لوط سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں، جو اپنے بچوں کے ساتھ فحش کاری بہر حال نہیں کرتے تھے۔ [1]

منعِ حمل کی تدبیروں اور آلاتِ منع حمل کے عام ہو جانے کے باوجود اس طرح کے واقعات کا رونما ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مغربی تہذیب فحاشی کے ان مظاہر کو قطعاً معیوب نہیں سمجھتی۔ اور یہ سب کچھ عیار و لذت اندوز محرکین آزادیِ نسواں کی سعیِ پیہم اور مردوں و عورتوں کے آزادانہ اختلاط کا "حسین" ثمرہ و نتیجہ ہے۔

شوخ و چنچل اداؤں، خود سر و بے باک حُسن، نیم عریاں جھلکتے بدن یا جسمانی ساخت کو ظاہر کرنے والے تنگ لباس اور نمائشِ حسن کی خاطر آلاتِ تجمل سے آراستہ چہرے کے ساتھ جب کوئی حیا باختہ عورت زلفوں کو مختلف طرح سے زینت بخش کر مردوں کے شانہ بشانہ چلے گی، خلوتوں میں اپنی ادائے دل ربائی سے اجنبی مردوں پر حکومت کرنا چاہے گی، اعضائے بدن کو مختلف زاویوں سے جنبش دے کر حریص و للچائی نظر سے تاکتے خوں خوار بھیڑیوں کو اپنی طرف مائل کرے گی، بہ زبان حال فرحت و مسروریت کی دعوت دے گی اور لذت کوشی پر ابھارے گی تو پھر آگے چل کر بہ رضا و رغبت یا بہ جبر و کراہ ہوس و جذبۂ شہوانیت کی تکمیل اور

[1] دیکھیے: الدعوۃ ریاض ش:۱۲۹۸-۱۲۹۹ بحوالہ: ماہنامہ نور توحید نیپال ج:۵ ش:۶ / اکتوبر ۱۹۹۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیطنت و حیوانیت کا ننگا کھیل کھیلنے جیسے بھیانک اور انتہائی فحش حادثات رونما نہیں ہوں گے تو پھر اور کیا ہو گا؟

عورت ایک نازک پھول اور آبگینے کی مانند ہے، اسی وجہ سے اسے صنفِ نازک کہا جاتا ہے، مگر آج مجسم فتنہ بن کر دہلیز سے باہر قدم رکھنے کی وجہ سے خود ہی اپنے مسلے جانے اور خراش لگائے جانے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے۔ آج اسے شوپیس کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، باہمی نزاع کے سلجھاؤ کے لیے اعلیٰ عہدے داروں کی خلوت گاہوں میں بھیجا جارہا ہے، رقاصہ و گلوکارہ اور فن کارہ کی شکل میں پردۂ سیمیں اور اسٹیج پر لایا جارہا ہے، مزید عہدہ و منصب کا لالچ دے کر یا معمولی قسم کی نوکریاں دے کر ان کے ساتھ باندی و لونڈی کا سا سلوک کیا جارہا ہے۔ اللہ انھیں اپنی حقیقت و حیثیت کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین!

مخلوط معاشرت کی صورتِ حال

مساواتِ مرد و زن، حریتِ فکر و نظر، آزادیِ رائے اور حقوقِ نسواں وغیرہ جیسے پُر فریب نعرے لگا کر حامیانِ فسق و فجور نے فواحش و منکرات کو ایسا رواج دیا ہے کہ شمعِ خانہ ان جالوں میں پھنس کر زینتِ محفل بنی ہوئی ہے، ہوس پرستوں کی ہوس ناک نگاہیں اور خوں خوار بھیڑیوں کے آہنی پنجے اس کی عفت و عصمت میں نقب لگانے پر تلے ہوئے ہیں۔ زینتِ خانہ کو بے آبرو کر کے خواہش کے یہ بندے اپنی حیوانی خواہشات اور لذات کی دنیا میں مست و مگن ہیں۔ وہی عورت جس کی ذمہ داری نوعِ انسانی کی بقا، گھریلو امور کی دیکھ ریکھ، اندرونِ خانہ کو جنت نشاں بنانا اور نئی نسل کی تربیت تھی آج بھیڑیوں اور درندوں کی بے لگام آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں لگی ہوئی ہے۔ حامیانِ آزادیِ نسواں کی چیخ و پکار پر لبیک کہہ کر ماڈرن عورت نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے، گھر سے بے گھر ہو کر اپنے ناتواں کندھے پر کسبِ معاش کا بوجھ لادے حیران و ششدر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ عورت نے سکون و اطمینان کی زندگی ترک کر کے مردوں کے دوش بدوش ہنگامہ تگ و دو میں چھلانگ لگا کر سوائے داشتہ بننے اور آزاد و بے لگام مردوں کا ہوسِ بے جا پوری کرنے کے کچھ بھی حاصل نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ آئے دن اخبارات اور ٹی وی چینلوں میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں کہ ترقی، عہدہ اور ملازمت کے خواب میں مدتوں عورت کو اپنے ہی احباب، اکابر اور اعلیٰ عہدے داروں کی جنسی پیاس بجھانے کے لیے چاہِ شیریں رہنا پڑا، آفس میں تنہا اور لاچار پاکر عصمت دری کی گئی، اپنے سے بڑے منصب داروں کے خواہشات کی عدمِ تکمیل کی صورت میں بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، کسی نے کسی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر مدتِ دراز تک جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنے قابو میں رکھا، جھوٹی محبت کے دعوے دار عاشق نے خوب فائدہ اٹھایا اور پھر راہِ فرار اختیار کر لی وغیرہ۔

اسی طرح جنسی استحصال سے متعلق آزاد خیال سوسائٹی کی بڑی نامی گرامی خواتین کے بیانات بھی آتے رہتے ہیں کہ آزادی اور اختلاط کی راہ میں کیا کچھ ان پر بیت چکی ہے اور کس قدر ان لوگوں نے اپنا قیمتی وقت اور اپنا قیمتی سرمایہ برباد کیا ہے۔

غرض کہ اپنی حد سے نکل کر بے لگام آزادی اور مخالطت کے ہنگامے میں صنفِ نازک نے مینیجر کی کرسی تو حاصل کر لی، مگر اپنے حقیقی تفوق کو نہ پا سکی، آزاد خیال ملحدین کے دلوں میں اپنی جگہ تو بنا لیا، مگر سرمایۂ تقدس کو کھو بیٹھی، آفسوں، سڑکوں، پارکوں، گلی کوچوں اور بڑے بڑے مجالسِ فتن کو آباد تو کر دیا، لیکن اپنے دل کی دنیا آباد کرنے اور اپنے گھر کو جنت نظیر بنانے سے قاصر رہی، مخلوط مجالس اور مخلوط درس گاہوں کی رونق تو بنی، مگر ملکۂ خانہ کا درجہ نہ پا سکی، کانفرنسوں میں حقوق طلبی کی آواز تو بلند کیا، مگر اپنے حقیقی سرمایۂ حیات عفت و ناموس اور شرم و حیا کو اپنانے سے قاصر رہی، ظاہری ٹیپ ٹاپ اور حسنِ بے جا کا بے باکانہ اظہار تو کیا، مگر اپنی فطری و پیدائشی حسن و نزاکت سے محروم رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حامیانِ آزادیِ نسواں نے فحاشیت کا ڈنکا بجایا اور پھر دھوکا و فریب دے کر صنفِ نازک کو لچر گفتگو کا سلیقہ اور بے باکانہ اختلاط کا ماحول دیا۔ اور آج اسی بے لگام آزادی کا نتیجہ ہے کہ آلاتِ منع حمل کے وسیع پیمانے پر پھیلاؤ کے باوجود روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بن بیاہی کم سِن لذت آشنا دوشیزائیں ابارشن (Abortion) کرواتی پھر رہی ہیں یا لاتعداد لاوارث بچوں کو جنم دے رہی ہیں، اِنہی مخلوط مجالس و معاشرت کا نتیجہ ہے کہ آئے دن جبری بدکاری کے حادثات پیش آتے رہتے ہیں، حقوق طلبی کے نام پر مغربی عورت نے عفت کی چادر کو اتار کر مخلوط مجالس میں قدم رکھا، مگر اپنا سب کچھ گنوانے کے بعد تلافیِ حقوق کے سوا اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں لگا۔ اور اس کے حصے میں زیادہ تر پرائیوٹ سکریٹری، ایئر ہوسٹس، کال گرل، سیلز گرل، اسٹینو ٹائپسٹ وغیرہ "اعلیٰ مناصب" آئے اور دیگر اسامیوں میں ان کی شرکت انتہائی معمولی رہی۔

بے باکانہ اختلاط، فحاشی اور بے حیائی پر مبنی، ہر ۱۴/ فروری کو منائے جانے والے تہوار "ویلنٹائن ڈے" کا اثر بھی ابھی تک صرف مغربی ممالک تک محدود تھا، اور صرف وہیں کے مرد و عورت اس مخصوص دن میں فحاشی کا عام ارتکاب کرتے تھے، مگر اب یہ ہمارے مشرقی معاشرے میں بھی کافی زور و شور سے منایا جارہا ہے۔ روشن خیالی اور جدیدیت کے نام پر مسلم ممالک اور مسلم سوسائٹی میں بھی یہ بے حیائی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے، جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بھی مخلوط مجالس اور بے شرمی و بے حیائی کو کافی بڑھاوا مل رہا ہے۔

علاوہ بریں اس وقت دنیا بھر کی لبرل خواتین ہر ۸/ مارچ کو "یوم حقوقِ نسواں" کے نام سے معنون کرتی ہیں اور اس عالمی یومِ خواتین کے موقعے پر بہت سارے مغربی ممالک میں عورتیں اپنے بے جا حقوق اور جنسی آزادی کا مطالبہ کرتی ہیں اور اُنہی کی تقلید میں بہت سی لبرل مغرب پرست، نام نہاد دین بے زار مسلم عورتیں بھی بے لگام آزادی کا مطالبہ کرتی ہیں، اور سرِ عام فحاشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "میرا جسم، میری مرضی" "عورت بچہ پیدا کرنے کی مشین نہیں"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اپنا کھانا خود گرم کرلو" وغیرہ جیسے بے ہودہ نعرے بازی کرتی ہیں، بلکہ بعض مسلم ممالک کے اندر بھی بڑی شدت کے ساتھ اس طرح کے مطالبات کیے جارہے ہیں۔

اس نعرے کے پیچھے کی حقیقت یہ ہے کہ اہلِ مغرب اپنے اس کھوکھلے نعرے کے ذریعے اپنی جنسی کج روی کی بے لگام تکمیل چاہتے ہیں، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات، امہات المؤمنین کی روشن شبیہ اور اسلامی اقدار وروایات کو پسِ پشت ڈال کر مسلمانوں کو بھی اپنے دین سے آزاد کرنا چاہتے ہیں اور اسلام نے عورت کو جو تحفظ دیا ہے، اسے توڑ کر اُنھیں مادر پدر آزاد کرنا چاہتے ہیں، اُن کے تقدس اور احترام کی چادر کو نوچ کر اُنھیں محفلوں کی زینت بنانا چاہتے ہیں تاکہ مذہبی بندشوں کو توڑ کر وہ اپنی مرضی سے اپنے جسم کا سودا کریں، جہاں اور جس کے سامنے چاہیں اپنے آپ کو پیش کریں، مخلوط مجالس کو آباد کریں، مرد کی قوامیت کو ٹھکرا کر اس سے جس طرح چاہیں پیش آئیں۔

درحقیقت آزادیِ نسواں اور حقوقِ نسواں کا نعرہ محض دل فریب لفظی میناکاری ہے، ورنہ یہ حقیقت کسی سے بھی مخفی نہیں ہے کہ اس تحریک نے صرف اور صرف خواتین کو استعمال کر کے خود انھیں کا استحصال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے مغربی معاشرے کے ساتھ ساتھ مشرقی معاشرے میں بھی فحاشی، بے حیائی، عریانیت، بے باکانہ اختلاطِ مرد وزن اور جنسی بے راہ روی کو خوب خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملا ہے، جو پوری نوعِ انسانیت کے لیے تباہ کن حد تک ضرر رساں ہے، جب کہ بسا اوقات اس تحریک کے منفی اثرات کو خود اُسی معاشرے کے پروردہ مغربی مفکرین بھی تسلیم کرتے نظر آتے ہیں اور وہ اس طرح کی بے حیائی کے نقصانات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ ؎

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ مغربی سوچ کے زیرِ اثر آزادی کے نام پر نام نہاد مسلم خواتین بھی اپنے ہاں مخلوط انداز میں عبادتوں کی ادائیگی کا مطالبہ کر رہی ہیں اور بسا اوقات اس کا عملی مظاہرہ بھی کر رہی ہیں، حالاں کہ اس طرح کی خواتین کو دین و مذہب اور عبادات کی بجا آوری سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا ہے، وہ بس بے لگام آزادی اور مذہبی حدود و قیود سے نکل بھاگنا چاہتی ہیں اور اپنے اس بُرے کرتوت میں دوسری خواتین کو بھی شریکِ جرم بنانا چاہتی ہیں۔ ابھی جلد ہی ماضی قریب میں چند خواتین و حضرات کی طرف سے اسی طرح کا مخلوط عملی مظاہرہ پیش کیا گیا۔

۱۸/ مارچ ۲۰۰۵ء کو ایک امریکی گرجے میں نوجوان عرب لڑکی سہیلہ، جس نے امریکی معاشرت کی مناسبت سے چست پتلون اور واہیات انداز کی مختصر شرٹ پہن رکھی تھی جب کہ سر دوپٹے سے بے نیاز تھا، بغیر سپیکر کے اذان کہی، اذان کے بعد ویسٹ ورجینیا کی افریقن نژاد خاتون پروفیسر ڈاکٹر امینہ ودود نے خطبہ دیا اور اس کے بعد نمازِ جمعہ کی امامت بھی کرائی، کم و بیش ایک سو کی تعداد میں مردوں، عورتوں نے خاتون کی اقتدا میں نماز ادا کی اور مرد، عورتیں باجماعت نماز کے لیے صفوں میں بلا تمیز مخلوط انداز میں کھڑے تھے، کوئی تفریق روا نہیں رکھی گئی تھی۔ اور ۲۵/ مارچ ۲۰۰۵ء کو شکاگو میں اسی انداز میں مرد و زن کا مشترکہ جمعہ ادا کیا گیا، یہاں امامت کے فرائض اسراء نعمانی نامی خاتون نے ادا کیے، جو کہ ایک ناجائز بچے کی ماں بھی ہیں۔ [1]

ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ۲۶/ جنوری ۲۰۱۸ء کو صوبۂ کیرل کے مسلم اکثریتی ضلع مَلاپورم سے تعلق رکھنے والی جمیدہ نام کی ایک چوتیس سالہ دین بے زار خاتون نے چند مردوں کو اپنی امامت میں نماز ادا کروائی۔ قرآن و سنت سے نابلد یہ خاتون پیشہ کے لحاظ سے ایک ٹیچر ہے اور قرآن و سنت نامی ایک سوسائٹی سے وابستہ ہے، انکارِ حدیث اور شریعت کا استہزا کرنا اس کی

[1] دیکھیے: ہفت روزہ الاعتصام لاہور ج:57 ش:13 مارچ 2005ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عادت ہے۔ حقیقت میں یہ عورت آر ایس ایس ذہنیت کی حامل ہے اور در پردہ آر ایس ایس ہی کے لیے ایک ورکر کے طور پر کام کر رہی ہے۔

مخلوط انداز میں نماز پڑھانے کی اس کی جو ویڈیو وائرل ہوئی تھی، وہ اب بھی یوٹیوب پر موجود ہے، اس ویڈیو میں اس کے نماز پڑھنے کے انداز سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی نہیں معلوم ہے، اس کے نزدیک ایک رکعت میں صرف ایک ہی سجدہ ہوتا ہے اور رکوع سے اٹھتے وقت "اللہ اکبر" کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس عورت نے اپنی ایک گفتگو میں کہا کہ نماز پانچ وقت کے بجائے صرف تین وقت کی ہوتی ہے، یعنی صبح، شام اور رات کے وقت۔ یہ ہے اس کے علم کی پرواز اور اس کا دینی مزاج، جو مسلمان ہونے کی دعوے دار ہے اور مسلم خواتین کو ان کا حق دلانے کے نام پر خود کی طرح اُنھیں بھی گمراہ کرنا چاہتی ہے۔

بے غیرتی اور دیّوثیت

اختلاطِ مرد و زن کے بدترین نتائج ہماری اجتماعی و معاشرتی زندگی اور گھریلو معاملات میں بھی رونما ہو رہے ہیں، اس کی وجہ سے اخلاق و کردار میں اس قدر پستی اور کمزوری آچکی ہے کہ بے پردگی، برہنگی اور عصمت فروشی بجائے معیوب ہونے کے جدید تہذیب و تمدن کا لازمی عنصر قرار پاچکی ہیں، آزاد و بے مہار مرد اپنی قوامیت کی ذمہ داری کو نظر انداز کر چکا ہے اور اپنے گھروں کی ملکہ کو زینتِ محفل بنا کر خوش و خرم نظر آرہا ہے، خود اوروں کی عصمت پر ڈاکے ڈالتا پھر رہا ہے اور گھر کی عزت و آبرو کو دوسروں کے دامن میں ڈالنے سے عار نہیں محسوس کرتا ہے، باپ اپنی نیم عریاں بیٹی کو دنیا بھر کی مخلوط معاشرت اور مجلسوں میں لیے پھرتا ہے، متعارفین سے مصافحہ اور معانقہ کراتا ہے اور اجنبیوں کی خلوت و ہم نشینی میں چھوڑ کر خود دوسروں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا ہے، بھائی اپنی بہنوں کو لے کر رقص و کلب گاہوں کے چکر لگاتا ہے اور یار دوستوں سے متعارف کرا کے بے راہ روی کے راستوں کو ہموار کرتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوہر بیوی کو لے کر یاروں کی مجلسوں میں حسن کی بازی جیتنے میں لگا ہوا ہے۔ یہ ہے مخلوط سوسائٹی کی حالت اور ایسے ہوتے ہیں مخلوط سوسائٹی کے دیوث اور بے غیرت مرد۔

اُف رے انسانیت کی ارزانی! یہ کتنی گھناؤنی تجارت ہے کہ اپنی آبرو کے بدلے دوسرے کی آبرو کو تار تار کرو۔ اسلام تو شوہر کے قریبی رشتہ داروں کو بھی عورت سے دور رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے ساتھ خلوت نشینی اختیار کرنے سے روکتا ہے اور عورتوں کو محرم کے بغیر سفر کرنے اور اجنبیوں کے ساتھ خلوت میں مل بیٹھنے سے منع کرتا ہے۔ اور یہاں تو بہت سے گھرانوں کا یہ حال ہے کہ ہر کس و ناکس کے لیے ان کے گھر کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور گھر کی بہو بیٹیاں ہر کسی کے ساتھ آجا سکتی ہیں، ہر کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار بھی کر سکتی ہیں اور کسی روک ٹوک کے بغیر مخلوط معاشرت کا حصہ بھی بن سکتی ہیں۔ جب کہ اس طرح کی فحاشی بہت سی آفتوں کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اس تعلق سے باتیں آچکی ہیں۔ حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وَلَا رَيْبَ أَنَّ تَمْكِين النِّسَاءِ من اختلاطهنَّ بالرِّجال أصل كل بلية وشر، وهو من أعظم أسباب نزول العقوبات العامة، كما أنَّه من أسباب فساد أمور العامة والخاصة، واختلاط الرِّجال بالنِّساءِ سبب لكثرة الفواحش والزنا، وهو من أسباب الموت العام، والطواعين المتصلة. ولما اختلط البغايا بعسكر موسى، وفشت فيهم الفاحشة، أرسلَ اللهُ تعالى عليهم الطاعون، فمات في يومٍ واحد سبعون ألفًا، والقصة مشهورة في كتب التفاسير. فمن أعظم أسباب جلب الموت العام: كثرة الزنا، بسبب تمكين النِّساء من اختلاطهنَّ بالرِّجال، والمشي بينهم متبرجات متجملات، ولو علم أولياء الأمر ما في ذلك من فساد الدنيا والرعية - قبل الدين - لكانوا أشد شيء منعًا لذلك''

''اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط کا موقع دینا ہر مصیبت اور برائی کی جڑ ہے۔ اور یہ اختلاط عام عقوبات کے نزول کا اہم سبب ہے، جس طرح کہ یہ عوام و خواص کے امور میں فساد کا ایک سبب ہوتی ہے۔ عورتوں کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مردوں کا اختلاط کثرتِ فواحش اور زنا کا سبب بنتا ہے، اور یہ عمومی اموات اور طاعون کے اسباب میں سے ایک ہے۔ چناں چہ جب موسیٰ علیہ السلام کی فوج میں بدکار عورتوں کا اختلاط ہو گیا اور فوج میں بدکاری پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف طاعون کی بیماری بھیج دی، جس سے ایک ہی دن میں ستر ہزار لوگ مر گئے، یہ قصہ تفسیر کی کتابوں میں مشہور ہے۔ عمومی اموات کے ہونے کا ایک بڑا سبب کثرتِ زنا ہے، جو عورتوں کو مردوں کے ساتھ مختلط ہونے کا موقع دینے اور ان کا مردوں کے درمیان بن سنور کر بے پردہ گھومنے کی وجہ سے پھیلتا ہے۔ اگر حکام کو اختلاطِ مرد وزن کی دینی خرابی کے سوا دنیوی اور رعایا کو پہنچنے والی خرابی کا علم ہو جائے تو وہ اسے روکنے کے لیے نہایت سختی کریں گے۔" [1]

حامیانِ آزادیِ نسواں اور مغرب پرست افراد ذرا غور و فکر سے کام لیں اور اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ مرد وزن کے باہمی اختلاط کو ہوا دے کر انھیں کون سی کامیابی میسر ہوئی ہے؟ انسانیت کو اس بے حیائی سے کتنا فائدہ پہنچا ہے؟ اس سے خانگی تعلقات کس قدر مضبوط ہوئے ہیں؟ خواتین میں کس قدر مضبوطی اور استحکام پیدا ہوا ہے؟ حقوقِ نسواں کی جانب کتنی توجہ دی گئی ہے؟ اور خواتین کے تقدس و آبگینۂ نسائیت کو کتنا تحفظ ملا ہے؟ اگر پوری دیانت داری، انشراحِ صدر اور عبرت کی نگاہ سے معاشرے کا جائزہ لیں گے تو ان پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ اس کھلی بے حیائی اور لایعنی طرزِ معاشرت سے انسانیت کو کوئی بھی فائدہ نہیں ملا ہے اور نہ کوئی کامیابی حاصل ہوئی ہے، بلکہ حقوقِ نسواں کی پامالی اور معاشرتی انارکی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا ہے۔

ہاں مذہب بے زار اور ہوس پرست انسانوں کو جنسی جذبات کی تسکین کا موقع ضرور ہاتھ آیا، لذت کوشی کی دنیا ضرور آباد ہوئی، آبگینۂ نسائیت کو ضرور چکنا چور کیا گیا اور صنفِ نازک کے مسائل مزید گنجلک اور پیچیدہ ہو گئے۔ سو اہل وعیال میں فحاشی اور اختلاطِ مرد وزن جیسی بے

[1] الطرق الحكمية في السياسة الشرعية ۲/۷۲۴، بتحقيق نائف بن أحمد الحمد، دار عالم الفوائد مكة المكرمة ۱۴۲۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حیائی کو بڑھاوا دینے والوں، ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرنے والوں اور مغربی چال چلن اختیار کرنے والی مردانہ صفت عورتوں کو جان لینا چاہیے کہ نبوی پیش گوئی کے مطابق اللہ رب العزت نہ انھیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ان پر نظر رحمت ڈالے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى)) ترجمہ: ''تین طرح کے لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ اللہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا: والدین کا نافرمان، مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی ترجل پسند خاتون اور دیوث۔ اور اللہ قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، عادی شرابی اور (صدقہ وغیرہ) دے کر احسان جتلانے والا۔'' [1]

دیوث ایسے بے غیرت شخص کو کہتے ہیں جو اپنے اہل وعیال میں بے حیائی اور فحاشی کو دیکھتے ہوئے چشم پوشی کرے اور یہاں تو خود ہی گھروں میں بے حیائی اور فحاشی کی ترویج واشاعت کی جاتی ہے، جیسا کہ عام طور پر معاشرے میں اس کے مظاہر نظر آرہے ہیں۔

]1[اسنادہ حسن، مسند احمد: ٦١٨٠، سنن نسائی: ٢٥٦٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ پنجم: خود نمائی اور فیشن پرستی

اچھا لباس اور خوش پوشاکی انسانی ضرورت ہے اور یہ معیوب ہونے کے بجائے پسندیدہ عمل ہے، جب تک کہ یہ بے حیائی اور تکبر میں نہ داخل ہو۔ ویسے تو لفظِ فیشن کا استعمال کئی مفہوم میں کیا جاتا ہے، مگر یہاں فیشن پرستی سے میرا مقصود: وضع قطع، رہن سہن اور لباس وغیرہ میں دورِ جدید کی اس زینت و زیبائش، وضع قطع اور رہن سہن کو اپنانا ہے جو برہنگی اور فحاشی کا مظہر ہو اور جس کا مقصود نمود و نمائش، غرور و تکبر اور خود پسندی ہو، اور اِنہی چیزوں کو آئندہ صفحات میں قدرے تفصیل سے بیان کیا جارہا ہے۔

عمدہ لباس کا استعمال

ستر پوشی اور خوش پوشاکی اولادِ آدم کی فطرت میں داخل ہے۔ اللہ رب العالمین نے دنیا میں موجود تمام مخلوقات میں صرف انسان کو لباس کی نعمت سے سرفراز فرمایا، جس سے ستر پوشی اور زینت کا کام لیا جاتا ہے، سرد و گرم موسم میں اس کے ذریعہ جسم کی حفاظت کی جاتی ہے اور اللہ نے کچھ ایسے لباس بھی مہیا فرمایا، جو دورانِ جنگ جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ﴾

ترجمہ: "اور اللہ نے تمھارے لیے سایے بنادیے، ان چیزوں سے جو اس نے پیدا کیا، اور پہاڑوں میں تمھارے لیے چھپنے کی جگہیں بنائیں، اور تمھارے لیے ایسے لباس بنائے جو تمھیں گرمی سے بچاتے ہیں، اور کچھ ایسے لباس جو تمھاری لڑائی میں تمھاری حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ۔" [النحل:۸۱]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾

ترجمہ: ”اے آدم کی اولاد! تحقیق کہ ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمھارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو چھپاتا ہے اور زینت کا ذریعہ بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔“ [الأعراف:٢٦]

آیتِ کریمہ میں وارد لفظ ﴿رِيشًا﴾ سے مراد وہ لباس ہے جو زیب و زینت اور حسن و رعنائی کے لیے پہنا جائے۔ اور آگے ﴿لِبَاسُ التَّقْوَىٰ﴾ تقویٰ کے لباس کو سب سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ یعنی لباسِ ظاہری کے سوا ایک معنوی لباس بھی ہے اور وہ ایمان، حیا، خوش اخلاقی، عملِ صالح، تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کا لباس ہے، جس کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اسی سے اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ لباس میں زیب و زینت کا اپنانا اگرچہ درست ہے، مگر لباس میں سادگی اپنانا اور ایسا لباس زیب تن کرنا، جس میں تقویٰ اور پرہیز گاری پائی جائے، زیادہ بہتر ہے۔

علاوہ ازیں تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لباس بھی نہ پہنے جائیں جس کی ممانعت شریعت میں آئی ہے۔ مثلاً ایسا باریک و شفاف یا چست لباس جس سے اعضائے ستر دکھائی دیں یا جسمانی ساخت نمایاں ہوں، فاخرانہ لباس، مردوں کے لیے ریشمی یا زعفرانی رنگ کا لباس وغیرہ۔

اسی طرح عمدہ لباس کا انتخاب کرتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ شہرت کا لباس نہ ہو، کیوں کہ ایسا لباس زیب تن کرنے والوں کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا اور اس میں آگ بھڑکائی جائے گی۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا)) ترجمہ: ''جس شخص نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑکائے گا۔'' [1]

عمدہ و پاکیزہ لباس کے استعمال اور جسمانی طہارت و صفائی کے حصول کا داعیہ ہر انسان کے اندر ہوتا ہے اور یہ ان کا حق بھی ہے۔ چناں چہ لباس و جسم کو پاک صاف رکھنا اور نظافت و طہارت اختیار کرنا ہر مومن مرد و عورت کی شان ہے اور اسلام نے بھی نظافت و طہارت پر خاصا زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے نیز وہ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ترجمہ: ''بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' [البقرۃ:۲۲۲]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں داخل ہو گا۔ ایک آدمی نے کہا: بے شک آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ)) ترجمہ: ''بے شک اللہ خوب صورت ہے، وہ خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔ حق کو انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔'' [2]

اللہ تعالیٰ نے نظافت و طہارت اور زیب و زینت کی بہت ساری چیزیں اور بہت سارے وسائل انسانوں کو مہیا فرمائے ہیں، جن سے تمام بنی نوع انسان فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ لباس اور عمدہ کھانے کا اہتمام کرتے ہیں، لہٰذا ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور حلال اسبابِ زینت کو حرام قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

]1[حسن، سنن ابو داؤد: ۴۰۲۹، ابن ماجہ: ۳۶۰۷]2[صحیح مسلم: ۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ”آپ کہہ دیں کہ جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص اُنھیں کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح ہم آیات کو ان لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتے ہیں، جو جانتے ہیں۔“ [الأعراف:۳۲]

بری ہیئت اختیار کرنا

اوپر کی آیتِ کریمہ کا مطلب یہ بھی ہے کہ زینت کی چیزوں کو استعمال میں لانا برا نہیں ہے، بلکہ ایسی چیزوں کو حرام قرار دینا غلط ہے۔ یعنی وسعت و کشادگی کے باوجود بری ہیئت اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ)) ترجمہ: ”بے شک اللہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔“ [1]

مطلب یہ کہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے حدود و قیود میں رہتے ہوئے استعمال کرنا چاہیے، خوش حالی اور کشادہ دستی کے باوجود گھٹیا کھانا کھانا، ردی لباس پہننا اور جمال کے منافی بری ہیئت اختیار کرنا زہد اور نیکی نہیں ہے، زہد یہ ہے کہ آدمی سادگی اور قناعت پسند بنے۔ سیدنا سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ؛ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ)) ترجمہ: ”یقیناً تم

[1] جامع ترمذی:۲۸۱۹، السراج المنیر ۲/ ۱۰۸۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لوگ اپنے بھائیوں کے پاس آنے والے ہو اس لیے تم اپنی سواریاں درست کر لو اور اپنے لباس درست کر لو، یہاں تک کہ تم ایسے ہو جاؤ گویا تم لوگوں میں تل ہو، یعنی جس طرح چہرے پر تل والا شخص لوگوں میں نمایاں ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ بلا ارادہ خستہ حالت اختیار کرنے اور بہ تکلف بری ہیئت اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا ہے۔" [1]

ویسے فحش کا اطلاق قبیح قسم کے معاصی و گناہ اور فحش قسم کے اقوال و افعال پر ہوتا ہے، مگر یہاں اس حدیث میں ردی و خستہ حالت اور بری ہیئت اختیار کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے، جو یقیناً خوب صورتی کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔

قزع کی ممانعت

موجودہ دور کے نوجوانوں کو دیکھیں کہ وہ کس طرح بہ تکلف لباس و اطوار میں کریہہ قسم کی بد ہیئتی اختیار کر رہے ہیں، پھٹے لباس اور پراگندہ بال رکھنے کی عام روش چل پڑی ہے۔ فیشن کے نام پر بالوں کی تراش کا ایک جدید (پیالہ) اسٹائل نہایت بد نما اور فحش منظر پیش کرتا ہے، یعنی سر کے پچھلے حصے اور دونوں طرف کے بال زمینی اور باقی سامنے والے بال عورتوں جیسے لمبے ہوتے ہیں۔ بالوں کی یہ ہیئت نبوی ممانعت میں بھی داخل ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ سالم کہتے ہیں: قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کا بعض حصہ مونڈ دیا جائے اور کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے۔ [2]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے ہیں تو آپ نے انھیں اس روش سے منع کیا اور فرمایا:

]1[سنن ابوداؤد: ۴۰۸۹، مسند احمد: ۱۷۶۲۴، قال شعیب الأرناؤوط: إسناده محتمل للتحسين]2[صحیح بخاری: ۵۹۲۰، ۵۹۲۱، صحیح مسلم: ۲۱۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((احْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ)) ”اس کے سارے بال مونڈ دو یا سارے بال چھوڑ دو۔“ [1]

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ممنوع قزع کی درج ذیل چار صورتیں ذکر کی ہیں :

(1) سر کے مکمل بال کو مونڈنے کے بجائے مختلف جگہوں سے مونڈنا۔

(2) بیچ سر کے بال کو مونڈنا اور اطراف وجوانب سے چھوڑ دینا۔

(3) اطراف وجوانب سے مونڈنا اور سر کے درمیانی حصے کو چھوڑ دینا۔

(4) سر کے اگلے حصے کے بال کو مونڈنا اور پچھلے حصے کو چھوڑ دینا۔ [2]

دراصل ہمیں وضع قطع اور لباس وغیرہ سمیت اپنے تمام تر معاملات میں تصنع، بناوٹ اور تکلف اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ یہ کہہ دیں:

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔“[ص:۸۶]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

”نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ“ ”ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔“ [3]

اس لیے فیشن اور جدید تہذیب و ثقافت کے نام پر وضع قطع، رہن سہن اور ملبوسات و مطعومات وغیرہ میں بھی بے ہنگم بناوٹ اور تکلف و تصنع سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ کوّا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال بھول گیا والی مثال ہو گی، نہ ہمیں دنیا حاصل ہو گی اور نہ ہماری عاقبت سدھرے گی۔

موجودہ دور میں بہت سارے کم پڑھے لکھے حجاج و معتمرین حضرات سعی سے فارغ ہونے کے بعد جب مروہ کے پاس پہنچتے ہیں تو وہاں پر کچھ لوگ موجود ہوتے ہیں، جو پیسوں کی لالچ میں

---

[1] ابوداؤد:۴۱۹۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:۱۱۲۳ [2] تحفۃ المودود بأحکام المولود ص:۱۴۷-۱۴۸، دار علم الفوائد بیروت

[3] صحیح بخاری:۷۲۹۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حجاج و معتمرین کے بال غلط طریقے سے کاٹتے ہیں اور حجاج کرام بھی دیکھا دیکھی انہی سے یا اپنے بعض ساتھیوں کی مدد سے سر سے محض چند بال کٹوا لیتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ تقصیر ہو گیا، حالاں کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے، بلکہ یہ قزع کی ممنوع صورت میں داخل ہے، جیسا کہ اہلِ علم نے اس کی وضاحت کر رکھی ہے۔ لہٰذا حج و عمرہ جیسی اہم عبادت کی ادائیگی کے موقع پر اس طرح کے خلافِ شرع اعمال سے بچنا چاہیے اور ممکن ہو تو سنت کے مطابق سر کا پورا بال مونڈوایا جائے اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر سلیقے سے سر کے تمام حصوں سے بال کٹوایا جائے، جس طرح عام دنوں میں کٹواتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے مسنون ہیں۔

اسلامی لباس

عورتیں زینت کا محل ہیں، قدرتی طور پر ان میں سجنے سنورنے کا ذوق زیادہ پایا جاتا ہے، لہٰذا زینت و زیبائش اور خوب صورتی کو اپنانا ان کا فطری حق ہے، اسی لیے ان کے لیے سونا، چاندی، ریشمی کپڑے اور تزئین کی بہت ساری چیزیں جائز قرار دے کر ان کی آرائش کے لیے شریعت میں کافی وسعت و گنجائش رکھی گئی ہے۔

عورتوں اور مردوں کے لیے آرائشِ زینت کی چیزیں جداگانہ ہیں اور نمایاں طور پر ان کے لباس میں فرق پایا جاتا ہے، اس لیے ہر ایک کو اپنے اپنے ذوق اور طبیعت کے اعتبار سے ستر کو چھپانے والے لباس اور زینت کے دیگر سامانوں کو استعمال میں لانا چاہیے اور ایک دوسرے کے وضع قطع کو اپنانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

لباس کے انتخاب کے سلسلے میں درج ذیل شرعی حدود و قیود کا پاس و لحاظ رکھنا ہمارے لیے ازبس ضروری ہے:

(1) ایسا لباس جو اعضائے ستر کو ڈھانپ لے بالخصوص عورت ایسا لباس زیب تن کرے جس سے اس کا پورا بدن چھپ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(2) عورت ایسا لباس زیب تن نہ کرے جو بذاتِ خود زینت اور فتنے کا باعث ہو اور وہ خود زینت اور فتنہ بن جائے۔

(3) لباس دبیز ہو اور ایسا باریک وشفاف نہ ہو، جس سے بدن جھلکے اور جسم کی رنگت نظر آئے۔

(4) لباس کشادہ اور ڈھیلا ڈھالا ہو اور ایسا تنگ نہ ہو کہ جس سے جسم کے نشیب و فراز عیاں ہوں۔

(5) عورتیں خوشبوزدہ لباس نہ استعمال کریں کہ اس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف مائل ہوں۔

(6) عورت کا لباس مرد کے لباس سے مشابہ نہ ہو اور مرد کا لباس عورت کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔

(7) عورت کا لباس کافر عورتوں کے مشابہ نہ ہو اور مرد کا لباس کافر مردوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔

(8) شہرت کا لباس نہ ہو یعنی وہ لباس ایسا نہ ہو کہ اس سے فخر وغرور کی بو آئے اور لوگوں کے یہاں وہ خود نمائی اور شہرت طلبی کا باعث ہو۔

(9) مردوں کا لباس ریشم کا نہ ہو اور اس کا رنگ زعفرانی نہ ہو۔ ایسا لباس خاص مردوں کے لیے ممنوع ہے۔

مرد وزن کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

تہذیبِ نو نے معاشرے میں تجمل وحسن کاری اور ذوقِ جمال کو اس قدر فروغ وبڑھاوا دیا ہے کہ خود نمائی کے طور پر فیشن کے نت نئے طریقوں کو اپنانے کے لیے ہر کوئی سرگرداں ہے۔ مغربی کلچر کی اس اندھی تقلید نے مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہیں رہنے دیا ہے۔ بہت سے مردوں نے اپنی مردانہ وجاہت کو ترک کر کے عورتوں کے انداز واطوار کو اپنالیا ہے اور بہت سی عورتوں نے اپنی نسوانیت کو بالائے طاق رکھ کر مغرب کی حیا باختہ فیشن ایبل عورتوں کی تقلید میں مردانہ چال چلن کو اپنالیا ہے، جو کہ مظہر فواحش اور فتنوں کی جڑ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرد و عورت میں سے ہر ایک صنف کے فطری تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں اور ہر ایک کی اپنی مخصوص ہیئت و کیفیت ہوتی ہے۔ بود و باش، ملبوسات و پہناوا، بات چیت، اٹھنا بیٹھنا، رہن سہن، حرکات و سکنات اور وسائلِ آرائش و زیبائش فطری طور پر ہر ایک کے جدا جدا ہوتے ہیں اور ان میں نمایاں فرق بھی ہوتا ہے۔ مہندی لگانا، زلفوں کو دراز کر کے سنوارنا، زیب و زینت اختیار کرنا، کنگن، بالی، پازیب اور گلے میں ہار پہننا، ابرو و پلک کو سنوارنا، اور رخ کو حسین و خوب صورت بنائے رکھنا خواتین کا خاص طبعی وصف ہے، مگر افسوس کہ یہ چیزیں زنخا قسم کے بہت سے مردوں میں بھی سرایت کر گئی ہیں، بلکہ عورتوں کا سا لباس پہن کر عام نمائش کرنا بھی کچھ بد قماش مردوں کی عادت بن چکی ہے، جنھیں دیکھ کر اُن کی جنس کا پتا لگا پانا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت ہے۔ اور اِنہی فیشن پرستیوں اور ایک دوسرے کی نقالی کی وجہ سے معاشرے میں فواحش و بے حیائی اور اور فتنوں کے ابھرنے اور پھیلنے کا خوب موقع ملتا ہے، جب کہ ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔" [2]

مردوں کی مجالس کو ترک کر کے عورتوں کی مجالس میں بیٹھنا، ہر وقت ان کی معیت و ہم راہی اختیار کرنا، ان کے انداز و اطوار کو اپنانا، آواز میں لچک و کشش پیدا کرنا، سر اویل کا ٹخنوں

1] صحیح بخاری: ۵۸۸۵ 2] سنن ابو داؤد: ۴۰۹۸، السراج المنیر ۲/ ۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے رکھنا، داڑھی و مونچھ صاف کر کے عورتوں جیسا حلیہ بنانا، حسن و خوب صورتی کے لیے ہر وقت زینت و آرائش میں لگے رہنا، بیرونی کاموں کو چھوڑ کر خاص اندرونی کاموں میں شغل رکھنا، زیورات اور ریشمی و رنگین پھول دار ملبوسات کو استعمال میں لانا، لواطت اختیار کرنا وغیرہ عادات و اطوار کا تعلق مشابہتِ نسواں سے ہے، لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں بہت سے افراد مذکورہ خصائص کو بطور فیشن اپنائے ہوئے ہیں، بلکہ حبائل الشیطان نما بالوں کی وبا تو نوجوانوں میں بہت زیادہ عام ہے، جب کہ اس میں جہاں مشابہتِ نسواں کا شائبہ پایا جاتا ہے، وہیں اس ہی ازم فیشن میں خلقتِ الٰہی کو بگاڑنا اور کفار کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے اپنی امت کو روکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ، وَلَا بِالنَّصَارَى)) وفي روايةٍ: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ترجمہ: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو ہمارے سوا لوگوں کی مشابہت اختیار کرے، نہ یہود کی مشابہت اختیار کرو اور نہ نصاریٰ کی۔'' ایک روایت میں ہے: ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اُنھیں میں سے ہے۔'' [1]

مغربی فیشن کو اپنا کر خواتین بھی مردوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہیں اور بلا تردد مغرب سے کشید ہر فیشن کو اپنا رہی ہیں، خواہ اس میں ان کا دینی اور دنیاوی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ شرعی پردے کے التزام سے پہلو تہی اختیار کر کے مردوں جیسا لباس پہننا، تنگ و چست اور جسم کے بیش تر اعضا کو کھلا رکھنے والا لباس زیب تن کرنا، بہ کثرت گھروں سے باہر گھومنا، بغیر محرم کے سفر کرنا، مردوں کے ساتھ مختلط ہونا، غیر محرموں سے کھلے عام بات چیت کرنا، بالوں کی تراش خراش اور دیگر امور میں مردوں جیسی شکل و شباہت بنانا، مردوں کی قوامیت کو بالائے طاق رکھ کر خود سری کی خو اپنا کر گھریلو ضروریات کی تکمیل کے لیے بازاروں اور سیر گاہوں کے چکر لگانا،

[1] جامع ترمذی: ۲۶۹۵، سنن ابوداؤد: ۴۰۳۱، السراج المنیر ۲/ ۹۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود کفیل بننے کے لیے سحاقت کی روش اپنانا وغیرہ امور مردوں کے ساتھ مشابہت کے مظاہر میں سے ہیں، جس کا مشاہدہ ہم عام طور پر معاشرے میں کر سکتے ہیں۔ مسلم خواتین کو اس طرح کی واہیات سے بچنا چاہیے اور والدین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بچپن ہی سے بچوں کو آدابِ شرع کا پابند بنائیں، اخلاق و حیا اور حجاب وغیرہ سے متعلق ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ اس طرح کی لایعنی چیزوں کے قریب بھی نہ جائیں۔

تبدیلیِ جنس

اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں مغربی معاشرے کے اندر دو طرفہ مشابہت کی ایک جدید شکل تبدیلیِ جنس کے نام سے متعارف اور رواج پذیر ہوئی ہے۔ تبدیلیِ جنس کا مطلب ہے جدید میڈیکل سائنس کی مدد سے ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں آپریشن کے ذریعے مرد کے ظاہری اعضا کو نکال کر اس میں عورتوں جیسے اعضا لگا دینا اور عورت کے ظاہری اعضا کو نکال کر اس میں مردوں جیسے اعضا لگا دینا۔ حقیقت میں یہ مکمل تبدیلی نہیں ہوتی ہے، بلکہ مرد و عورت کے ہارمونز کو بدل کر فقط ظاہری طور پر مصنوعی تبدیلی کی جاتی ہے، یعنی تبدیلی کے بعد عورت بننے والے مرد میں صرف ظاہری تبدیلی ہوتی ہے، اس کے ہاں عورتوں کی طرح حیض کا آنا اور حمل قرار پانا ممکن نہیں ہوتا ہے، اور مرد بننے والی عورت کے مصنوعی عضو تناسل سے منی کا اخراج ناممکن ہوتا ہے۔ جنس تبدیل کرنے کرانے کا یہ بے حیا عمل شرعاً جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورت میں تغییر و تبدیلی اور دو مخالف جنسوں کا آپس میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا لازم آتا ہے، جو کہ حرام ہے اور پھر اس عمل میں بلا ضرورت جسم کو مثلہ کرنا بھی لازم آتا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔ دراصل اس جراحی عمل کا مقصود بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی کو تسکین دینا اور فطری راہ کو ترک کر کے غیر فطری طریقے سے نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ عورت کے لیے مرد بننے اور مرد کے لیے عورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بننے کی آرزو اور خواہش کرنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے، چہ جائے کہ جنس تبدیل کروا کر باہم ایک دوسرے کا روپ دھار لیا جائے جیسا کہ ہمارے اس جدید دور میں مختلف طرح سے مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنے کی وبا عام ہوتی جارہی ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ترجمہ: ”اور اس چیز کی تمنا نہ کرو، جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے، اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“ [النساء:۳۲]

آیتِ کریمہ کی شانِ نزول سے متعلق ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مرد حضرات جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتی ہیں، اور ہم عورتوں کے لیے میراث میں آدھا حصہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [1] آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد و عورت کو اپنے اپنے حدود میں رہ کر مشترکہ طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوش نودی طلب کرنی چاہیے اور اپنے حدود سے باہر نکل کر کوئی غلط تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ عورتیں مردانہ صفات اپنانے کی کوشش اور تمنا کریں اور مرد زنانہ صفات کو اپنانے کی کوشش اور تمنا کریں۔

البتہ اگر کسی مخنث مرد کے اندر زنانہ علامات پائی جائیں یا بظاہر وہ مردانہ جنسی اعضا سے محروم ہو یا کسی مخنث عورت کے اندر مردانہ علامات پائی جائیں یا اس کے زنانہ اعضا میں کوئی نقص پائی جائے تو ان لوگوں کے اندر پائی جانے والی ان علامات کو جو عیوب کی حیثیت رکھتی ہیں، آپریشن کے ذریعے زائل کر کے اصلی و بنیادی مردانہ یا زنانہ خفتہ علامات کو اجاگر کرنا جائز

1] جامع ترمذی:۳۰۲۲، مسند احمد، صحح اسنادہ الشیخ الالبانی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور مباح ہے، کیوں کہ اس کی حیثیت ازالۂ عیوب کی سی ہے اور پھر اس میں اصل جنس کو واضح کیا جاتا ہے نہ کہ اس میں کوئی بنیادی تبدیلی کی جاتی ہے۔ در اصل ایسے لوگ ناقص الخلقت ہوتے ہیں اور ان کے اعضائے رئیسہ کی پرورش و پرداخت میں کمی پائی جاتی ہے، لہٰذا آپریشن کے ذریعے ان کے نقص کو دور کیا جاتا ہے اور یہ ان کے علاج کے لیے ضروری بھی ہے۔ تبدیلیِ جنس کی یہ صورت جائز اور مباح ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ مسئلے کی صورتِ حال کو جاننے کے لیے اہلِ علم سے صلاح و مشورہ لینا اور ماہر ڈاکٹروں کی خدمات لینا ضروری ہے۔ [1]

تزئین کاری کی چند حرام صورتیں

جدید وسائلِ جمالیات نے بہت سی خواتینِ اسلام کو جہاں بے حجاب اور بے آبرو کر دیا ہے، وہیں انھیں حرام زینت سے آراستہ کر کے شعلۂ محفل کی شکل میں فحاشیت اور بے حیائی کا جیتا جاگتا نمونہ بھی بنا دیا ہے۔ میک اپ اور آرائش کے نام پر مغرب سے آنے والی ہر حیا باختہ فیشن کو سود و زیاں کی پروا کیے بغیر اپنانا ان کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ چناں چہ گیسوئے دراز کی خاطر مصنوعی بال جوڑنا جڑوانا، خوب صورتی کے لیے گودنا گدوانا، ابرو کے بال اکھیڑنا، دانتوں کے مابین فاصلہ کرا کے انھیں باریک و نوکیلا کرنا، ناخنوں کو بڑھانا اور اس کی آرائش کے لیے تہہ دار نیل پالش کا استعمال کرنا، چست و عریاں لباس زیب تن کرنا وغیرہ بازاری و جاہلی عورتوں کا شیوہ تھا، لیکن وہی بازاریت اور جاہلیتِ اولیٰ، دورِ جدید میں معزز گھرانوں کے اندر عود کر آئی ہے۔ غیر مسلم گھرانوں میں تو یہ برائیاں عام ہی ہیں، ساتھ ہی آزاد خیال مسلم گھروں کی خواتین بھی ان برائیوں میں گھری نظر آتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ خود نمائی اور زینتِ ظاہرہ و باطنہ کے اظہار کے طور پر کیا جاتا ہے تاکہ اس قماش کی عورتیں مرد و زن کی مخلوط مجالس میں منفرد مقام حاصل کر سکیں نیز مردوں اور اپنی ہم جولی عورتوں سے دادِ تحسین وصول کر سکیں، لوگ ان کی طرف مائل ہوں، ان کی تعریف کریں اور ان کے بے باک حسن و خوب صورتی کے گن گائیں۔

1] تبدیلیِ جنس کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: اسلام اور جدید میڈیکل سائنس تالیف: ڈاکٹر محمد شوکت شوکانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خواتین میں اضافۂ حسن اور مسابقتِ حسن کے لیے شہروں میں جگہ جگہ بیوٹی پارلر نظر آتے ہیں، جہاں ان کے نوک و پلک کو نہایت بے باکی سے سنوارا جاتا ہے اور ایسی جگہوں پر انھیں مجسم شعلۂ حسن بنانے کے لیے عورتیں تو کام کرتی ہی ہیں، مرد بھی اس کام کی انجام دہی کے لیے پیش پیش رہتے ہیں اور بلا جھجک عورتیں اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیتی ہیں۔ یہ سب فواحش اور بے حیائی کے کام ہیں، شریعتِ مطہرہ میں اس طرح کی بے حیائی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایسوں پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت پڑتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)) ترجمہ: ”اللہ نے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت بھیجی ہے۔“ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی، وہ بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے۔ تو لوگوں نے اس کے بال کے ساتھ (مزید بال) ملانا چاہا اور اس کے متعلق انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) ترجمہ: ”اللہ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت بھیجی ہے۔“ [2]

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کو خسرے کا بخار ہو گیا، جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے اور میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں کیا میں اس کے سر میں بال جوڑ سکتی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ)) ”اللہ نے بال جوڑنے والی پر اور جس کے بال لے کر بال جوڑے جائیں اس پر لعنت فرمائی ہے۔“ [3]

1] صحیح بخاری: ۵۹۳۷، صحیح مسلم: ۲۱۲۴

2] صحیح بخاری: ۵۹۳۴، صحیح مسلم: ۲۱۲۳

3] صحیح بخاری: ۵۹۴۱، صحیح مسلم: ۲۱۲۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ)) "اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور پلکوں کے بال اکھیڑنے والیوں اور اکھڑوانے والیوں اور خوب صورتی کے لیے آگے کے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔"[1]

مذکورہ بالا احادیثِ نبویہ حسن و جمال میں اضافہ اور کمال کی خاطر مصنوعی تزئین کاری کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ جمال و خوب صورتی کو اپنانے کے لیے مصنوعی تزئین کاری کا سہارا لینے والی مسلم خواتین کو درج بالا احادیث کی روشنی میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ ان کے یہ انداز و اطوار کہاں تک درست ہیں؟

غور طلب مقام ہے کہ مذکورہ احادیث میں اس قماش کی عورتوں پر لعنت بھیجی گئی ہے اور لعنت، قہرِ الٰہی کی آمد اور نزولِ رحمتِ الٰہی سے دوری کا سبب ہوا کرتی ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ اس قدر وعید کے باوجود بہت سی مسلم خواتین حرام امور کو اپنا کر خود نمائی اور فیشن پرستی کی دوڑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں اور اس کے پیچھے بے جا طور پر مال و دولت صرف کرتی ہیں۔ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"آج کل بھی عورتوں میں اس قسم کے بعض فیشن رائج ہیں۔ جیسے آنکھوں کی پلکوں کے بال نوچ کر ان میں رنگ اور میک اپ کی بعض چیزیں وغیرہ بھرنا یا ہندو عورتوں کی طرح تلک اور سیندور بھرنا وغیرہ۔ فیشن اور میک اپ کے جدید طریقے جو آج کل عورتوں میں عام ہیں اور جن پر قوم کا کروڑوں اور اربوں روپیہ برباد ہو رہا ہے، یہ سب اسی ذیل میں آتے ہیں، جن پر لعنت فرمائی گئی ہے، اس لیے مسلمان عورتوں کو زیب و زینت کی ان تمام چیزوں سے بچنا چاہیے، اس میں دین اور دنیا دونوں کی بربادی ہے۔ اسی طرح ناخنوں کی پالش ہے، جس

[1] صحیح بخاری: ۴۸۸۶، صحیح مسلم: ۲۱۲۵، واللفظ لہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے وضو بھی اکثر علما کے نزدیک نہیں ہوتا، علاوہ ازیں ناخنوں کو خوب بڑھایا جاتا ہے اور ان میں سرخ پالش لگائی جاتی ہے، جس سے وہ خوں خوار درندوں کے خونی پنجوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ یہ سارے بے ہودہ فیشن دراصل مغرب کی حیاباختہ عورتوں کے ہیں، جو بدقسمتی سے مسلمان عورتوں نے بھی اختیار کر لیے ہیں، جن سے اجتناب ضروری ہے، کیوں کہ ان میں کافروں کی مشابہت اور نقالی ہے، جو حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔'' [1]

تزئین کاری کے جدید وسائل اور طریقۂ کار نے عورتوں کی فطری اور وہبی رنگ و خو کو یکسر نابود کر دیا ہے، کیریئر اور کردار مجروح ہو کر رہ گیا ہے، غیرت و خودداری اور عفت و آبرو سرِ بازار نیلام ہو رہی ہے۔ چھیڑ خانی، اغوا اور عصمت دری کے بیش تر واقعات، سرِ بازار زینت کا اظہار کرنے والی عورتوں ہی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ لہٰذا مرد و خواتین کو اپنی عظمت و وقار اور تقدس و کردار کے تحفظ کے لیے، شریعتِ اسلامیہ کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے، اس کے قوانین و ضوابط کو عملی جامہ پہنانے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ اصلی خوب صورتی کپڑوں کی ظاہری چمک دمک، زیورات کی بہتات، مصنوعی تزئین کاری، اعضائے جسمانی کی نمائش اور جدید وسائلِ جمالیات میں نہیں ہے، بلکہ لباسِ تقویٰ، سادہ و ساتر لباس، عفت مآبی، اخلاق کی عمدگی، ظاہر و باطن کی پاکیزگی، اور فطری خوبیوں کے بچائے رکھنے میں ہے۔ لہٰذا اس بات کا پاس و لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شریعت نے عورتوں کو گھر کے اندر رہ کر حرام زینت سے اجتناب اور شرعی آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے جہاں حصولِ زینت کی ترغیب دی ہے، وہیں اضافۂ حسن کی خاطر خلقتِ الٰہی میں تبدیلی کرنے سے روکا بھی ہے۔

ورزش اور ایکسر سائز کے نام پر بے حیائی

صحت و تندرستی اور چاق چوبند رہنے کے لیے ورزش اور ایکسر سائز ایک مفید عمل ہے، اس کو اپنانے سے انسان چست و پُھرت اور نشیط رہتا ہے، اس کے جسمانی قویٰ مضبوط رہتے ہیں

[1] دلیل الطالبین ۲/ ۴۰۲-۴۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور شرعاً بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ آدمی شرعی دائرے میں رہے اور اسی کو اپنا مطمحِ نظر نہ بنالے کہ دن کے دن اسی میں لگا رہے، مگر آج کل اس میدان کو بھی بے حیائی اور فحاشی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔

بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اس میدان میں بھی بہت سے مسلمان مغربی تہذیب وثقافت سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ ورزش، جم اور ایکسر سائز کے نام پر فحاشی اور بے حیائی کو مسلم معاشرے میں بڑھاوا دے رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ اب مرد وعورت مخلوط انداز میں مختصر کپڑوں کے اندر ایک ساتھ ورزش اور ایکسر سائز کرتے ہیں، تفریح اور ورزش کے نام پر مختلف کھیلوں کے اندر نیم عریاں لباس میں عورتیں کھلے عام اپنے خدوخال اور جسمانی اعضا کی نمائش کرتی نظر آتی ہیں۔ اور بعض نام نہاد اسلامی ملکوں میں بھی صبح وشام فحش مناظر سے پُر یوگا اور ورزش کے شوز چلتے ہیں، جن میں طوائفیں رول ماڈلز کا کردار ادا کرتی ہیں، اور فحاشی وبے حیائی کا کھلم کھلم پرچار کرتی ہیں، تنگ وچست لباس پہن کر، مرد ٹرینر کے سامنے جسم کے تمام مخصوص پارٹ کو بھی نمایاں کرنے سے کوئی عار وجھجک نہیں محسوس کرتیں، بلکہ بطور فخر اس طرح کی ویڈیوز خود ہی نشر کرتی ہیں اور پوری دنیا کو بے حیائی کی دعوت دیتی ہیں۔ اس طرح کی کھلی بے حیائی ایک غیور مومن مرد اور مومنہ خاتون کے لیے قطعی زیب نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری امتِ اسلامیہ کو اس طرح کی بے حیائی سے بچائے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ششم: سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ

آج ہم اکیسویں صدی عیسوی کی جدید ٹیکنالوجی کے دور میں جی رہے ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبہ جات میں جدید ٹیکنالوجی نے ہمیں بہت سی سہولیتیں اور آسانیاں فراہم کی ہیں۔ ابلاغ کے جدید ذرائع، انٹرنیٹ، سوشل نیٹ ورک اور اس سے متعلق بہت سی نئی نئی اختراعات اور وسائل بھی اسی جدید ٹیکنالوجی کی مرہونِ منت ہیں۔ انٹرنیٹ جیسے طاقت ور وسیلے کے ذریعہ دنیا کے تمام لوگوں کے افکار و نظریات کو جانا جا سکتا ہے اور اپنے افکار و نظریات کو بھی پھیلایا جا سکتا ہے، گھنٹوں کا کام منٹوں میں اور منٹوں کا کام سیکنڈوں میں سمٹایا جا سکتا ہے۔ اور آئے دن انسان ترقی کے نئے نئے منازل طے کر رہا ہے۔

انٹرنیٹ نے میڈیا اور ابلاغ کی ترسیل اور ذرائع کو بہت وسعت دے دی ہے۔ اخبارات اور ٹی وی چینلوں کے ساتھ ساتھ بہت سی ویب سائٹس اور سوشل نیٹ ورکس ہیں، جو دن و رات مختلف قسم کی چیزوں کو پھیلانے اور لوگوں کو اپنی گرفت میں لینے کا مؤثر اور مضبوط ذریعہ ہیں۔ موجودہ دور کے بیش تر افراد اس کے عادی ہو چکے ہیں اور ان کا بیش تر وقت اسی پر صرف ہوتا ہے، بلکہ بعض لوگ تو ہمیشہ اسی سے چپکے رہتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انٹرنیٹ کی دنیا، میڈیا اور ذرائع ابلاغ میں ہم مسلمانوں کی شمولیت ایک مؤثر کردار کی حیثیت سے بہت کم ہے، مگر جو کچھ ہے وہ قابلِ ستائش اور لائقِ تشہیر ہے۔ مؤثر میڈیا کا زیادہ تر حصہ یہودی و عیسائی لابی اور دیگر اعدائے اسلام کے قبضہ میں ہے، ہم فقط تماشائی ہیں۔ ہاں اِدھر کچھ دہائیوں سے انٹرنیٹ اور سوشل نیٹ ورک پر کچھ کام ہوا ہے، مگر دعوتی نقطۂ نظر سے ہمارے ملک ہندوستان میں منظم ڈھنگ سے کام نہ کے برابر ہوا ہے، البتہ انفرادی طور پر لوگ کافی کام کر رہے ہیں اور انٹرنیٹ و سوشل میڈیا کے مثبت پہلو کو لے کر اسے ایک مؤثر اور طاقت ور ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی بگاڑ میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا کردار

انٹرنیٹ کی دنیا میں اتنی وسعت ہے کہ یہاں اچھی اور بری تمام چیزیں موجود ہیں۔ فحش اور لادینی فاسد مواد کے ساتھ ساتھ بہت سی اچھی اور معلوماتی چیزیں بھی ہیں اور ان کو پھیلانے کے وسیع تر مواقع بھی ہیں۔ تو وہیں بگڑنے کے بھی کافی مواقع اور وسائل ہیں۔ وائی فائی اور 4 جی جیسی تیز ترین ٹیکنالوجی نے انٹرنیٹ سے استفادہ کو بہت آسان کر دیا ہے۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب ہر ایک کے ہاتھ میں اسمارٹ فون اور موبائل ہے اور اس میں تیز رفتار نیٹ پیک بھی موجود ہے۔ بوڑھے، بچے، نوجوان، عورتیں سبھی کے ہاتھوں میں ہائی سپیڈ موبائل اور نیٹ موجود ہے۔ ہر کسی کی رسائی انٹرنیٹ کی حشر سامانیوں تک ہے۔ یوٹیوب، انسٹاگرام، ٹِک ٹاک، فیس بک، ٹوئٹر اور واٹس ایپ کی بے لگام دنیا نے انھیں اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے۔ گلی کوچوں، چوراہوں، چائے کی دکانوں، بسوں اور ٹرینوں میں لوگ فل سپیڈ میں موبائل چلاتے اور انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرتے نظر آجائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ انٹرنیٹ اور ابلاغ کے جدید ذرائع کا مثبت پہلو لے کر جہاں دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا جارہا ہے، وہیں مسموع، مقروء اور مرئی ذرائع ابلاغ کے فاسد مواد سے ذہن ودماغ کو بگاڑنے، عریانیت وبے حیائی کو عام کرنے، اور لادینی فضا قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ اخبارات، رسائل وجرائد، ٹی وی چینل اور سوشل میڈیا فحاشی کے مواد سے بھرے پڑے ہیں، نیم عریاں تصاویر، بوس وکنار کے بے ہودہ مناظر اور عشق ومحبت پر مشتمل فحش کہانیاں اور ڈرامے بڑی بے باکی کے ساتھ نشر کیے جاتے ہیں اور ہر کوئی ان کے استعمال کے لیے آزاد ہے۔

سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، انٹرنیٹ پر پھیلی ہوئی آڈیو ویڈیو کلپس، ڈش انٹینا، سیٹلائٹ چینلوں، کیبل نیٹ ورک اور مخرب اخلاق رسائل وجرائد وغیرہ کے عریاں اور حیاسوز مواد دورِ حاضر کے بڑے فتنے اور معاشرے میں فحاشی پھیلانے کے بڑے ذرائع ہیں۔ ان کی وساطت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخلاق و کردار کو مجروح اور داغ دار کرنے والی چیزیں بڑے زور شور سے نشر کی جاتی ہیں، جن سے فسق وفجور، حرص وہوس، جنسی پیاس، زنا وہم جنس پرستی، جرائم اور منشیات کے استعمال کو بڑا فروغ ملتا ہے۔ نونہالوں کی اخلاقی خرابی میں اضافہ اور دین وایمان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ سن بلوغ کو پہنچنے والے اناڑی بچے، بچیاں اور نوجوان نسل ان میں پیش کیے جانے والے بے ہنگم پروگراموں سے متاثر ہو کر شہوانی جذبات کی تکمیل غیر فطری راستوں سے کرنے لگتے ہیں، جس سے معاشرے میں بہت سی واضح اور پوشیدہ جنسی امراض پھیلتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایسی فضول کہانیاں، ڈرامے، فلمیں، گیت اور غزلیں پیش کی جاتی ہیں، جس سے دلوں میں کجی وروگ پیدا ہوتا ہے نیز موسیقی، مخلوط ڈانس، بوس وکنار اور لچر وسطحی حرکات وسکنات کے ایسے بے حیا مناظر ہوتے ہیں، جنھیں دیکھ کر بچے وقت سے قبل ہی درجۂ بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ ضمیر فروش لوگ جنسی بے راہ روی کو بڑھاوا دینے کی خاطر تفریح کے طور پر اسے فن اور آرٹ اور بہت سے خوش نما نام دے کر بطور کاروبار زندہ کیے ہوئے ہیں، عورتوں کی مظلومی وکمزوری اور مجبوری وسادگی کا بے جا فائدہ اٹھا کر پردۂ سیمیں پر دوشیزاؤں کے ایسے واہیات مناظر پیش کیے جاتے ہیں کہ جس سے تہذیب سر پیٹتی ہے۔ زن وشو کے مخفی تعلقات اور بیڈ روم کی خفیہ باتیں عملی طور پر پیش کیے جاتے ہیں نیز ایسے واہیات مناظر فلمائے جاتے ہیں، جن میں عورت کی ران، پنڈلی، گردن، پیٹ، بانہیں، کمر، چہرہ، پیٹھ کا بالائی حصہ اور جسم کے نشیب وفراز نمایاں رہتے ہیں اور کبھی تو ان کے پورے جسم پر کپڑا برائے نام ہوتا ہے۔

انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ٹی وی چینلوں پر پیش کیے جانے والے یہ سارے فحش مناظر انفرادی خرابی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور کم سن بچوں میں ابتدا ہی سے اخلاقی گراوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک کم عمر بچہ جب ان واہیات مناظر کو دیکھتا ہے تو انھیں عملی صورت میں بھی کر گزرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوشش کرتا ہے اور بہ تدریج رفتہ بہ رفتہ یہ باتیں اس کے صاف شفاف ذہن پر مرتسم ہو جاتی ہیں، وہ اسے خوب مزے سے دیکھتا اور عملی جامہ پہناتا ہے، بلکہ اسے زندگی کا لازمی عنصر تصور کرنے لگتا ہے۔ اباحیت پسند گندا ماحول اور اچھی تربیت کے فقدان کی وجہ سے آج یہ کثافت ثقافت سمجھی جاتی ہے، یہ برائیاں تہذیب کا حصہ تصور کی جاتی ہیں اور تفریحِ طبع کی خاطر انھیں درست اور مباح خیال کیا جاتا ہے؛ حالاں کہ ان کے ذریعہ فحاشیت و عریانیت، الحاد ولادینیت اور کفر و نفاق کو فروغ ملتا ہے۔

اس وقت بچوں کے لیے کارٹون اور بہت سے شارٹ فلم یوٹیوب وغیرہ پر بڑی وافر مقدار میں اپ لوڈ کی جارہی ہیں، جس کے بیش تر مناظر اور مواد اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں۔ دیوی دیوتاؤں کی بالادستی کی کہانی ہوتی ہے۔ جادو، طلسمات اور مافوق الفطرت باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اخلاق و کردار کو بگاڑنے والے حیاباختہ مناظر دکھائے جاتے ہیں، جس کا منفی اثر بچوں پر پڑتا ہے۔ وہ بھی اس کی نقالی کرتے ہیں اور ابتدا ہی سے ان کا دین و اخلاق خَلفِشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ان میں موجود معمولی فوائد کو بھاری بھرکم الفاظ و تعبیرات کے ذریعہ اجاگر و نمایاں کر کے بزعمِ خود انھیں بہتر اور درست ٹھہرا کر دلی تسلی و تسکین حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح خود اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی دھوکا دیتے ہیں، جب کہ ان کی وجہ سے بیش تر مسلم بچے اور نوجوان ذکر و اذکار اور تلاوتِ قرآن کریم سے دور ہو کر دیوی دیوتاؤں اور عشقیہ قسم کے فحش گانوں اور لچر گفتگو میں مصروف رہتے ہیں۔

حرمتِ خمر کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ اہم اصول بیان کر دیا ہے کہ ہر بری چیز میں بظاہر کچھ فوائد تو ہوتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ جس کسی چیز میں معمولی سا فائدہ نظر آجائے تو اس کی وجہ سے وہ جائز قرار پا جائے گی، بلکہ اس کے فوائد اور نقصانات کا جائزہ لیا جائے گا کہ کس کا تناسب کم ہے اور کس کا زیادہ؟ اگر فائدے کا پہلو کم اور نقصان کا پہلو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہو تو وہ درست نہیں قرار پائے گی۔ اور یہاں ان لغویات کے اندر وافر مقدار میں دین و ایمان اور اخلاق و ذہن کو بگاڑنے کا مواد پایا جاتا ہے پھر یہ کیسے جائز قرار پائیں گی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبوی فرمان ہے:

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ - يَعْنِي الْفَقِيرَ - لِحَاجَةٍ، فَيَقُولُوا: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: "میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے، جو شرم گاہ (زنا) اور ریشم اور شراب اور باجوں کو حلال کر لیں گے اور کئی لوگ ایک پہاڑ کے پہلو میں اتریں گے، ان کے چرواہے شام کو ان کے چرنے والے مویشی لایا کریں گے، ان کے پاس فقیر اپنی حاجت کے لیے آئے گا، وہ کہیں گے: ہمارے پاس کل آنا۔ تو رات ہی کو اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب بھیجے گا اور وہ پہاڑ ان پر گرا دے گا اور کئی دوسروں کی شکلوں کو قیامت تک کے لیے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دے گا۔" [1]

اور سنن ابن ماجہ [۴۰۲۰] میں سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ)) ترجمہ: "میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے، اس کے اصل نام کے بجائے اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے، ان کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے اور گانے والیاں گائیں گی۔ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔" [2]

آج ہمارے معاشرے میں یہ ساری برائیاں بہ کثرت پائی جا رہی ہیں، ذرائع ابلاغ کے جدید آلات نے گھر گھر میں ان برائیوں کو عام کر دیا ہے۔ رقص و سرود کی محفلیں اور گانا بجانا

1] صحیح بخاری: ۵۵۹۰ 2] دیکھیے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۹۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی معیوب بات نہیں رہی، زنا عام ہو چکی ہے، زنا تک پہنچانے والے ذرائع بے محابا عروج پر ہیں، آزادی کے نام پر بہت ساری حرام چیزیں انسانوں کا بنیادی حق قرار پا چکی ہیں۔ حرام کاموں کا نام بدل کر یا ان پر خوش نما لیبل لگا کر درست مانا جا رہا ہے۔ اور ان ساری چیزوں کو ذرائع ابلاغ کے مضبوط ہتھکنڈوں کو استعمال میں لا کر عوام و خواص میں خوب خوب پھیلایا جا رہا ہے۔ جس کی پاداش میں لوگ آئے دن مختلف طرح کی مصیبتوں، پریشانیوں، بیماریوں، طوفانوں اور زلزلوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ پھر بھی کم ہی لوگوں کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔

لہو الحدیث کی بہتات

زمانۂ نبوی میں نضر بن حارث نامی ایک شخص لوگوں کو آیاتِ الٰہی سے دور رکھنے اور دینی باتوں کے سننے سے باز رکھنے اور دینِ الٰہی سے برگشتہ کرنے کے لیے من گھڑت قصے اور کہانیاں سنایا کرتا تھا اور اپنی لونڈیوں کے ذریعہ رقص و سرود کی محفلیں گرم کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس طرح کے بدبخت لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے انھیں سخت رسوا کن عذاب کی دھمکی دی اور فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ ترجمہ: ”اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو غافل کرنے والی بات مول لیتا ہے تاکہ جانے بغیر لوگوں کو اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے اور اسے مذاق بنائے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔“ [لقمان:٦]

”لَهْو“ ہر اس بات یا کام کو کہتے ہیں جس سے کوئی ذہنی اور جسمانی فائدہ حاصل نہ ہو، بلکہ وہ انسان کو اس کے مقصد کی چیز سے غافل کر دے اور اس کے اہم کاموں سے توجہ ہٹا دے۔ اور ہر وہ چیز جس سے لذت اور فائدہ حاصل ہو اسے بھی لہو کہہ دیا جاتا ہے۔

لہو الحدیث سے مراد وہ تمام بے ہودہ اور فضول باتیں ہیں، جو انسان کو اللہ کی راہ سے غافل کر دیں۔ خواہ یہ غافل کرنے والی بات گانا اور موسیقی ہو، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ نے اس سے مراد گانا لیا ہے، یا دیگر فحش باتوں پر مشتمل جھوٹی کہانیاں، فلمیں، ڈرامے اور فحش ناول وغیرہ ہوں، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس سے مراد گانا، اس کا سننا اور اسی جیسی چیزیں لی ہیں۔ اس کے وسیع مفہوم میں گانا، بجانا، فحش ناول، ڈرامے، افسانے اور تمام طرح کی فحاشی شامل ہے، خواہ وہ تحریری شکل میں ہو یا ویڈیو اور آواز کی صورت میں ہو۔ جیسا کہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے لہو الحدیث سے متعلق مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ کو عام رکھنا ہی درست ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی ہے۔ لہٰذا اس سے مراد ہر وہ بات ہے جو اللہ کی راہ سے غافل کرنے والی ہو کہ جس کے سننے سے اللہ نے یا اس کے رسول نے روک دیا ہے۔[1] اور حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ: اس سے مراد ہر وہ چیز ہے، جو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے غافل کر دے۔[2] حافظ عبد السلام بُھٹوی حفظہ اللہ لہو الحدیث کی تفسیر میں شیخ عبد الرحمان السعدی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ ان باتوں کو [کہتے ہیں] جو دلوں کو غافل کر دینے والی اور عظیم مقصد سے روک دینے والی ہوتی ہیں۔ چناں چہ اس میں ہر حرام کلام، ہر باطل اور ایسے اقوال پر مشتمل ہر ہذیان داخل ہے، جو کفر، فسق اور معصیت کی رغبت پیدا کرے، وہ اقوال حق کو رد کرنے والے لوگوں کے ہوں، جو باطل کے ساتھ بحث کر کے حق کو زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، غیبت، چغلی، جھوٹ اور گالی گلوچ کی صورت میں ہوں یا گانے، بجانے، شیطان کے باجوں اور غافل کر دینے والی داستانوں اور افسانوں کی صورت میں ہوں، جن کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہو نہ آخرت میں۔ تو لوگوں کی یہ قسم وہ ہے، جو ہدایت والی بات چھوڑ کر "لَھْو" والی بات خریدتی ہے۔"[3]

---

[1] عن به كلّ ما كان من الحديث ملهيا عن سبيل الله مما نهى الله عن استماعه أو رسوله..... جامع البيان ۱۸/ ۵۳۹

[2] كل ما شغلك عن عباده الله وذكره..... روح المعاني للآلوسی ۰۸/ ۶۲ [3] تفسیر القرآن الکریم ۳/ ۵۱۴-۵۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لہو الحدیث کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا، اس کا ساز و سامان اور آلات، ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچارک اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی۔ عہدِ رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اسی مقصد کے لیے خریدی تھیں کہ وہ لوگوں کا دل گانے سنا کر بہلاتی رہیں تاکہ قرآن و اسلام سے وہ دور رہیں۔ اس اعتبار سے اس میں گلوکارائیں بھی آجاتی ہیں، جو آج کل فن کار، فلمی ستارہ اور ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب، خوش نما اور دل فریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔'' [1]

آج ہمارے معاشرے میں بہت سے متصوفانہ مزاج رکھنے والے مُتدَیِّن لوگ بھی حرام عرس و سماع کی محفلیں سجاتے ہیں، جہاں حرام آلاتِ لہو و لعب کے ذریعہ شیطانی عمل رقص و سرود اور گانے بجانے کا دور چلتا ہے، مراہق قسم کی بچیاں اور اَمرد بچے ناچتے گاتے ہیں، مرد و زن کا بے باکانہ اختلاط ہوتا ہے، آپس میں ایک دوسرے پر فحش قسم کے جملے پھینکے جاتے ہیں، قابلِ نفریں ہنسی و مذاق ہوتا ہے، قوالیاں سنی سنائی جاتی ہیں، نشہ گانجا بھنگ کا دور چلتا ہے اور پھر اولیاء الشیاطین کو حال آتا ہے۔ افسوس صد افسوس! ان بے ہودہ، لغویات اور فواحش کو دین کا کام سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ ان کے حرام ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا قادری کی تصدیق شدہ، جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی (۱۳۴۳ھ) سے مطبوع، محمد عرفان علی رضوی کی تصنیف ''عرفان ہدایت'' میں ہے کہ:

''حیف صد حیف کہ اس زمانہ میں اعراس یعنی عرسوں کا میلہ بنالیا گیا ہے۔ رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے۔ ڈھولکی، طبلہ کھڑکتا ہے۔ ہارمونیم بجتا ہے۔ اور طرہ یہ کہ ان افعال کو جائز بلکہ قرب الی

[1] تفسیر احسن البیان ص: ۱۱۴۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ منع کرنے والوں پر لعن طعن کی جاتی ہے۔ عوام تو عوام اچھے خاصے پڑھے لکھے بلکہ سجاد گان درگاہ ان بلاؤں میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ سماع مع مزامیر کے سننے سے انھیں پرہیز نہیں ہوتا، بلکہ شوق ہوتا ہے۔ حالاں کہ مزامیر حرام قطعی ہیں۔" [1]

گانا بجانا اور موسیقی

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا، رقص و سرود اور موسیقی اسلامی شریعت میں ممنوع اور حرام ہیں۔ ائمہ کرام نے بالاتفاق اسے حرام قرار دیا ہے۔ موجودہ دور میں یہ ایک فن اور آرٹ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، انٹرنیٹ اور موبائل فون نے گھر گھر میں اس خبیث وبا کو پہنچا دیا ہے، بلکہ ٹِک ٹاک اور دیگر سوشل نیٹ ورک وغیرہ پر اچھے خاصے مسلم نوجوان اور دوشیزائیں ایک قدم آگے بڑھ کر اس کا حصہ بن رہی ہیں۔ ان کے اندر گلوکار، موسیقار، سٹار اور اداکار بننے کا جنون سوار ہے اور اُنہی فلمی اداکاروں و اداکاراؤں کی نقالی میں مسلم نوجوان، بچے اور بچیاں عریاں و چست لباس، بالوں کی تراش خراش، گفتگو اور ڈائیلاگ، چلنے پھرنے کے انداز وغیرہ کو بڑے شوق سے اپنا رہے ہیں۔ اور ثقافتی کلچر کے نام پر معاشرے میں بھی ان واہیات کی خوب پذیرائی ہو رہی ہے۔

موجودہ دور میں چند ایسے دینی اسکالرز بھی وجود میں آچکے ہیں، جو منہجِ فہم سلف سے ہٹ کر ہمہ وقت شرعی احکام و مسائل کو عصرِ حاضر کے مطابق ڈھالنے کے لیے بے جا طور پر کوشاں رہتے ہیں اور اپنے اسی نظریہ کی وجہ سے بہت سارے دینی مسائل میں نرمی کا گوشہ رکھتے ہیں اور اپنی روشن خیالی کے چلتے بسا اوقات بعض دینی شعائر و مسلمات کا انکار بھی کر جاتے ہیں۔ اس حلقے کی جانب سے موسیقی کے متعلق بھی اسی طرح کا شوشہ چھوڑا گیا ہے اور چند بے بنیاد شبہات کا سہارا لے کر من مانی طور پر غنا اور موسیقی کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس نظریے نے مسلم معاشرے کے اندر موسیقی کے پھیلاؤ میں خاصا کردار ادا کیا ہے۔

1] بحوالہ: قبولیتِ عمل کے شرائط ص:۳۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حمد و نعت اور اصلاحی قسم کی نظموں کو سریلی آواز میں پڑھنا ایک الگ چیز ہے، اسے موسیقی اور غنا کا نام دینا اور اس پر قیاس کر کے موسیقی کو جائز قرار دینا قطعاً درست نہیں ہے۔ جب کہ کتاب و سنت میں موسیقی اور اس کے آلات کی حرمت پر صریح دلیلیں موجود ہیں، اور لہو الحدیث کی عمومیت میں یہ داخل ہے، بلکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا مصداق غنا ہی کو قرار دیا ہے۔

اسی طرح شادی وغیرہ کے موقعے پر چھوٹی بچیوں یا لونڈیوں کا اخلاقی دائرے میں رہ کر اشعار پڑھنے اور دَف بجانے کا جواز بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ موسیقی اور آلاتِ موسیقی بھی جائز ہے، دونوں دو الگ الگ چیزیں ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ شریعتِ مطہرہ میں آلاتِ موسیقی کے ساتھ بچیوں کا اشعار پڑھنا بھی ثابت نہیں ہے، صرف شادی کے موقع پر لونڈی اور چھوٹی بچیوں کے دف بجانے کا ثبوت ملتا ہے اور وہ دف چَلنی کے مانند ہوا کرتا تھا، جو صرف ایک طرف سے وہ بھی ہاتھ کے ذریعہ بجائی جاتی تھی۔ ان چھوٹی بچیوں کا موازنہ دورِ جدید کی پیشہ ور مغنیات اور گلوکاراؤں سے کرنا قطعی ناانصافی، ظلم اور حرمت کے دلائل ہوتے ہوئے قیاس مع الفارق ہے۔

گانا بجانا اور موسیقی شیطانی افعال ہیں، اس سے دلوں میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور روح پژمردہ ہوتی ہے، یہ دین سے دوری اور بے حیائی کا سبب بنتی ہے، اس سے شہوانی خواہشات بھڑکتے ہیں اور حیوانی جبلت کو جلا ملتی ہے، اس میں مشغولیت کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل ہو کر لایعنی چیزوں میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرتا ہے، یہ وہ ہتھیار ہے، جس کے ذریعہ شیطان اچھے بھلے بندوں کو بے غیرت اور دیوث بنا کر گمراہ کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا لے اور اپنے سوار اور اپنے پیادے ان پر چڑھا کر لے آ اور اموال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور انھیں وعدے دے اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں کوئی وعدہ نہیں دیتا۔'' [الإسراء:٦٤]

یہاں اس آیتِ کریمہ میں ﴿بِصَوْتِكَ﴾ یعنی شیطان کی آواز سے مراد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے مطابق: {كلّ داع دعا إلى معصية الله} ہر پکارنے والا جو اللہ کی معصیت کی طرف بلائے، ہے۔ چناں چہ ہر وہ آواز جو اللہ کی نافرمانی کی دعوت دے، اس کا مصداق ہے اور اس میں گانا بجانا، موسیقی، گالی گلوچ، بدکاری اور ہر برے کام کی دعوت اور ہر وہ پکار جو اللہ کی یاد سے غافل کرنے والی ہو شامل ہے۔ اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ نے اس سے مراد لہو اور غنا لیا ہے۔ [1]

ایک طرف موسیقی کے جواز کا فتویٰ ہے اور دوسری طرف شرعی دلائل اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ ہمارے اس ترقی یافتہ دور کے موسیقی اور آلاتِ موسیقی کی بات چھوڑیے عہد نبوی و صحابہ میں جو موسیقی رائج تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہمارے سلف نے نبوی ممانعت کی وجہ سے اسے سننا بھی گوارا نہیں کیا۔

مشہور ثقہ تابعی جناب نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کہتے ہیں:

''سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا، قَالَ: فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ، وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَقَالَ لِي: يَا نَافِعُ! هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ، وَقَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا، فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا'' ترجمہ: ''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی تو انھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھ لیں اور راستے سے دور چلے گئے۔ اور مجھ سے پوچھا: اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ تو میں نے کہا: نہیں۔ نافع کہتے ہیں: انھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھا لیں اور کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے اسی طرح کی آواز سنی تو آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔'' [2]

---

[1] دیکھیے: جامع البیان ۱۴/ ۶۵۷ [2] سنن ابو داؤد: ۴۹۲۴

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث صریح طور پر بانسری کی حرمت اور اس کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتی ہے، جو موسیقی کا ایک لازمی جزو ہوتی ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے، مگر ان کا اس حدیث کو منکر قرار دینا صحیح نہیں ہے، کیوں کہ انھوں نے اس کے منکر ہونے کی کوئی دلیل نہیں ذکر کی ہے، جیسا کہ سنن ابو داؤد کے شارح علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے قول کی نفی کرتے ہوئے اس حدیث کی سند کو جید قوی قرار دیا ہے، شیخ شعیب ارناؤوط اور حافظ زبیر علی زئی رحمہما اللہ نے اس حدیث کو حسن اور شیخ احمد شاکر اور علامہ البانی رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ غرض کہ مذکورہ بالا حدیث قابلِ استدلال اور لائقِ حجت ہے۔

درحقیقت ہم نبوی فرمان کے مطابق اس پُر فتن دور سے گزر رہے ہیں کہ جس میں زنا، شراب، ریشم، سود اور گانے بجانے و آلاتِ موسیقی کو مختلف حیلہ و بہانہ کے ساتھ، ان کا کچھ اور نام دے کر حلال اور درست قرار دیا جارہا ہے، جیسا کہ اوپر دورِ فتن کے سلسلے میں صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ کے حوالے سے حدیثِ نبوی ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ایسی صورت میں گانے بجانے اور موسیقی کے رسیا لوگوں کو درج ذیل نبوی وعید پر بھی غور کرنا چاہیے کہ کہیں وہ آندھی و طوفان اور زلزلوں کے ذریعہ زمین میں نہ دھنسا دیے جائیں یا ان پر پتھروں کی بارش نہ کر دی جائے یا ان کی صورت ہی مسخ نہ کر دی جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نازل ہونے کا ایک سبب آلاتِ موسیقی کا عام ہونا بھی ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: ((إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ)) "اس امت میں خسف، مسخ اور قذف* واقع ہو گا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کب ہو گا؟ آپ نے فرمایا: جب گانے بجانے والیاں اور آلاتِ موسیقی عام ہو جائے گی اور شراب پی جائے گی۔" [1]

[1] جامع ترمذی: ۲۲۱۲، سلسلۃ الصحیحۃ: ۲۲۰۳ * **خسف:** زمین میں دھنسایا جانا، **مسخ:** چہروں کا مسخ ہو جانا، **قذف:** آسمان سے پتھروں کی بارش۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ آلاتِ موسیقی حرام ہے، کیوں کہ اگر یہ حلال ہوتا تو اس کا عام ہونا نزولِ عذاب کا سبب نہیں بنتا۔ لہٰذا جو کام اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب کے اترنے کا سبب بنے ہمیں اس کے قریب جانے سے بچنا چاہیے۔

جنسیات پر مشتمل فحش لٹریچر

ادب، آرٹ، سیکس ایجوکیشن، ترقی پسند ادب اور فن کے نام پر کتابی شکل میں بہت سارے فحش اور خام مواد بک اسٹالوں پر دستیاب ہیں ہی، مگر جدید ٹیکنالوجی کے دور میں انٹرنیٹ پر بھی ایسی فحش اور عریاں تحریریں کافی مقدار میں موجود ہیں، جو کہ حقیقت میں فحاشیت کا نمونہ اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں۔ ایسی تحریریں بدکاری پر ابھارنے والی ہوتی ہیں، لڑکیوں اور لڑکوں میں مَن پسند شادی کو پروان چڑھانے اور عشق و محبت کے نام پر بغاوت کا عنصر پیدا کرتی ہیں، نام نہاد آزادی کے نام پر دین و مذہب سے بے زار کرنے والی ہوتی ہیں اور اخلاق و کردار پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ سیکس ایجوکیشن کے نام پر بدکاری اور غیر فطری جنسی تکمیل پر ابھارتی ہیں، جنسی ہیجان اور تحریک پیدا کرتی ہیں اور ذہن و دماغ کو مختل کرتی ہیں۔ ایسی فحش اور عریاں تحریروں کا شمار بھی لہو الحدیث میں ہوتا ہے، لہٰذا ان سے دوری اختیار کرنا ضروری ہے۔

ساتھ ہی بچوں اور بچیوں کو ان کی استعداد اور عمر کے مطابق مناسب طریقے سے ان کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ جنسی تربیت پر بھی دھیان دیا جانا چاہیے، بڑھتی عمر کے ساتھ مرحلہ وار ان کی مناسب تربیت کی جائے، کوشش یہ ہونی چاہیے کہ بچپن ہی سے ان کے لیے الگ بستروں کا انتظام کیا جائے، ستر و حجاب کے احکام بتلائے جائیں، ابتدائے عمر ہی سے ان کے اندر حیا اور عفت و پاک دامنی کی صفت پیدا کی جائے، بد نظری کے نقصانات، شرم گاہوں کی حفاظت، اور پردے کی اہمیت سے اُنھیں آگاہ کیا جائے۔ چھوٹے بڑے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احترام اُن کے دل میں جاگزیں کیا جائے، بچوں اور بچیوں کے لباس میں تفریق کی جائے، بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر بچوں کو بلوغت کے احکام بتائے جائیں اور بطور خاص مائیں اپنی بچیوں کو حیض و نفاس کے مسائل بتائیں، قریب البلوغ بچیوں کو پردہ کرنے کی ترغیب دلائیں اور دونوں صنفوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جائے کہ ہر ایک کے خاص مسائل ہیں اور ان کو اسی اعتبار سے رہنا ہے، وضو اور غسل کے احکام بتائے جائیں، جن چیزوں سے غسل واجب ہوتی ہے اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اسے بتایا جائے، دوستی کے تعلق سے ان پر نگاہ رکھی جائے کہ کہیں وہ غلط لوگوں کی صحبت نہ اختیار کر لیں، اسی طرح بلوغت کی عمر میں پہنچنے والے بچوں کو بتایا جائے کہ ان کے لیے لڑکیوں سے دوستی کرنا، اُن کے ساتھ ہنسی مذاق کی باتیں کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے اور نہ ہی بغیر نکاح کے کسی غیر سے مجامعت کرنا درست ہے۔ ہاں جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے شریعت نے نکاح کا پاکیزہ راستہ متعین کیا ہے۔ اور بچیوں کو بھی تاکید کی جائے کہ ان کے لیے لڑکوں سے دوستی کرنا، غیر محرم مردوں کے سامنے نسوانی حسن ظاہر کرنا اور ان سے کسی شدید ضرورت کے بغیر موبائل پر گفتگو کرنا قطعی زیب نہیں دیتا، ہر ایک کی دوستی ان کی اپنی ہی صنفوں کے ساتھ ہو۔ شادی کی عمر کو پہنچنے والے بچوں اور بچیوں کو مناسب ڈھنگ سے جنسیات سے متعلق دینی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔

علاوہ ازیں بچوں پر حد سے زیادہ اعتماد نہ کیا جائے کہ ہمارا بچہ تو ابھی بہت نادان اور بھولا ہے وہ اخلاقی برائیوں کا شکار کیسے ہو سکتا ہے؟ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جب ان سے ان کے بچوں سے متعلق کوئی شکایت کی جاتی ہے یا ان کی اخلاقی گراوٹ کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے تو وہ اس پر غور و فکر کرنے کے بجائے اپنے بچے کو کم عمر، نادان اور بھولا کہہ کر تجاہلِ عارفانہ برتتے ہوئے ٹال جاتے ہیں اور نتیجتاً جب کوئی بڑا حادثہ پیش آتا ہے تو انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور ایسا اکثر بچوں پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی جنسی تربیت کے سلسلے میں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تصنیف (**آداب الزفاف فی السنۃ المطہرۃ**) بڑی عمدہ کتاب ہے۔ فی الحال اس کا اردو ترجمہ (**سنتِ مطہرہ اور آدابِ مباشرت**) کے نام سے شائع ہو چکی ہے، اس کو انھیں مطالعہ کے لیے دیا جائے وغیرہ۔

موجودہ دور میں مغربی تہذیب کا اثر ہر معاشرے میں عام ہو رہا ہے، بہت سارے آزاد خیال لوگ لڑکے اور لڑکیوں کی آپسی دوستی اور تعلقات کو قطعاً معیوب نہیں سمجھتے، بلکہ الٹا اسے فخر تصور کرتے ہیں، شادی سے پہلے منگیتر سے موبائل کے ذریعے گفتگو کرنے کا چلن بھی عام ہو چکا ہے اور بہتیرے والدین اسے برا بھی تصور نہیں کرتے ہیں، حالاں کہ وہی رشتہ جب شادی کے بندھن میں بندھنے سے قبل ہی ٹوٹ جاتا ہے تو بے عزتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسی طرح بچوں اور بچیوں کو بلوغت کی عمر تک پہنچنے کے بعد جتنا جلدی ممکن ہو سکے ان کی شادی کا بندوبست کیا جائے، بلوغت کے بعد بلا وجہ شادی میں تاخیر نہ کی جائے ورنہ معاشرے میں بے حیائی اور زناکاری عام ہو گی، لڑکے اور لڑکیاں بے حیائی کا عام مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مرضی سے شادی کریں گے، گھریلو اور سماجی دباؤ کی صورت میں کورٹ میرج کریں گے، لڑکیاں اہلِ خانہ سے بغاوت کر کے گھروں سے فرار ہوں گی، عزتیں لُٹیں گی، نسلیں برباد ہوں گی، اسقاطِ حمل کی شرح میں اضافہ ہو گا اور زنا بالجبر کے واقعات میں روز افزوں ترقی ہو گی۔ جس سے سماج و معاشرے اور سوسائٹی کا اخلاقی نظام بگڑے گا اور خاندان و قبائل کے درمیان رسہ کشی عام ہو گی اور آپسی خانہ جنگی جیسا ماحول ہو گا۔

مذکورہ بالا سارے جتن اس لیے بھی ضروری ہیں تاکہ نوجوان نسل کو سیکس ایجوکیشن پر مشتمل حیاسوز فحش لٹریچر اور فحش ویڈیوز کی طرف دھیان دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ لہذا اگر ہم بچوں کو ان کی بڑھتی عمر کے ساتھ مناسب جنسی تربیت نہیں کریں گے تو لامحالہ وہ غلط راستوں کا انتخاب کریں گے اور بے راہ روی کا شکار ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فحش ویڈیوز کا بڑھتا ہوا سیلاب

مختلف سوشل ویب سائٹس کی وجہ سے بہت سی ایسی ویڈیوز تک نوجوانوں کی پہنچ آسان ہو گئی ہے، جس سے جنسی بے راہ روی کو کافی بڑھاوا ملا ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود مختلف سروے سے ماخوذ معلومات کے مطابق پورنوگرافی پر مشتمل ان ویب سائٹس کے ناظرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ بیش تر نوجوان جنسی جذبات کی تسکین کے لیے ان فحش ویب سائٹس کا رخ کرتے ہیں اور اس وبائے ہولناک کا شکار ہو کر اپنا اخلاق و کردار بگاڑ رہے ہیں اور ان کے ذریعہ غیر فطری ڈھنگ سے اپنے جنسی خواہشات کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ بچوں کی پہنچ بھی اب اِن ویب سائٹس تک بآسانی ہو جاتی ہے، جس سے ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اور قبل از وقت وہ بلوغت کی دہلیز پر قدم رکھ رہے ہیں اور خود وہ بھی آئے دن جنسی استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ معاشرے میں جنسی بے راہ روی اور ریپ کا بڑھتا ہوا رجحان، مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط اور جنسی آزادی کے ساتھ ساتھ جنسیات کی اِنھیں آزاد ویب سائٹس کا بدنما ثمرہ ہے۔ بلکہ انسانیت سے گری ہوئی قحبہ گری کا پیشہ بھی مختلف ویب سائٹس کے ذریعہ آن لائن چلایا جاتا ہے، جو جنسی انحراف کے لیے ایک وسیع میدان ہموار کرتا ہے۔

۲۰۱۳ء میں شائع شدہ بی بی سی اردو کی ایک رپورٹ کے مطابق مختلف ویب سائٹوں پر پورن یا فحش مواد اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ ایک سروے کے مطابق زیادہ تر بچے گیارہ سال کی عمر تک اس سے کسی نہ کسی صورت میں متعارف ہو چکے ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر ہونے والی سرچ یا تلاش میں سے پچیس فیصد مواد پورن سے متعلق ہوتے ہیں اور ہر سیکنڈ میں کم سے کم تیس ہزار لوگ اس طرح کی سائٹ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔[1]

۲۰۱۵ء کی گوگل رپورٹ کے مطابق ہمارے ملک ہندوستان میں روزانہ چھ کروڑ لوگ فحش مواد پر مشتمل ویب سائٹس کا وزٹ کرتے ہیں، جب کہ عام صارفین سے فحش مواد کا آپسی

---

[1] دیکھیے : https://www.bbc.com/urdu/india/2013/04/130415_web_porn_sc_notice_mb

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تبادلہ کرنے اور گوگل وغیرہ پر اشتہاری فحش تصاویر کے دیکھنے والوں کی تعداد بے شمار ہے۔ اِدھر کئی سالوں سے موبائل، ٹیبلٹ اور اسمارٹ فون وغیرہ کی کثرت اور ڈاٹا پیک کی قیمتوں میں گراوٹ اور انٹرنیٹ کی رفتار میں بڑھوتری کی وجہ سے یہ وبا بہت عام ہوگئی ہے اور لوگوں کی پہنچ فحش مواد تک انتہائی آسان ہو چکی ہے۔

اس وقت ایک اندازے کے مطابق تقریباً اَسّی فیصد اسمارٹ فون کے ناظرین پورن گرافی پر مشتمل فحش ویب سائٹس کا وزٹ کرتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ تقریباً زیادہ تر مفید اور معلوماتی ویب سائٹس پر فحش ویڈیوز پر مشتمل ویب سائٹس کا لنک اور ان کے اشتہار گردش کرتے رہتے ہیں، بالخصوص یوٹیوب وغیرہ پر بہ کثرت ان کا اشتہار آتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے نوجوان نسل کیا ہر عمر کے زیادہ تر وزیٹرس ان کے دامِ فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں پورن ویڈیوز کی فلم بندی اور تشہیر صرف تفریحِ طبع کے طور پر نہیں کی جاتی ہے، بلکہ یہ جدید دنیا کا ایک بڑا اور نامی کاروبار ہے۔ اس وقت مختلف سروے کے مطابق انٹرنیٹ کی دنیا میں تقریباً سب سے زیادہ کمائی پورن انڈسٹری کے ذریعہ کی جاتی ہے اور دنیا میں اس کے وزیٹر بھی سب سے زیادہ ہیں۔

تحقیقات کے مطابق اگرچہ باقاعدہ پہلی پورن فلم ۱۸۹۵ء میں ریلیز ہوئی تھی، جس کا دورانیہ سولہ منٹ تھا اور یہ کافی منافع بخش بھی رہی تھی، مگر پورنو گرافی کی تاریخ کافی قدیم ہے، معاشرے کی اخلاقی قدروں کو گرانے اور فری سیکس کے رجحان کو عام کرنے کے لیے اس کا استعمال مختلف طرح سے کیا جاتا رہا ہے، کہیں فن اور آرٹ کے نام سے تو کہیں تفریحِ طبع کی خاطر اس طرح کے فحش مناظر کی عکس بندی کی جاتی رہی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور سے پہلے یہ پیڑوں، پودوں اور پتھروں وغیرہ پر عکس سازی تک محدود تھی اور اب ترقی کے نئے منازل طے کر رہی ہے۔ کیمرا اور ویڈیو گرافی کے دور کے بعد انٹرنیٹ نے اس کی محدود دنیا کو وسیع تر کر دیا ہے۔ پورن انڈسٹری والوں نے بھی اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس عمل میں نئی نئی جدت طرازیاں کی ہیں اور سیکس کو مختلف کیٹگریز میں تقسیم کر دیا ہے، جس سے ان ویڈیوز کے ناظرین میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت پورن انڈسٹری ایک منافع بخش پروڈکٹ کے روپ میں جانی جاتی ہے اور انٹرنیٹ کی آن لائن مارکیٹنگ نے اس کی تشہیر اور کمائی میں کافی اضافہ کیا ہے۔ [1]

آج لوگوں میں جنسی تکمیل کے جو غیر فطری اور وحشیانہ طریقے رائج ہو رہے ہیں، آئے دن معصوم اور نوخیز بچوں اور بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر اور گینگ ریپ کے جو دلدوز اور وحشت ناک حادثے پیش آ رہے ہیں، آزادانہ ماحول، بُری صحبت، غلط تربیت اور اِنھیں فحش ویب سائٹس پر موجود غلط ویڈیوز کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

کسی بھی معاشرے کی تباہی کے لیے سب سے بڑا ہتھیار وہاں کے لوگوں میں جنسی تحریک و ہیجان پیدا کر کے ان کی اخلاقی حالت پست کر دینا ہے۔ جنسی کج روی کی تاریخ یہود و نصاریٰ سے ملتی ہے، یہی اس کے سب سے زیادہ شکار رہے ہیں اور ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ اپنے علاوہ دیگر لوگوں کو زیر کرنے کے لیے انھوں نے اسے بطور ہتھیار استعمال کیا ہے۔ کبھی اس جنسی تحریک کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا گیا تھا تاکہ اُنھیں اخلاقی اعتبار سے پژمردہ بنا دیا جائے، مگر اس وقت پوری دنیا اس بے حیائی کے لپیٹ میں ہے۔

یہ صرف مسلمانوں کے لیے ضرر کا باعث نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعہ پوری نئی نسل اور پوری انسانیت کا جنازہ نکالا جا رہا ہے اور اس بے حیائی کے عام ہونے کی وجہ سے پوری انسانیت تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اس وقت یورپی ممالک اس بے حیائی کے برے نتائج کا سب سے زیادہ شکار ہیں۔

---

[1] فحش مواد کے پھیلاؤ اور اس کے اثراتِ بد سے متعلق جان کاری کے لیے درج ذیل ویب سائٹس لنک پر موجود مضامین دیکھیے:

(1) http://democracy.paknovels.com/2017/05/blog-post_24.html

(2) https://jang.com.pk/news/289159-todays-print

(3) http://www.fikrokhabar.com/ur/content-details/1182/essays/porn-filmaun-ka-kala-karobar-nayi-nasl-ko-karraha-hai-bekar-news.html

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہماری اس صدی میں انٹرنیٹ اور موبائلوں کے بہ کثرت استعمال نے اس بے حیائی کو تقریباً بیش تر گھروں میں پہنچا دیا ہے اور چھوٹے بڑے سبھی اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں خود موبائل فون وغیرہ کا استعمال مثبت سوچ لے کر اس کے افادی پہلوؤں کے مطابق کرنا چاہیے، اپنے آپ کو اس کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور اپنے اہلِ خانہ سمیت دیگر متعلقین کو بھی اس کے مثبت و مفید استعمال کی ترغیب دلانی چاہیے اور آنے والی نسلوں کو بھی ان میں موجود خرافات سے بچانے کی منظم کوشش اور لائحۂ عمل بنانا چاہیے۔

سوشل میڈیا پر جہاں لہو الحدیث کی قبیل سے بہت سی عریاں تصویریں اور فحش ویڈیوز اور مناظر پائے جاتے ہیں، وہیں لوگ اس طرح کی چیزوں کو بڑی کثرت سے شیئر بھی کرتے ہیں، دوست احباب کے پاس بھی بھیجتے ہیں اور مزید جھوٹی و فحش خبروں کی نشر و اشاعت میں بھی خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، جب کہ ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، اس لیے اس طرح کی حرکتوں سے بچنا ضروری ہے۔ ورنہ یاد رکھیں! انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر اَپ لوڈ یا شیئر کی گئی چیزیں انمٹ ہوتی ہیں، آگے چل کر کتنے ہاتھوں میں وہ مواد پہنچے گا اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اس طرح دیکھنے والوں میں سے ہر ایک کے گناہوں میں آپ بھی شریک ہوں گے اور موت کے بعد بھی گناہوں کا یہ سلسلہ معلوم نہیں کب تک رواں دواں رہے گا اور مسلسل آپ کا اعمال نامہ گناہوں سے آلودہ ہو کر سیاہ ہوتا رہے گا۔ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ”بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ [النور:۱۹]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں فحش کاموں، فحاشی کی افواہوں اور الزام تراشیوں کی تشہیر و اشاعت کا دائرۂ اثر بہت وسیع ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے اخلاقی انارکی پھیل رہی ہے، زنا اور اس کا تذکرہ عام ہو رہا ہے، نئی نسل کے نوجوان فحش کاموں کو انجام دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور زیادہ تر لوگ ترسیل و ابلاغ کے جدید وسائل کے ذریعہ فحش کاموں اور فحاشی کی افواہوں کے پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ نتیجتاً پوری دنیا مختلف طرح کی وباؤں، آفتوں، نت نئی بیماریوں نیز خوف و ہراس، بدامنی اور آپسی قتل و خوں ریزی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذابِ الیم کا سامنا کر رہی ہے اور آخرت کا عذابِ الیم تو ابھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تنہائی کے لمحات میں گناہوں کا صدور

جو لوگ تنہائی میں اللہ کو یاد کرنے کے بجائے مختلف فحش اور غلط ویب سائٹس کا وزٹ کرتے ہیں، اپنا بیش قیمت وقت لایعنی چیزوں کے پڑھنے اور فحش ویڈیو کے دیکھنے میں صرف کرتے ہیں، اُنھیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔ آخر معصیتِ الٰہی میں وقت ضائع کرنے سے انھیں سوائے خسارہ کے کیا ملتا ہے؟ لوگوں کی نگاہوں سے تو وہ بچے رہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور مراقبے سے کیسے بچیں گے؟

یاد رکھیں! تنہائی میں فحش و عریاں مناظر کے ذریعہ نگاہوں کو آلودہ کرنے والے یہ رنگین لمحات وقتی اور عارضی طور پر تو فرحت بخش ہوتے ہیں، مگر دیکھنے والوں کی بداعمالی میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں، نگاہیں حرام کاموں کی مرتکب ہوتی ہیں، آنکھوں کا زنا یہی تو ہے کہ ہم اسے حرام کاری میں استعمال کریں اور فحش مناظر سے لطف اندوز ہوں۔

ذرا سوچیں! ہماری یہی نگاہیں جب ہمارے خلاف گواہی دیں گی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ ہم جن کی تسکین کے لیے راتوں کی نیندیں حرام کیے رہتے ہیں وہ ہمارے خلاف گواہی دیں گی تو وہ منظر کتنا الم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ناک اور تکلیف دِہ ہو گا؟ ابھی وقت ہے، اپنا جائزہ لیں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور ان لایعنی چیزوں کو ترک کر کے اللہ رب العزت کے حضور آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، توبہ و استغفار کریں، اور آیندہ اپنی خلوت میں کسی طرح کا گناہ انجام نہ دینے کا پختہ عہد کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

ترجمہ: ”یہاں تک کہ جب وہ سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گے، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے، ہمیں اسی اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے، جس نے ہر چیز کو قوتِ گویائی بخشی۔ اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔“ [فصلت:۲۰-۲۱]

یاد رکھیں! ہم بظاہر چاہے جتنی نیکیاں کر لیں، اگر اپنی تنہائی میں حرام امور کا ارتکاب کریں گے تو ہمارے نیک اعمال کے ذخیرے فضا میں اڑنے والے ذرات کی شکل میں تبدیل کر دیے جائیں گے یعنی پہاڑ جیسے کیے ہوئے اعمال کی کوئی وقعت و حیثیت نہیں ہو گی۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي، يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ، بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا. قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا؛ أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ. قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا))

ترجمہ: ”میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کو ضرور جان لوں گا جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی سفید نیکیاں لے کر آئیں گے، تو اللہ عز و جل ان نیکیوں کو بکھرے ہوئے ذرات میں بدل دے گا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لیے ان کی صفات بیان فرما دیجیے! ہمارے لیے ان کے حالات کھول دیجیے! کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان میں سے ہو جائیں اور ہمیں علم بھی نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ تمھارے بھائیوں میں سے ہوں گے اور تمھاری قوم میں سے ہوں گے، اور وہ لوگ رات کا کچھ حصہ عبادت کے لیے لیں گے، جس طرح تم کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب انھیں تنہائی میں اللہ کی حرام کی ہوئی گناہوں کا موقع ملے گا تو وہ ان کاموں کا ارتکاب کریں گے۔" [1]

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تو نیک بنے رہیں گے، تقویٰ بگھاریں گے، خود کو نیک باز ظاہر کریں گے، اور راتوں کا کچھ حصہ عبادت میں گزاریں گے یعنی تہجد بھی پڑھیں گے، لیکن جب انھیں کوئی دیکھنے والا نہیں رہے گا تو گناہوں سے باز نہیں رہیں گے، تنہائی کو گناہوں سے آلودہ کریں گے، گناہ کا موقع ملنے پر اپنے داؤ سے نہیں چوکیں گے۔ ایسے لوگوں کی نیکیوں کو اللہ گرد و غبار میں تبدیل کر دے گا، ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی یعنی اللہ انھیں قبول نہیں فرمائے گا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں سے چھپ کر تنہائی میں کیا جانے والا گناہ نیکیوں کو ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی تنہائیوں کو گناہوں سے بچائیں اور لایعنی چیزوں میں ضائع نہ کریں، جہاں کہیں رہیں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا کامل یقین رکھیں۔ یاد رکھیں! ہمارا کوئی کام اللہ تعالیٰ سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لوگوں کی نگاہوں سے چھپا کر ہم اللہ سے نہیں چھپا سکتے ہیں۔ وہ تو ہمارے سارے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ رب العزت فرما رہا ہے:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾ ترجمہ: "وہ لوگوں سے چھپانا چاہتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپاتے، حالاں کہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جب وہ رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں ہوتا، مشورہ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ ہمیشہ سے ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔" [النساء:۱۰۸]

.....

1] سنن ابن ماجہ: ۴۲۴۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۵۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاہل مفتیوں کی بھرمار

انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی آزاد فضا میں بہت سے کم علم اور نادان لوگ دینی مسائل پر بھی بحث ومباحثہ کرتے ہیں، بدزبانی اور فحش کلامی کا سہارا لے کر لوگوں کو سب وشتم سے نوازتے ہیں، بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ جانتے ہوئے بھی بہت سے مسائل میں فتویٰ بازی کرتے نظر آتے ہیں، اہلِ علم کی اہم تحقیقات کو کھلا چیلنج دے کر سرِعام اس کا انکار کرتے ہیں، ان سے کسی مسئلے میں اختلاف کی بنیاد پر ان کی پوری خدمات کو پیچھے ڈال دیتے ہیں، کسی مسئلے میں بحث ومباحثہ کرتے ہوئے فریقِ مخالف کو گالی گلوچ اور سخت بدکلامی کا نشانہ بناتے ہیں۔ حالاں کہ مسائل پر بحث کرنے کے لیے وہ قطعی طور پر اہل نہیں ہوتے ہیں۔ درحقیقت ایسے لوگ علما اور محققین کی آڑ لے کر دین کی مسلمات کا استخفاف اور انکار کرتے ہیں۔ اور پھر بھکتوں کی ایک بھیڑ ان کی تعریف و ستائش کرتی نظر آتی ہے۔ علم وجان کاری کے بغیر فتویٰ بازی کرنا، دینی مسائل میں اپنی رائے رکھنا اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ)) ترجمہ: ”عنقریب لوگوں پر مکر وفریب والے سال آئیں گے، ان میں جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کو جھوٹا قرار دیا جائے گا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا، اور اس دور میں ”رویبضۃ“ بات کرے گا۔ پوچھا گیا: ”رویبضۃ“ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کے معاملات میں رائے دینے والا بے وقوف اور عیب دار آدمی۔“ [1]

واقعہ یہ ہے کہ بہت سارے افراد جو عصری علوم سے تو بہرہ ور ہوتے ہیں تاہم دینی تفقہ کے لیے نہ تو باقاعدہ کسی دینی ادارہ میں رہ کر کتاب وسنت کی فہم حاصل کرتے اور نہ کسی مستند

[1] سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۶، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۱۸۸۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عالم دین کی صحبت میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، عربی زبان وادب یا اس کے مزاج سے بھی ناواقف ہوتے ہیں، محض ذاتی محنت و کوشش سے چند کتابوں کا مطالعہ کرکے، تراجم قرآن اور تراجم حدیث سے استفادہ کرکے دین کے سب سے بڑے ٹھیکیدار بن جاتے ہیں، خود ساختہ طور پر دین کی تشریح وتوضیح کرتے ہیں، قرآن مجید کی من مانی تفسیر کرتے ہیں، احادیث کی جس طرح چاہتے ہیں مطلب نکال کر بیان کرتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا)) ترجمہ: ”اللہ علم کو بندوں سے یک بیک نہیں چھینے گا، لیکن علما کو قبض کر کے علم کو اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔“ [1]

انٹرنیٹ اور یوٹیوب وغیرہ پر اس طرح کے بہت سارے لوگ فتویٰ بازی کرکے فتنہ انگیزی کر رہے ہیں، جہاں ایک طرف علمائے متقدمین کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، وہیں علمائے متاخرین کو بھی اپنی کم علمی کے ذریعے چیلنج کرتے ہیں، افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کے فیض یافتگان کا حلقہ بھی کافی وسیع ہوتا ہے، یہ لوگ قرآن وحدیث کا حوالہ دے کر سادہ لوح عوام کو اپنے قابو میں کرتے ہیں اور پھر جس طرح چاہتے ہیں دین کے مسائل سے آگاہ کرتے ہیں، دین میں آسانی اور سہولت کے نام پر دین کا تیا پانچہ کرتے ہیں، علما کو برا بھلا کہتے ہیں، انھیں دقیانوسیت اور فرسودہ خیالی کا طعنہ دیتے ہیں، مختلف فیہ مسائل چھیڑ کر اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور سادہ لوح عوام کو بھی گمراہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے ہوشیار

[1] صحیح بخاری: ۱۰۰، صحیح مسلم: ۲۶۷۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رہنے کی ضرورت ہے اور عوام الناس کو چاہیے کہ اُنہی علمائے ربانین سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں، جنھیں دینی مسائل پر گہرا درک حاصل ہو اور جن کی گرفت شرعی علوم پر مضبوط ہو۔

سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے مثبت اور افادی پہلو

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو اور بالخصوص انسانوں کو مختلف قسم کے ایسے انعامات و اعزازات سے نوازا ہے، جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ابلاغ اور میڈیا کے یہ جدید وسائل بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت ہیں، لہٰذا ان کا استعمال اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کرنے کے بجائے اس کی شکر گزاری کے طور پر کرنا چاہیے۔ ان پر فقط ضرورت کے مطابق ہی وقت صرف کرنا چاہیے۔ بلا مقصد صرف ذہنی لذت و تسکین اور فقط وقت گزاری کے لیے ان کا استعمال ہر گز نہیں ہونا چاہیے۔ ان کے استعمال کے وقت ہمیشہ یہ بات ہمارے سامنے رہنی چاہیے کہ جس طرح اور دیگر نعمتوں سے متعلق باز پرس ہو گی بعینہ اسی طرح ان کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ ہم نے انھیں کس طرح اور کن کاموں میں استعمال کیا؟

انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا وغیرہ کو اس کی نوعیت کے اعتبار سے اچھا یا برا نہیں کہا جا سکتا ہے، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دار و مدار اس کے استعمال پر منحصر ہے۔ اگر ہم اسے اچھے مصرف میں لاتے ہیں تو ہمارے لیے ہمارے بہت سے کاموں میں آسانی کا ذریعہ اور کافی فائدہ مند ہے اور اگر اس کا غلط استعمال کرتے ہیں تو مستقبل میں ہمارے لیے انتہائی ضرر رساں ثابت ہو گا اور ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہی کا بھی سبب بنے گا۔

ابلاغ کے جدید ذرائع انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا وغیرہ کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مختلف حیثیت سے آج یہ انسانی ضرورت کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ تجارت، معیشت، صنعت و حرفت، روزگار، اسفار، تشہیر، افکار و نظریات کی تحقیق و تدوین، نئی نئی چیزوں کی ریسرچ اور تعلیم کے بہتیرے مسائل ان سے وابستہ ہیں۔ ان جدید وسائل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آنے سے ہمارے لیے بہت سی چیزیں آسان ہو گئی ہیں اور دنیا ایک گلوبل گاؤں کی مانند ہو گئی ہے۔ اس طرح ہم ان وسائل کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین کو پوری دنیا کے سامنے صحیح ڈھنگ سے پیش کر سکتے ہیں، اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات کا منہ توڑ جواب بروقت دے سکتے ہیں، دینی مسائل کو اچھی طرح عام کر سکتے ہیں، اپنے دینی افکار و نظریات کی تشہیر و اشاعت تحریری شکل میں، ویڈیو اور آڈیو کی شکل میں کر سکتے ہیں۔

ابھی تک میڈیا اور ابلاغ کے ذرائع پر اعدائے اسلام کا مکمل قبضہ تھا، مگر جدید وسائل نے ہماری شمولیت کو بھی آسان کر دیا ہے، ہم بہتر اور منظم ڈھنگ سے اسے اپنے حق میں استعمال کر سکتے ہیں اور اپنے دینی پیغام کو انتہائی منظم ڈھنگ سے دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

کتبِ تفاسیر و احادیث نیز متعدد معلوماتی، دینی، فقہی اور تاریخی کتابوں تک ہماری رسائی نہایت آسان ہو گئی ہے، کسی بھی مسئلے کے بارے میں ہم آن لائن جان کاری حاصل کر سکتے ہیں، دل نشین اور روح پرور لب و لہجے میں مختلف ماہر قاریوں کی تلاوتِ قرآن پاک سن سکتے ہیں، علما کے بیانات ویڈیو اور آڈیو کی شکل میں دیکھ اور سن سکتے ہیں، کسی بھی حدیث کے بارے میں علمائے فن کی رائے بآسانی جان سکتے ہیں، اس کی تشریح و توضیح دیکھ سکتے ہیں، مرجع کی بیش تر کتابیں آن لائن کر دی گئی ہیں کسی بھی وقت ان سے استفادہ کر سکتے ہیں اور دیگر بہتیری مفید چیزیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ بس شرط یہ ہے کہ جدید وسائل کا استعمال ہم دینی مزاج رکھ کر کریں اور لایعنی چیزوں میں غرق ہونے کے بجائے فقط فائدے کی چیزوں تک محدود رہیں۔

جدید ٹیکنالوجی نے فاصلوں کو ختم کر دیا ہے اور دوریوں کو نزدیکی میں تبدیل کر دیا ہے، ہم جب اور جن سے چاہیں رابطہ کر سکتے ہیں، عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے دوریوں کے باوجود ان کے نزدیک رہ سکتے ہیں، ان سے روبرو گفتگو کر سکتے ہیں، کسی بھی وقت ان کے حال احوال کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ہمارے لیے ضروری ہے کہ ابلاغ کے جدید وسائل کا استعمال مثبت اور دینی طرزِ فکر رکھ کر کریں، اس کے افادی پہلوؤں سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بنیں، غلط افکار و نظریات کی تشہیر، جھوٹی خبروں کی نشر واشاعت، فحش ولایعنی مواد کے پھیلاؤ سے بچیں اور بچوں کو بھی ان کے منفی اثرات سے بچائیں، اہلِ خانہ کو وقت دیں، خصوصاً اپنے بچوں پر گہری نظر رکھیں، ان کی مصروفیات کا جائزہ لیتے رہیں، ان کی اصلاح و تربیت کریں، ان کا مزاج دینی بنائیں، بلا ضرورت انھیں موبائل، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ وغیرہ کے قریب نہ جانے دیں اور اگر انھیں ان سے استفادہ کی ضرورت ہے تو اس کے افادی پہلوؤں سے روشناس کرائیں اور منفی اثرات سے چوکنا رکھیں، اس معاملے میں انھیں آزاد نہ چھوڑیں، بلکہ قدم قدم پر ان کی رہنمائی کریں، ان کے لیے اچھے دوستوں کا اہتمام کریں، بسا اوقات ان کی آئی ڈی اور نیٹ پر ان کی مصروفیات کا جائزہ لیتے رہیں اور غلط روی کی صورت میں ان کی مناسب تربیت کریں، نیز اس سلسلے میں لڑکا اور لڑکی کے درمیان کوئی تفریق روا نہ رکھیں، جیسا کہ موجودہ دور میں ہمارے مسلم معاشرے میں بھی یہ بات عام ہوتی جا رہی ہے کہ بہت سے لوگ لڑکیوں کے تئیں تو بہت حساس ہوتے ہیں اور ان کی بے راہ روی اور جنسی انحراف پر کڑی نظر رکھتے ہیں، مگر لڑکوں کے تئیں ذرا غفلت سے کام لیتے ہیں اور ان کی بے راہ روی پر کان نہیں دھرتے ہیں۔ چناں چہ لڑکوں کو تو کھلی چھوٹ دے دی جاتی ہے اور صرف لڑکیوں پر تیز نگاہ رکھی جاتی ہے، جب کہ دونوں پر کڑی نظر رکھنا اور ان کی مصروفیات کا جائزہ لیتے رہنا ضروری ہے۔ جنسی انحرافات، عریانیت اور اباحیت سے متعلق تحریری شکل میں اور ویڈیو و آڈیو کی صورت میں انٹرنیٹ پر کافی مواد موجود ہے، خود بھی ان واہیات سے بچیں اور ہر ممکن طریقے سے اپنی اولاد کو بھی ان سے دور رکھیں۔

بہر حال اگر ان جدید وسائل کا استعمال دینی حدود میں رہ کر انسانیت کے حق میں کیا جائے تو یہ ہمارے لیے بہت مفید، سود مند اور مختلف میدانوں میں انتہائی آسانی کا باعث ہوگا اور اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم سود و زیاں کا احساس کیے بغیر بے محابا ان کو استعمال میں لاتے ہیں تو وقت کے ضیاع اور دنیا و آخرت کی بربادی کے سوا ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

اس وقت کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی دنیا اتنی وسیع ہو گئی ہے کہ مدارس اور تعلیم گاہوں میں طلبہ و طالبات کے لیے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی تعلیم کا بندوبست کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے، انھیں بدلتے ادوار کو اپنے ہاتھوں میں لینا اور دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے جدید وسائل کا سہارا لینا ضروری ہے تاکہ وہ بڑھتی ہوئی الحادی فضا اور بدلتے ہوئے اقدار کے ماحول میں اپنی تہذیب و ثقافت کا انمٹ نقوش دنیا والوں پر چھوڑ سکیں۔ ترقی کے منازل طے کر سکیں اور مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خود ان کی سائنسی برتری کو چیلنج کر سکیں۔ کسی سے متاثر ہو کر گمراہ اور بد دین ہونے کے بجائے خود اثر انداز ہوں اور اپنے افکار و نظریات کو جدید وسائل کے ذریعہ لوگوں تک پہنچا سکیں اور پوری دنیا کے سامنے خود انھیں کے طرز اور انھیں کی زبان میں اسلام کی آفاقی تعلیمات کو عام کر سکیں۔ بہت کم مدارس ایسے ہیں جہاں جدید چیلنجوں سے مقابلہ کرنے کے لیے کوئی انتظام ہے۔ انٹرنیٹ کی حشر سامانیوں کے شکوہ کناں سب ہیں، اس کی زہر ناکیوں سے گلہ سب کو ہے، مگر اسی ہتھیار سے ان حشر سامانیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمارے ہاں کوئی بہتر انتظام اور عمدہ لائحۂ عمل نہیں ہے۔ اللہ رب العالمین ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ: فواحش سے بچاؤ کی احتیاطی اور انسدادی تدابیر

گذشتہ صفحات میں فواحش اور اور معاشرے میں پھیلے مظاہرِ فواحش پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ فواحش سے بچنا ازبس ضروری ہے، ان سے اجتناب و دوری اختیار کیے بغیر مکارمِ اخلاق کی تکمیل نہیں ہو سکتی ہے اور نہ انسان انسانیت کی معراج کو پا سکتا ہے۔ یہ افراد کے ذہن و دماغ کو مختل اور خراب کر دیتی ہیں، اور معاشرے کو رذائل، شر و فساد اور فتنہ و برائی کی آماج گاہ بنا دیتی ہیں۔ ان پر پابندی اور قدغن لگائے بغیر پاکیزہ اور صالح معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا ہے۔ اور نہ ہی آیندہ نسل کی صحیح تعلیم و تربیت ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں تمام افرادِ معاشرہ کو غور و خوض کرنا چاہیے اور معاشرے کو ان برائیوں سے پاک و صاف کرنے کے لیے کسی تساہل کے بغیر پہلے خود اپنی ذاتی و گھریلو زندگی میں سدھار پیدا کرنی چاہیے اور پھر دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیے۔ یاد رکھیے! فواحش سے دوری اختیار کیے بغیر نہ ہم دنیوی زندگی کو پُر سکون بنا سکتے ہیں اور نہ اُخروی نعمتوں کے حق دار بن سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم فواحش سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل و عیال اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ دنیوی لذتوں کے بالمقابل اپنے پاس موجود بہتر اور پائدار نعمتوں کے مستحقین کا تذکرہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ ترجمہ: ”پس جو چیز بھی تم لوگوں کو دی گئی ہے وہ محض دنیوی زندگی کا معمولی سامان ہے، اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اُن لوگوں کے لیے ہے، جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔" [الشوریٰ:۳۶-۳۷]

کبائر یعنی بڑے بڑے گناہ، اس کی عمومیت میں فواحش یعنی بے حیائی کے کام آجاتے ہیں، مگر بطور خاص فواحش کا ذکر کر کے اس سے نفرت دلائی گئی ہے۔ اور جو اہلِ ایمان اللہ پر توکل رکھتے ہوئے کبائر و فواحش سے بچتے ہیں اور غصہ کے وقت درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کے لیے بہتر اور لازوال نعمت کی بشارت دی گئی ہے۔ اس طرح ان نعمتوں کو پانے کے لیے فواحش سے بچنا ضروری قرار پایا۔

دورِ حاضر میں جگہ جگہ شیطانی جال پھیلے ہوئے ہیں، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی شکل میں اشاعتِ فواحش کا دائرہ وسیع تر ہے اور پھر انسان کا اپنا نفس بھی فواحش کا حصہ بننے پر ابھارتا ہے۔ اس لیے فواحش اور شرم ناک افعال سے پاک و صاف رہنے کے لیے درج ذیل احتیاطی تدابیر کو بروئے کار لانا ضروری ہے:

(1) کتاب و سنت کی پیروی

زندگی کے تمام معاملات میں کتاب و سنت کی پیروی کی جائے اور آپسی اختلافات کی صورت میں انھیں اپنا فیصل مانا جائے، کیوں کہ یہی دونوں شریعت کا منبع و مصدر اور سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ کے لیے ان میں رہنمائی پائی جاتی ہے، ان سے شرحِ صدر حاصل ہوتا ہے۔ انسان اگر ان دونوں کو اپنی عملی زندگی میں داخل کر لے تو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ترجمہ: "اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور سینوں میں موجود (بیماریوں) کے لیے شفا اور سراپا ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے آگئی ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا مَسَكْتُمْ بِهِمَا : كِتَابَ اللَّهِ، وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ)) ”میں نے تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، تم ہر گز گمراہ نہیں ہو گے، اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے اس کے نبی کی سنت۔“ [1]

(2) نمازوں کی پابندی اور ذکر و اذکار کا اہتمام

سنتِ نبوی کے مطابق ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کی جائے، پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام اور اس پر مداومت کی جائے نیز کثرت سے ذکر و اذکار کیے جائیں۔ اس لیے کہ اگر انسان شب و روز پانچ مختلف اوقات میں خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گا، اپنی پیشانی جھکائے گا اور اس کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے برائیوں سے دور رہنے کا عہد کرے گا تو پھر ایسا ممکن ہی نہیں کہ وہ فواحش اور بے حیائی کے کاموں کا مرتکب ہو۔ اسی طرح ذکرِ الٰہی یعنی نماز، تحمید و تسبیح، تہلیل و تکبیر، دعا و مناجات اور تلاوتِ قرآن وغیرہ فواحش سے بچاؤ کے لیے بہت بڑے ڈھال ہیں، اس سے دلوں کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت و سکینت کی برکھا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- ﴿اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾

ترجمہ: ”(اے نبی) تلاوت کرو اس کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔“ [العنکبوت:۴۵]

- ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔“ [الرعد:۲۸]

1] موطا امام مالک:۲۶۱۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیں! ذکرِ الٰہی سے منہ پھیرنا بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اور معاشرے میں برائیوں کے پھیلاؤ کا ایک اہم سبب ذکرِ الٰہی سے غفلت برتنا ہے، کیوں کہ ذکرِ الٰہی سے غفلت برتنے والوں پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

ترجمہ: ”اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بن جائے، ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے۔“ [الزخرف:۳۶]

(3) اخلاص وللّٰہیت اور تقویٰ شعاری

تمام طرح کی عبادتوں کی بجا آوری میں اخلاص اور للّٰہیت پیدا کی جائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور چنندہ بندوں سے فواحش کو دور فرما دیتا ہے۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلایا اور کھلی بے حیائی کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص اور برگزیدگی کی وجہ سے انھیں اس برائی سے بچا لیا اور وہ تھے ہی اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے خالص برگزیدہ بندے۔ اس واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۞ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: ”اور اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اسے اس کے نفس سے پھسلایا اور دروازے مضبوطی سے بند کر لیے اور کہنے لگی جلدی آؤ۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ بے شک وہ میرا رب ہے، اس نے مجھے بہترین ٹھکانہ بخشا۔ بلاشبہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔ اور بلاشبہ اس عورت نے اس کا ارادہ کر لیا اور اس (یوسف) نے اس (کی مزاحمت) کا ارادہ کیا۔ اگر اس نے اپنے رب کی برہان نہ دیکھی ہوتی۔ اسی طرح ہوا، تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیں۔ بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔“ [یوسف:۲۳-۲۴]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شیطان جب راندۂ درگاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی اور کہا کہ میں گناہوں کو مزین کر کے تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا سوائے مخلصین، چیدہ اور پسندیدہ لوگوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توثیق فرمائی کہ ہمارے مخلص بندے تیرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔ قرآن کریم میں اس کا بیان اس طرح ہوا ہے:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۞ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۞ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۞ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾

ترجمہ: ''اس نے کہا: اے میرے رب! چوں کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ان کے لیے زمین میں (گناہوں کو) مزین کروں گا اور سب کو گمراہ کر دوں گا۔ سوائے تیرے چن لیے گئے بندوں کے۔ فرمایا یہی (اخلاص) کا راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے (ان مخلص) بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہو گا، مگر گمراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چلے۔'' [الحجر:۳۰-۴۲]

بہر صورت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ شعاری اختیار کی جائے۔ اس لیے کہ تقویٰ اور خشیتِ الٰہی ایک ایسا وصف ہے، جو صاحبِ تقویٰ کو ہر طرح کی معصیات سے دور رہنے پر ابھارتا ہے۔ بندہ جب بھی فواحش اور شرم ناک افعال کے قریب جائے گا تو اس کے دل میں کھٹک پیدا ہو گی، وہ چوکنا ہو جائے گا، اس کا نفس اسے متنبہ کرے گا اور خشیتِ الٰہی اسے ایسا کرنے سے باز رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ ترجمہ: ''یقیناً اللہ سے ڈرنے والوں کو جب کوئی (برا) خیال شیطان کی طرف سے چھوتا ہے تو وہ چونک جاتے ہیں اور وہ اچانک بصیرت والے بن جاتے ہیں۔'' [الأعراف:۲۰۱]

ایک اور جگہ متقین اہلِ جنت کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: ''اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کر جائیں یا اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور کون ہے اللہ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا؟ اور وہ لوگ اپنے کیے ہوئے پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔'' [آل عمران:۱۳۵]

اس لیے جب بھی جانے انجانے میں کسی بے حیائی کا صدور ہو یا کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فی الفور اللہ کی مغفرت طلب کی جائے، توبہ اور رجوع الی اللہ کی راہ اپنائی جائے اور اس برائی کو ترک کر کے نیکوکاری اختیار کی جائے، کیوں کہ خالص توبہ اور نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور انسان برائیوں کا عادی ہونے سے بچ جاتا ہے۔

④ اچھوں کی قربت اور بُروں سے کِنارہ کشی

مغربی تہذیب کے گرویدہ، برائیوں کے رسیا، بدخوئی اور حرام کاری کے خوگر اور فواحش کے دل دادہ لوگوں کی مصاحبت اور ہم نشینی سے دوری اختیار کی جائے اور نیک و صالح لوگوں کی رفاقت اور مجالست اختیار کی جائے۔ اس لیے کہ انسانی زندگی میں مصاحبت اور ہم نشینی کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ چناں چہ اچھے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے فکری بلندی، نیکی کی خو، مزاج کی ستھرائی اور مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے، اور بُرے لوگوں کی صحبت بد خصلتی، ذہنی پراگندگی، تذبذب و اضطراب، دینی بگاڑ اور ندامت و افسوس کا باعث بنتی ہے۔ غرض کہ انسان اپنے ساتھی، ہم نشین اور مصاحب کے اندر پائی جانے والی خوبیوں یا برائیوں سے ضرور متاثر ہوتا ہے اور لوگ آپس میں ملنے والوں پر اپنی شخصیت کا گہرا چھاپ چھوڑتے ہیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيثَةً)) ترجمہ: ''نیک اور برے ہم نشین کی مثال مشک فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ پس مشک فروش یا تو تمھیں بطور ہدیہ کچھ دے گا، یا پھر تم اس سے خریدو گے، اور یا تو تم اس کی عمدہ خوشبو پاؤ گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا، اور یا تو تم اس کی بری بو پاؤ گے۔'' [1]

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)) ترجمہ: ''آدمی اپنے دوست کے دین (طریقے) پر ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔'' [2]

انفرادی طور پر فواحش سے بچاؤ کی یہ چند احتیاطی تدابیر ہیں جنھیں اپنا کر ہم ذاتی طور پر فواحش و منکرات اور دیگر معصیات سے بچ سکتے ہیں۔ مذکورہ وسائل کو بروئے کار لانا اور انھیں اپنی زندگی میں داخل کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

انسدادِ فواحش کی تدابیر

علاوہ ازیں معاشرے میں فواحش کی روک تھام کے لیے درج ذیل چار قسم کی انسدادی تدابیر کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے:

- ایک یہ کہ تعلیم و تربیت کے ذریعے سے افراد کی ذہنیت درست کی جائے اور ان کے نفس کی اس حد تک اصلاح کر دی جائے کہ وہ خود اس فعل سے نفرت کرنے لگیں، اسے گناہ سمجھیں، اور ان کا اپنا اخلاقی وجدان انھیں اس کے ارتکاب سے باز رکھے۔

1] صحیح بخاری: ۵۵۳۴، صحیح مسلم: ۲۶۲۸ 2] سنن ابو داؤد: ۴۸۳۳، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ رقم: ۹۲۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

● دوسرے یہ کہ جماعتی اخلاق اور رائے عام کو اس گناہ یا جرم کے خلاف اس حد تک تیار کر دیا جائے کہ عام لوگ اسے عیب اور لائقِ شرم فعل سمجھنے اور اس کے مرتکب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں تاکہ جن افراد کی تربیت ناقص رہ گئی ہو یا جن کا اخلاقی وجدان کمزور ہو انھیں رائے عامہ کی طاقت ارتکابِ جرم سے باز رکھے۔

● تیسرے یہ کہ نظامِ تمدن میں ایسے تمام اسباب کا انسداد کر دیا جائے، جو اس جرم کی تحریک کرنے والے اور اس کی طرف ترغیب و تحریص دلانے والے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان اسباب کو بھی حتی الامکان دور کیا جائے، جو افراد کو اس فعل پر مجبور کرنے والے ہوں۔

● چوتھے یہ کہ تمدنی زندگی میں ایسی رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کر دی جائیں کہ اگر کوئی شخص اس جرم کا ارتکاب کرنا بھی چاہے تو آسانی سے نہ کر سکے۔ [1]

رب العالمین! ہمیں نیکو کار بنا، فواحش و منکرات سے دور رہنے کی توفیق دے، دینی احکامات پر عمل کرنے کا جذبۂ صادق عطا فرما، بے شک تو ہی ہمارا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہے اور تو ہی توفیق دینے والا ہے۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ: عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمُ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا. اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا إِتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا إِجْتِنَابَهُ. آمين تقبل يا رب العالمين! والحمد لله رب العالمين وصلي الله على نبيه الكريم محمد وعلٰى آله وصحبه أجمعين

[1] ماخوذ از پردہ ص:۱۲۲